U58269 3-12-09

Title - FUGHAN-E-AASI

Creator - Sayyed Abdur Razzaq Aasi

Publisher - Matba Ameerul Mataba

Date - 1340 H

Pages - 312+10

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat-e-Dawaween.

ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

لذت افزاے درد دل ہاے عاشقان کلام مولوی حاجی سید عبد الرزاق صاحب
عاصی وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن تلمیذ سر آمد استادان نو دکہن
استاد السلطان فخر زمان حضرت جلیل مدظلہ
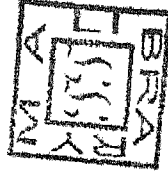
موسوم بہ

فغانِ عاصی

باہتمام

مسٹر احسن علوی منیجر

در مطبع امیر المطابع زیور طبع آراستہ گشتہ

اعلان

بوجہ عدیم الفرصتی اس دیوان کی کاپی غور سے دیکھنے کا مصنف کو موقع نہین ملا اگر ناظرین کہین غلطی پائین تو براہ کرم اُس کی صحت فرمالین۔

ف۲ اگرچہ اس دیوان کے چھپنے کا کام سنہ ۱۳۳۹ھ مین ختم ہوگیا تھا اسی وجہ سے بعض احباب نے تاریخات سنہ ۱۳۳۹ھ مین مرحمت فرمائین لیکن بعض اسباب سے سنہ ۱۳۳۹ھ مین اُس کی اشاعت ملتوی رہی اور سنہ ۱۳۴۰ھ مین شایع ہوا اسوجہ سے اکثر احباب کی تاریخات سنہ ۱۳۴۰ھ کی ہین

ف۳ مصنف کو اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہے اگر نفس کلام مین بھی کچھ سقم ناظرین کو معلوم ہو تو براہ کرم اپنے مذاق کے موافق درست فرمالین۔ کیونکہ مصنف نے صرف اپنے جذبات دلی کا اظہار کیا ہے۔ شاعری نہین کی ہے۔

جب سے سنا ہے یارب غفار نام تیرا — بے فکر ہو گیا ہے عاصی غلام تیرا

میں تیرے آگے یارب پھیلاؤں کیوں نہ دامن — سائل ہے نام میرا بخشش ہے کام تیرا

کعبہ میں بتکدہ میں مسجد میں میکدہ میں — ہر جا ظہور تیرا ہر جا مقام تیرا

حقا کہ تو ہی مالک دونوں جہان کا ہے — کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

رہتا ہے ذکر تیرا لیل و نہار لب پر — دیں میرے تصور ہے صبح و شام تیرا

مجھسے نہ تو جدا ہے تجھسے نہ میں جدا ہوں — تو لا کلام میرا میں لا کلام تیرا

قدرت کا کارخانہ سمجھیگا فلسفی کیا — اسکے سمجھ سے باہر ہے انتظام تیرا

جنبش زبان و دل کی تیرے ہی حکم سے ہے — دروازہ سے ہے گھر تک سب اہتمام تیرا

یارب بروز محشر تو مجھکو بخشدینا
عاصی ہے نام میرا غفار نام تیرا

مٹے جب ہم سمجھ میں تب یہ آیا
کہ جسنے خود کو کھویا تجھکو پایا

کچھ ایسا دردِ فرقت نے ستایا
کلیجہ منہ کو بیتابانہ آیا

خدا کو خودنمائی تھی جو منظور
رخِ حضرت کو آئینہ بنایا

سمٹ کر بنگیا جو میمِ احمد
احد کا راز ہے احمد کا سایا

ہوے میخوار سارے مست و مدہوش
وہ جلوہ آج ساقی نے دکھایا

فراغت ملگئی مرقد میں ہم کو
اجل نے سارے جھگڑونسے چھڑایا

ترے جلوے سے حورونکے اڑے ہوش
پری رویوں کو دیوانہ بنایا

جما آخر نہ تیرے رخ کے آگے
بہت کچھ رنگ پھولوں نے جمایا

خدا جانے عدم ہے کیسی بستی
یہاں سے جو گیا پھر کر نہ آیا

نظر آئی نہ خاکستر بھی دلکی
تری فرقت نے کچھ ایسا جلایا

دلاسا دیدیا رحمت نے بڑھکر
گنہ کا خوف جب عاصیؔ کو آیا

نہیں ہے کعبہ و بتخانہ ہی مکاں تیرا
ہمارا دل بھی ہے اے یار آستاں تیرا

چمک رہا ہے تیرا نور ذرہ ذرہ میں
ظہور مہر کی صورت نہیں کہاں تیرا

جگر میں جان میں سینہ میں دلمیں آنکھوں میں
میں کیا کہوں کہ ہے جلوہ کہاں کہاں تیرا

یہ جلوہ گاہ جہاں مظہر تجلی ہے
غلط نہیں مجھے ہر چیز پر گماں تیرا

شجر حجر ملک و جن و انس و وحش و طیور
ہر ایک شام و سحر ہے وظیفہ خواں تیرا

تیری تلاش میں گو بے نشان ہوے لاکھوں
مگر کسی نے بھی پایا نہ کچھ نشاں تیرا

تری ثنا میں ہے قاصر زبان عاصیؔ کی
یہ مشتِ خاک کرے وصف کیا بیاں تیرا

تاب کس کی ہے جو دیکھے کوئی جلوا تیرا — ذات خالق کی ہے تنویر سراپا تیرا

خالق حسن ہو جب والہ و شیدا تیرا — کیوں نہ کلمہ پڑھیں سب اے شہ بطحا تیرا

گل ہیں قربان تو غنچے ہیں تصدق تجھ پر — بلبلیں بھرتی ہیں دم اے چمن آرا تیرا

مجھکو عیسیٰ سے غرض ہے نہ دوا سے مطلب — میں تو بیمار ہوں اے رشک مسیحا تیرا

سیر کی گلشن عالم کی بہت کچھ میں نے — اب تمنا ہے کہ پھر دیکھوں میں روضا تیرا

دست بستہ رہوں استادہ در اقدس پر — سامنے آنکھوں کے ہو گنبد خضرا تیرا

موت بھی آئے تو آئے اسی دروازہ پر — تیرے کوچہ میں رہے عاشق شیدا تیرا

جبہہ سائی ابھی باقی ہے در مولا کی — اجل اچھا نہیں بیوقت تقاضا تیرا

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا — عاصیِ ہیچمداں وصف کرے کیا تیرا

کیا حسن میں ہے گرمی بازار مصطفےٰ — یوسف ہیں جان و دل سے خریدار مصطفےٰ

میں ہی نہیں ہوں ایک طلبگار مصطفےٰ — دونوں جہاں کا دل ہے گرفتار مصطفےٰ

مشہور ہے کہ سایۂ طوبےٰ میں خلد ہے — طوبےٰ ہے زیر سایۂ دیوار مصطفےٰ

سو سو درود پڑھتے ہیں اک ایک گام پر — حور و ملک ہیں عاشق رفتار مصطفےٰ

بھائیگی کیا بہار اسے باغ خلد کی — جس کی نظر میں ہیں گل رخسار مصطفےٰ

شیریں کلام کیوں نہ ہوں مشہور خلق میں — کرتا ہوں وصف لعل شکربار مصطفےٰ

کعبے سے بڑھکے منزلت روضۂ رسول — حاجی سے بڑھکے رتبۂ زوار مصطفےٰ

ہرگز شفا نہو مرض عشق سے مجھے — یارب میں عمر بھر رہوں بیمار مصطفےٰ

عاصی کی یہہ دعا ہے کہ یارب دم اخیر — دم نکلے زیر سایۂ دیوار مصطفےٰ

وارفتۂ صبا ہوں نہ عاشق نسیم کا ‏ — ‏ شیدا ہوں تیرے گیسوئے عنبر شمیم کا

کافر بھی فیضیاب مسلماں بھی فیضیاب ‏ — ‏ دریا ہے موج زن ترے فیضِ عمیم کا

اسمیں بھی ایک لطف ہے عشاق کیلئے ‏ — ‏ درپیش مرحلہ ہے جو امید و بیم کا

میں خود ہوں سوزِ عشقِ نبی سے جلا ہوا ‏ — ‏ اب کیا جلائیگا مجھے شعلہ جحیم کا

گلشن سے وہ چلے تو ہر اک گل کے ہو لئے ‏ — ‏ بادِ سموم بنگیا جھونکا نسیم کا

حاصل ہو کیوں نہ دولتِ دنیا و دیں مجھے ‏ — ‏ ہے دونوں ہاتھ میں مرے دامن کریم کا

رحمت نے بڑھکے حشر میں عاصیؔ کو لے لیا
نام آگیا جو لب پہ غفور الرحیم کا

یارب یہ درِ پاک ہے کس کعبۂ دیں کا ‏ — ‏ جھکتا ہے پئے سجدہ جو سر عرش بریں کا

ہوتا ہے مہ و مہر کی وہ آنکھ کا تارا ‏ — ‏ ذرہ کوئی اڑتا ہے جو طیبہ کی زمیں کا

قسمت جسے لاتی ہے مدینے کے چمن میں ‏ — ‏ لیتا نہیں وہ نام کبھی خلد بریں کا

جاروب کشی کرتے ہیں پلکوں سے ملائک ‏ — ‏ اللہ رے رتبہ ترے کوچہ کی زمیں کا

کیا وصف چراغانِ حرم کر سکے کوئی ‏ — ‏ مہتاب جسے کہتے ہیں ٹکڑا ہے یہیں کا

ہے شور ملاحت کا جو خوبانِ جہاں کی ‏ — ‏ صدقہ ہی یہ سب آپکے حسنِ نمکیں کا

بالیں پہ ہوں جب آپ تو اے شافعِ محشر
عاصیؔ کو ہے کیا خوف غمِ بازپسیں کا

نظر کس طرح آئے سایا تمھارا ‏ — ‏ کہ ہے نور مطلق سراپا تمھارا

نہیں انس و جاں میں ہی شہرا تمھارا ‏ — ‏ ہے حور و ملک میں بھی چرچا تمھارا

بظاہر نہیں دیکھتا کوئی تم کو ‏ — ‏ مگر ہر نظر میں ہے جلوہ تمھارا

جو میں نقد جاں دیکے بھی تمکو پاؤں — تو سمجھوں کہ ارزاں ہے سودا تمھارا

وہ صید نظر ہو گیا جسکو تاکا — کہیں چوکتا ہے نشانا تمھارا

کوئی جانے کیا شان ہے کیا تمھاری — خدا ہی پہ روشن ہے رتبا تمھارا

نہ کیوں سر جھکائیں یہاں آ کے کعبہ — کہ کعبہ کا کعبہ ہے روضا تمھارا

ہے زاہد کو بھی چشم امید تم سے — گنہگار کو بھی سہارا تمھارا

نہ بھولیگا محشر میں وہ تمکو عاصیؔ
بڑا بندہ پرور ہے آقا تمھارا

آنکھوں میں ہے جلوہ جو شہ ہر دوسرا کا — ہے پیش نظر آئینہ انوار خدا کا

کرتا ہوں ثنائے رخ نیکوئے محمدؐ — غل بزم میں ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا

تھا حضرت موسیٰ کو جو فخر ید بیضا — پرتو تھا وہ نور کف محبوب خدا کا

کعبے کا یہہ زینہ ہے نہ ہے عرش کی زنجیر — کچھ اور ہی رتبہ ہے تیرے زلف رسا کا

ہے بیخبری اسکو دو عالم کی خبر سے — کچھ اور ہی عالم ہے تیرے محو لقا کا

سنتا ہوں وہاں ہوگی تیری جلوہ نمائی — ہوں منتظر اسواسطے میں روز جزا کا

حسرت زدہ دل خستہ جگر سر تہ خنجر
عاصیؔ یہی انداز ہے تسلیم و رضا کا

دم آخر جو تھا آنکھوں میں نقشہ روئے احمدؐ کا — ہوا ہر ذرہ برق طور مری خاک مرقد کا

بنے کیونکر نہ دود آہ رشک سنبل پیچاں — کہ رکھتا ہوں ازل سے سر میں سودا زلف احمدؐ کا

کبھی ہے ضبط گریہ انکی فرقت میں کبھی رونا — یہہ بحر چشم دکھلاتا ہے نقشہ جزر اور مد کا

مبدل ہو گیا قہر الٰہی فضل و رحمت سے — ہوا جب غلغلہ دنیا میں انکی آمد آمد کا

حسینوں کو ملا خال و خط و زلفِ سیاہ ہو کر
اک انکے زانوئے انور کا تکیہ عرشِ اعلیٰ ہے
گریباں چاک رہتا ہوں میں فرقت میں پیا انکی

ازل میں ہو گیا تقسیم سایہ آپکے قد کا
گلستانِ جہاں ہو ایک بوٹا انکی مسند کا
خداوندا نہ چھوٹے حشر میں دامن محمدؐ کا

میں عاصی ہوں الٰہی اور ادنیٰ امتی انکا
بروزِ حشر رکھنا آبرو صدقہ محمدؐ کا

جو بزمِ عالم میں آنکھ اٹھائی تو محفل آرا تمہیں کو دیکھا
ہر اک سے بہتر تمہیں کو پایا ہر اک سے اعلیٰ تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو کعبے میں بتکدے میں تمہیں ہو مسجد میں میکدے میں
ہر اک مکاں کے مکیں تمہیں ہو مقیم ہر جا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو وحدت میں خلوت آرا تمہیں ہو کثرت میں رونق افزا
جہاں سے پنہاں تمہیں کو پایا جہاں میں پیدا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو یوسف تمہیں زلیخا تمہیں ہو مجنوں تمہیں ہو لیلیٰ
تم آپ ہی اپنے دلربا ہو اور اپنا شیدا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو کشتی تمہیں کھیون تمہیں ہو لنگر تمہیں ہو طوفان
تمہیں ہو گوہر تمہیں ہو نیساں حباب و دریا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو ذرہ میں بھی درخشاں تمہیں ہو خورشید میں بھی تاباں
ادھر منور تمہیں کو پایا ادھر چمکتا تمہیں کو دیکھا

تمہیں نے کی خواہش نظارہ تمہیں نے فرمایا لن ترانی
تمہیں تھے طور اور تمہیں تجلا بشکلِ موسیٰ تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو ساغر تمہیں سبو ہو تمہیں ہو مینا تمہیں ہو ساقی
تمہیں ہو کیف اور تمہیں ہو میکش مے مصفا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو گلشن تمہیں ہو بلبل تمہیں ہو گل باغباں تمہیں ہو
بہار بھی تم خزاں بھی تم ہو غرض جو دیکھا تمہیں کو دیکھا

کہاں مقابل کوئی تمہارا اشکیل ایسے جمیل ایسے
حسین دونوں جہاں میں ہمنے بس ایک تنہا تمہیں کو دیکھا

جہاں کے جتنے ہیں دینے والے وہ دیکے رکھتے ہیں یہ حساب
بغیر منت کے دے جو سب کو کریم ایسا تمہیں کو دیکھا

نگاہ عاصی بتاں کی پڑی جو توحید کے چمن پہ
تمہیں کو پایا تمہیں کو جانا تمہیں کو سمجھا تمہیں کو دیکھا

عاشق ہے ہر اک گرچہ رسول مدنی کا — کچھ رنگ نرالا ہے اویس قرنی کا
مژگان نبی سے میرا دل ہی نہیں گھائل — زخمی ہے جگر بھی اسی برچھی کی انی کا
روتا ہوں جو یاد در دندان نبی میں — جلوا ہے ہر اک اشک میں در عدنی کا
طوبا ہے نثار قد دلجوئے محمد — پھولوں نے اشارہ ہے یہ سرو چمنی کا
آگے لب و دندان رسول عربی کے — موتی کا ہے رتبہ نہ عقیق یمنی کا
مشہور لطافت میں ہیں گو حور و پری بھی — ہے اور ہی عالم تیری نازک بدنی کا
ہر اک تیری سرکار سے پاتا ہے تصدق — یکساں ہے یہاں مرتبہ درویش و غنی کا
ہے تو ہی بہار چمنستان دو عالم — کونین میں غل ہے تیری گل پیرہنی کا
اے جان جہاں اسکا تو مطلوب ہی تو ہے — عاصی تیرا طالب نہیں دنیائے دنی کا

جب روضۂ شاہنشۂ خوباں نظر آیا
آنکھوں نے کہا روضۂ رضواں نظر آیا

اللہ رے ضیائے رخِ تابانِ محمدؐ
خورشید چراغِ تہِ داماں نظر آیا

آبِ لبِ جاں بخش محمدؐ کے مقابل
بے آب مجھے چشمۂ حیواں نظر آیا

کیا عظمتِ دربارِ محمدؐ کا بیاں ہو
دارا جسے کہتے ہیں وہ درباں نظر آیا

زخمی ہوئیں کس کانِ ملاحت کی نگہ کا
جس زخم کو دیکھا وہ نمکداں نظر آیا

پیدا ہوئی جب مشقِ تصور سے بصیرت
ہر شئے میں مجھے جلوۂ جاناں نظر آیا

کی دست درازی جو میرے دستِ جنوں نے
دامن سے ہم آغوش گریباں نظر آیا

راتوں کو تیرے جلوۂ رخسار کے آگے
کچھ آنکھ چراتا مہِ تاباں نظر آیا

کھلتا نہیں کچھ حال تیری جلوہ گری کا
دیکھا جسے آئینہ ساں حیراں نظر آیا

جب آنکھ پڑی ابروئے محبوبِ خدا پر
دل نے یہ کہا قبلۂ ایماں نظر آیا

وہ خوش ہوئے خالی نہ گیا اپنا نشانا
جب لختِ جگر کو لئے پیکاں نظر آیا

آئے جو بکھر کر رخِ پرنور پہ گیسو
آتش میں اگا سنبلِ پیچاں نظر آیا

اللہ رے بہارِ چمنستانِ مدینہ
ہر غنچۂ خاطر گلِ خنداں نظر آیا

رحمت نے لیا دوڑ کے آغوش میں اسکو
عاصی جو قیامت میں پریشاں نظر آیا

کاش پھر اوج پہ عاصی کا مقدر ہوتا
سامنے آنکھوں کے پھر روضۂ انور ہوتا

آتشِ عشق میں حضرت کی میں جلتا رہتا
کاش شمعِ حرمِ روضۂ انور ہوتا

گل سمجھ کر میں اسے سینہ میں اپنے رکھتا
دشتِ یثرب کا اگر خار میسر ہوتا

عرض رو رو کے میں کرتا دلِ بیتاب کا حال
روضۂ پاک پہ جانا جو میسر ہوتا

کاش ہوتا میں سگِ کوئے محمدؐ یارب | انکی دہلیز پہ ہر وقت میرا سر ہوتا
انکی نعلین مبارک پہ تصدق کرتا | دل نیارو زاگر مجھکو میسر ہوتا
حشر تک چین سے آرام سے سوتا رہتا | گر مدینہ کی زمیں پر میرا بستر ہوتا
عاصیوں کو کبھی ملتی نہ جہنم سے نجات | واسطہ گر نہ ترا شافعِ محشر ہوتا

روضۂ شاہِ دو عالم وہیں بنتا عاصیؔ
باغ فردوس مدینہ سے جو بہتر ہوتا

یارب بھلا ہو شوخیٔ رفتارِ یار کا | جو لے گئی قرار دلِ بیقرار کا
پوچھو نہ حال میرے دلِ اعذار کا | دکھلا رہا ہے رنگ خزاں میں بہار کا
غازہ بنا ہے چہرۂ دامانِ یار کا | اللہ رے مرتبہ میرے مشتِ غبار کا
سینہ سے خود بخود نکل آتی ہے بار بار | کیا پوچھتے ہو حال دلِ بیقرار کا
حیرت سے محوِ دید تھے دونوں شبِ وصال | یار آئینہ میرا تھا میں آئینہ یار کا
تیری نگاہِ مست کے قربان ساقیا | چلتا رہے یہ دورِ مئے خوشگوار کا
وہ نامورِ جہان کے یارب کہاں گئے | مدفن کا ہے پتہ نہ نشاں ہے مزار کا

عاصیؔ رہِ عدم میں نہیں خوف کچھ مجھے
ہمراہ میرے فضل ہے پروردگار کا

ذکر ہے دیر و حرم میں رخِ افشاں روئے یار کا | ہے یہی ذات شغل اب کے فرو دیندار کا
مہر اک پرتو ہے مہرِ حسنِ روئے یار کا | ماہ نو ہے عکس اسکے ابروئے خمدار کا
میں ہوں زخمی اسکے تیغِ ابروئے خمدار کا | میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس تلوار کا
کیوں نہ ہو رشکِ گلستاں کوئے جاناں کی زمیں | ہے وہاں چھڑکاؤ میرے دیدۂ خونبار کا

کی تواضع پارہ ہائے دل سے تیر یار کی
بھر دیا قوت سے ہمنے دہن سوفار کا

آب حیواں کی تمنا ہے نہ کوثر کی ہوس
ہیں تو پیاسا ہوں تمھارے شربت دیدار کا

اے مسیحائے دو عالم لیجیے جلدی خبر
حال ابتر ہوگیا ہے آپ کے بیمار کا

یاد ہر دم آرہا ہے میکدہ ساقی تیرا
اب وطن میں دل نہیں لگتا ہے اس میخوار کا

ہائے طیبہ کہکے رہجاتا ہوں جب آتا ہے یاد
عالم مستی میں پھرنا کوچہ و بازار کا

قبر عاصی کی بنے کوئے نبی میں ایخدا
اور بجائے کفن سایہ اسی دیوار کا

اثر قہر و عنایت کا نگاہ یار میں دیکھا
حیات و موت کا جوہر اسی تلوار میں دیکھا

درخشاں رنگ یکتائی تیرے رخسار میں دیکھا
گل توحید کو کھلتے اسی گلزار میں دیکھا

نہ آئیگا نظر زاہد تجھے محراب کعبہ میں
جو جلوہ ہمنے طاق ابروئے خمدار میں دیکھا

جو کھینچا تیر سینے سے لپٹ کر رہگیا دل ہیں
وفا کا رنگ اگر دیکھا تیری سوفار میں دیکھا

رہیں ہو کیوں نہ بیمار اور وقت جانسے بڑھکر
کہ لطف زندگی ہمنے اسی آزار میں دیکھا

تجھی پر کچھ نہیں موقوف ہے بیتاب ہو جانا
ہزاروں کو تڑپتے کوچۂ دلدار میں دیکھا

لہو بڑھتا ہے سیروں تن میں بسمل ہونیوالوں کے
خدا رکھے نیا جوہر تیری تلوار میں دیکھا

جو دیکھا غور سے دیر و حرم میں ایک جلوا ہے
جو کچھ تسبیح میں دیکھا وہی زنار میں دیکھا

کسی کو کب وہ اپنی صورت زیبا دکھاتے ہیں
جسے دیکھا تڑپتے حسرت دیدار میں دیکھا

نہ دیکھا باغ عالم میں کہیں سامان راحت کا
اگر دیکھا تو اسکے سایۂ دیوار میں دیکھا

تمھارے ناز کا کشتہ ہوئے یوں حالی خوشحال
جو لطف اقرار میں پایا وہی انکار میں دیکھا

جدا اللہ سے سرکار کو اپنے میں کیوں سمجھوں
جو کچھ اللہ میں دیکھا وہی سرکار میں دیکھا

کراماً کاتبین کیا کیا ہوئی شرمندہ محشر میں
جو عاصی کو کنار رحمت غفار میں دیکھا

جو دل خون میں تر بتر ہو گیا — یہہ کسکا شہید نظر ہو گیا
ترا حسن جب بے پردہ در ہو گیا — تو پردہ ہجوم نظر ہو گیا
پڑا دل پہ جو داغ عشق نبی — عدم کا وہ زاد سفر ہو گیا
کبھی اسکا جلوہ بنا برق طور — کبھی خود ہی وقف نظر ہو گیا
وہ جلوا دکھایا ہر اک داغ نے — کہ سرو چراغاں جگر ہو گیا
یہ تھی کس کے تیر نظر کی کشش — کہ سینے سے باہر جگر ہو گیا

قطعہ

صبا عرض کرنا یہہ اُنسے ضرور — جو یثرب میں تیرا گذر ہو گیا

یہہ ہے سوز فرقت سے عاصی کا حال
کہ گھر اُسکے حق میں سقر ہو گیا

در پاک پر تھا بہت ذی وقار — یہاں آکے وہ در بدر ہو گیا
ترقی پہ ہے روز درد جگر — مرض اسکا اب پر خطر ہو گیا
تڑپتے تڑپتے شب غم کٹی — تو دن روتے روتے بسر ہو گیا
کبھی پارہ پارہ ہوا غم سے دل — کبھی ٹکڑے ٹکڑے جگر ہو گیا
کبھی آگ سوز دروں سے لگی — کبھی دامن اشکوں سے تر ہو گیا
کبھی اپنی حالت پہ وہ خندہ زن — کبھی خود بخود نوحہ گر ہو گیا
نہ چلنے کی طاقت نہ اڑنیکا زور — دکن میں وہ بے بال و پر ہو گیا
خدا کیلئے جلد بلوایئے — کہ عاصی چراغ سحر ہو گیا

شرمِ گنہ نے حشر میں چھامڑا دیا رحمت نے جامِ عفو سے مجھکو چھکا دیا

عرقِ شرابِ ناب ہر اک بادہ خوار ہے ساقی نے آج فیض کا دریا بہا دیا

قسمت پہ اسکے رشک ہوا کوہِ طور کو برقِ نگاہِ یار نے جس کو جلا دیا

ملتا ہے جستجو سے کہیں اب سراغِ دل فرقت نے تیری خاک میں اسکو ملا دیا

ہے دل کا اضطراب و سکوں اسکے ہاتھ میں نشتر چبھو دیا کبھی مرہم لگا دیا

تھا نام کو نشان جو میرے مزار کا ظالم نے ٹھوکروں سے اسے بھی مٹا دیا

موسیٰ بھی اسکے طالبِ دیدار تھے مگر جاتے رہے حواس جو جلوہ دکھا دیا

امت کو ہے یہ ناز کہ پروردگار نے ہمکو نبی دیا بھی تو خیرالوریٰ دیا

ہے سامنا کریم کا عاصی بڑھے چلو
رحمت نے بڑھ کے حشر میں مژدہ سنا دیا

الفت کا داغ دل سے مٹایا نہ جائیگا جلتا ہوا چراغ بجھایا نہ جائیگا

کعبہ نہیں یہ ٹوٹ کے سو بار پھر بنے توڑو گے قصرِ دل تو بنایا نہ جائیگا

مٹی کے دینے سے بھی تمھیں احتراز ہے کیا خاک میں بھی مجھکو ملایا نہ جائیگا

سپر ہی دل ہے تیرے جفاؤں کیواسطے یہ بار ہر کسی سے اٹھایا نہ جائیگا

اشکِ رواں کا ہجر میں رکنا محال ہے آنکھوں سے دل کا راز چھپایا نہ جائیگا

جس کو کیا ہے تیرے عنایت نے سربلند عالم میں وہ کسی سے گرایا نہ جائیگا

محفل میں انکے لے ہی گیا اضطرابِ دل سمجھے تھے ہم کہ ضعف سے جایا نہ جائیگا

ہے لائقِ سجود تمھارا ہی آستاں یہ سر ہر ایک در پہ جھکایا نہ جائیگا

عاصی ہوں ساتھ میرے شفاعت ضرور ہو تنہا خدا کے سامنے جایا نہ جائیگا

دل جو پیمانۂ شراب ہوا
فیض ساقی سے آفتاب ہوا

نہ گئی آہ آتشیں خالی
انکے دل کو بھی اضطراب ہوا

تیرا ہمسر کہاں ہے عالم میں
تو خدائی میں لاجواب ہوا

ہے رواں سوئے میکدہ واعظ
یہہ نیا آج انقلاب ہوا

میری صورت کا وہ بنا پردہ
اسکی صورت کا میں حجاب ہوا

جب جنوں میں ہوا گریباں چاک
وامن حشر کا جواب ہوا

قتل کرکے مجھے وہ کہتے ہیں
مفت خنجر میرا خراب ہوا

دب کے میرا نیاز کیوں رہتا
آپ کے ناز کا جواب ہوا

دست جاناں سے پی جو تلخ شراب
جل کے دشمن میرا کباب ہوا

رہ گیا سب حساب عاصی کا
فضل حق اسپہ بیحساب ہوا

ادھر کھینچنا تیز خنجر کسی کا
ادب سے جھکانا ادھر سر کسی کا

وہ پوشیدہ ظاہر میں ہے نا نظر سے
وہ رہتا مگر دل کے اندر کسی کا

پس ذبح بھی دل کو تڑپا سا ہی
مجھے دیکھ لینا وہ مڑ کر کسی کا

مسلتے ہو جس چیز کو چٹکیوں میں
یہی دل ہے اسے بندہ پرور کسی کا

تسلی کی دیتے ہیں کیا چاند سورج
ذرا دیکھ لیں روئے انور کسی کا

مجھے مہر محشر سے کیا خوف عاصی
ہے دست کرم میرے سر پہ کسی کا

کون اس غم کدۂ دہر میں شاداں آیا
جو یہاں آیا وہ با دیدۂ گریاں آیا

پھر نظر آج مدینے کا بیاباں آیا
پھر میرا دستِ جنوں تا گریباں آیا

کیوں نہ میں چشمِ تصوّر پہ فدا ہوں اپنے
سر جھکاتے ہی نظر جلوۂ جاناں آیا

یہ ہے کس کا کہ مقابل ہو تمھارے رخ کے
آئینہ سامنے آیا بھی تو حیراں آیا

یادِ گیسو میں مجھے نیند نہ آئی شب بھر
جب لگی آنکھ نظر خوابِ پریشاں آیا

کشتۂ حسرتِ دیدار تیرے جی اٹھے
تو خراماں جو سوئے گورِ غریباں آیا

خارِ بن بنکے کھٹکنے لگی آنکھوں میں بہار
یادِ فردوس میں جب کوچۂ جاناں آیا

ہٹ گئے رات کو جب رخ سے تمھارے گیسو
میں یہ سمجھا کہ زمیں پر مہِ تاباں آیا

قطرہ قطرہ سے ہے کیفیت دریا پیدا
ذرّے ذرّے میں نظر مہرِ درخشاں آیا

بخشوا ہی کے گیا اپنے خطائیں ساری
تیرے دروازہ پہ عاصی جو پشیماں آیا

جدا سر سے تن ہو گیا ہو گیا
محبت کا حق تو ادا ہو گیا

شبِ وصل کیا کیا تھے سامانِ عیش
گئے وہ تو محشر بپا ہو گیا

ذرا دیکھئے فیضِ پیرِ مغاں
کہ دل جامِ گیتی نما ہو گیا

عجب رنگ سے وہ خراماں ہوئے
گلستاں ہر یک نقشِ پا ہو گیا

وہاں تولتے ہیں وہ تیغِ نظر
جگر کا یہاں فیصلہ ہو گیا

نہ رونے میں راحت نہ ہنسنے میں چین
الٰہی میرے دلکو کیا ہو گیا

جو شمعِ ہدایت کی پھیلی ضیا
تو گمراہ بھی رہنما ہو گیا

سرِ حشر عاصی یہ رحمت کہی
کہ فردوس تجھکو عطا ہو گیا

مزا لیتا ہے گر طالب تجھے حق کی عبادت کا
مراقب ہو مقام احدیت کا او معیت کا

لطائف طے تو کر ساری کہ یہ زینے ہیں عرفانکے
کہ بے اسکے نہیں ملتا ہے رستہ قصر وحدت کا

لطائف قلب و روح و سر خفی اخفی و نفسی ہیں
مگر ان سب میں ہی قالب کو رتبہ بادشاہت کا

نفی اثبات کی ہو ذکر سے اپنی نفی اثبات
ہمیشہ اسطرح تو ورد کر کلمہ شہادت کا

فنا ہو اقربیت میں کہ نحن اقرب آیا ہے
مراقب ہو محبت کا محبت کا محبت کا

عیاں ہو اسم ظاہر سے نہاں ہو اسم باطن میں
مگر طالب نہ ہو عالم میں ہرگز اپنی شہرت کا

نظر آئیگا جلوہ یکساں پھر تجھکو اے طالب
کمالات نبوت کا کمالات رسالت کا

پھر اسکے بعد ہے نور کمالات اولوالعزمی
اگر ہے خوف سے ملو یہ درجہ شان کثرت کا

یہ سارے مرتبے ہو جائیں طے گر فضل باری ہے
تو اے طالب مراقب ہو کعبے کی حقیقت کا

ہے قرآں کی حقیقت بعد درجہ ہے صلواتوں کا
ہے پھر معبودیت صرفہ براہمی حقیقت کا

جو گزرے ان مقاموں سے سلامت یکے دل اپنا
مراقب شوق سے طالب ہو احمد کی حقیقت کا

مراقب حُب صرفہ کا مراقب لاتعیُّن کا
اگر ہو تو نتیجہ ملگیا طالب کی محنت کا

ہر یک زینہ ہے عاصی قصر عرفاں کا بہت مشکل
کہاں تو اور یہ زینے تصدق سب ہی حضرت کا

جو گل زیب باغ جہاں ہو گیا
وہ پامال دست خزاں ہو گیا

ملک کرتے ہیں اسکو جھک کر سلام
تیرے در کا جو پاسباں ہو گیا

جو زائر ہوا روضۂ پاک کا
سزاوار باغ جناں ہو گیا

جنوں میں نہ باقی رہا جیب لباس
گریبان دل دھجیاں ہو گیا

جو پوچھا کسی نے میرا حال دل
تو آنکھوں سے دریا رواں ہو گیا

ذرا لطف پیر مغاں دیکھنا
نئے سر سے عاصی جواں ہو گیا

اے آب ز دندان تو دُرِ عدنی را | وے رنگ ز لعل تو عقیق یمنی را
از پرتو رخسار تو گل خلق نمودند | از سایۂ قد ساختہ سرو چمنی را
شکر ز بیان تو گرفتست حلاوت | طوطی ز تو آموختہ شیریں سخنی را
تو جان گلستانی و حق قطع نمودست | بر قامت زیبای تو گل پیرہنی را
آنجا کہ رسد نکہت گیسوئے معنبر | پرسد نہ کسی نافۂ مشک ختنی را
اہل سفر راہِ تو دانند مقدم | بر حبِ وطن شوق غریب الوطنی را
در سینۂ من دل ز طپش داد نشانے | چوں دیدہ ز مژگان تو ناوک فگنی را
گر دید میسر بخدا دولت کونین | از جامۂ پاک تو اویس قرنی را

ہر لحظہ طلب مغفرتِ خویش ز غفار
عاصی مطلب دولت دنیائے دنی را

کردی چو واز لطف خود بر من در میخانہ را | ساقی بکام ار نہ و بکشا لب پیمانہ را
از دیدہ گر داری حیا در دل بیا در دل بیا | بہر تو اے پردہ نشیں پرداختم ایں خانہ را
با دل بہم در کار خود در خلوتم با یار خود | ناصح نصیحت تا کجا بگذار ایں افسانہ را
جاناں دلِ صد چاک را بستم بتار زلف تو | آخر چہ کار آید مرا دادم بزلف ایں شانہ را
بہر نثار فرق تو جاں ہائی یکاں یکطرف | آوردہ ام اے جانِ جاں من ایں دل دیوانہ را
زلف گرہ گیرش ببیں بستند دو دلہا بسی | از دست افگن زاہدا ایں سبحۂ صد دانہ را
موئی نباشد ہر نظر لذت کش دیدار یار | باید چو چشم مصطفےٰ نظارہ جانانہ را

چوں آتش عشق تو شد در سینۂ من مشتعل ہر لحظہ یا رب کن فزوں ایں سوز آتشخانہ را

دیوانہ شو دیوانہ شو از خویشتن بیگانہ شو
در بزم جاناں عاصیا عزت بود دیوانہ را

دلبر کبریاست دلبر ما رشک موسیٰ بود مقدر ما
بینظیر است او بناز اگر نیست کس در نیاز ہمسر ما
ما نخواہیم کوثر و تسنیم لب جانان ماست کوثر ما
لاغریم آنچناں بہ ہجرانت کہ تن ماست تار بستر ما
حاجت رہبری بہ ساقی نیست بیخودی ہائے ماست رہبر ما
عاصیانیم گرچہ اے زاہد مہر بخشش بود بہ محشر ما
ما سگ کوئے مصطفےٰ ہستیم سنگ آں آستانہ و سر ما

عفو گردد نہ چوں گنہ عاصی
او غفور شفیع سرور ما

بیا ساقی بکن مستم شکستم عہد تقویٰ را بیک جام محبت میفروشم دین و دنیا را
اگر در خاطرت آید علاج درد بیماراں تمنائے دوا از فلک آرد مسیحا را
دلا گر عاشقی از طعن بدگویاں چہ می ترسی کہ رسوائی بمقصد برد آخر پیر صنعا را
اگر خواہی کہ گردی پاک از آلایش دنیا بشو از آب مے زاہد تو ایں دلق مصلا را
نمیداند کسے او را کہ بد در قعر گمنامی بہ تشبیہ میانت گشت شہرت نام عنقا را
بہ پیش عارفاں مفہوم نحن اقرب ایں باشد کہ دایم لذت دید است حاصل چشم بینا را
زہے عالی نسب والا حسب فی ہمت شاہے کہ باشد فخر از نعلین او عرش معلا را

میانِ دو کریم افتاد کار بخشش عاصی
ز لوحِ دل بشو نقشِ خیالِ بیم فردا را

ترے میکدہ سے جو میخوار نکلا — شراب محبت سے سرشار نکلا
غم و ہجر سے جسکو آزاد دیکھا — وہ زلفوں کا تیری گرفتار نکلا
گری ترمنِ ہوش پر اسکے بجلی — تری دید کا جو طلبگار نکلا
دوا سے ہوئے جسکے عاجز مسیحا — وہ تیری نگاہوں کا بیمار نکلا
دیا ہمنے دل جسکو بھولا سمجھکر — وہ ظالم جفا جو ستمگار نکلا
سمجھتے تھے ہم جسکو ماہِ درخشاں — تمھارا ہی وہ عکس رخسار نکلا
ہوئے غرق دریائے غم میں جگر دل — نہ یہہ پار نکلا نہ وہ پار نکلا
کیا شکر تیری جفا و پہ جس نے — وہی عاشقوں میں وفادار نکلا
ملک جسکو سمجھے تھے مٹی کا پتلا — وہ ساری خدائی کا مختار نکلا

جسے پھول سمجھے تھے جنت کا عاصی
مدینے کے گلشن کا وہ خار نکلا

احساں ہو کسی پر تو جتانا نہیں اچھا — اور غیر کا احسان چھپانا نہیں اچھا
دی حق نے جو ثروت تو غریبوں کی مدد کر — بیکار زر و مال لٹانا نہیں اچھا
ہیں زیرِ حکومت جو ترے عاجز و ناچار — دل کو کسی بیکس کے ستانا نہیں اچھا
محتاج سے ملنے میں تو تقدیم کیا کر — مفلس سے کبھی آنکھ چرانا نہیں اچھا
غفلت میں ہو ظالم تو خبردار نہ کرنا — سوتے ہوئے فتنے کو جگانا نہیں اچھا
عاصی نہ زباں روک کہ یہہ ورد ہے آخر — قفل اپنے لبِ گویا پہ لگانا نہیں اچھا

جلوا ہے ہر اک شئے میں جلی باری تمھارا
بیتاب ہو کیوں طالب دیدار تمھارا

ہے آب بقا شربت دیدار تمھارا
محتاج مسیحا نہیں بیمار تمھارا

روشن نہ کبھی شمس و قمر ہوتے فلک پہ
پڑتا نہ اگر پرتو رخسار تمھارا

ہیں نقش قدم بنکے رہوں تا دم محشر
ہاتھ آئے اگر سایۂ دیوار تمھارا

تھی حضرت یوسف کی خریدار زلیخا
خود خالق یوسف ہے خریدار تمھارا

جبریل مصاحب ہیں تو خدام ملایک
کس شان کا دربار ہے دربار تمھارا

موسیٰ طلب دید نہ پھر طور پہ کرتے
گر دیکھتے وہ جلوۂ رخسار تمھارا

کیوں خوف قیامت سے پریشان ہو عاصی
کافی ہے وسیلہ اسے سرکار تمھارا

تو اے شمع رو جلوہ فرما نہ ہوتا
تو بزم جہاں میں اجالا نہ ہوتا

نہ پڑتا اگر عکس رخسار جاناں
تو شمس و قمر میں یہ جلوا نہ ہوتا

حسیں ماہ کنعاں ہی کو ہم سمجھتے
تیرا روئے انور جو دیکھا نہ ہوتا

تجھے دیکھ لیتا اگر اک نظر وہ
تو پھر قیس لیلیٰ کا شیدا نہ ہوتا

بہار آتی عالم کے گلزار میں کب
جو تو رشک گل رونق افزا نہ ہوتا

نہ ہوتا خراماں وہ کان ملاحت
تو یہ شور محشر میں برپا نہ ہوتا

بنا کر تجھے جب کرے ناز صانع
تو کیوں حسن میں تیرا شہرا نہ ہوتا

نہ جلتا اگر طور جلوے سے تیرے
تو عالم کی آنکھوں کا سرمہ نہ ہوتا

خدا کی خدائی بھی ظاہر نہ ہوتی
اگر اس جہاں میں تو پیدا نہ ہوتا

نہ بچتا کبھی نار دوزخ سے عاصی
اگر اسکو تیرا سہارا نہ ہوتا

کیونکر یہہ کہوں وصل تیرا ہو نہیں سکتا — چاہے جو کوئی دل سے تو کیا ہو نہیں سکتا
کشتے تیرے اٹھنے کو تڑپتے ہیں فلک تک — بے تیرے چلے حشر بپا ہو نہیں سکتا
پردے سے غرض ہی ہیں مشتاق بنانا — وہ چاہے تو کیا جلوہ نما ہو نہیں سکتا
اے راحتِ دل یاد تیری جان ہے میری — کر دوں میں اسے دل سے جدا ہو نہیں سکتا
گیسو تیرے زندانِ طلسمات بلا ہیں — پھنستا ہے جو اسمیں وہ رہا ہو نہیں سکتا
کہتا ہوں جو اُسنے کہ ستم مجھپہ کہاں تک — کہتے ہیں وہ کچھ اسکے سوا ہو نہیں سکتا
کرتے ہو جو ملنے کیلئے حشر کا وعدہ — تم چاہو تو کیا حشر بپا ہو نہیں سکتا
اس گل کو میرا حال دلِ زار سُنا دی — کام اتنا بھی کیا تجھسے صبا ہو نہیں سکتا

دن رات وظیفہ ہے تیرا نام محمدؐ
عاصیؔ تو گرفتارِ بلا ہو نہیں سکتا

گل ہیں تجھپہ نثار کیا کہنا — اے میرے گلعذار کیا کہنا
تیری ہر ہر ادا قیامت ہے — آفتِ روزگار کیا کہنا
غنچے کہتے ہیں دیکھ کر تجھکو — اے گلِ نوبہار کیا کہنا
بزم میں چل رہی ہے تیغ ادا — ہر طرف ہے پکار کیا کہنا
پیاس تونے بجھا دی بسمل کی — خنجرِ آبدار کیا کہنا
کر کے بیخود لیا میرے دلکو — ہو بڑے ہوشیار کیا کہنا
تونے اسکو بھی کر دیا بےچین — اے دلِ بیقرار کیا کہنا
دامنِ یار تک رسائی کی — میرے مشتِ غبار کیا کہنا
کوئے جاناں میں ہے گزر تیرا — اے نسیمِ بہار کیا کہنا

اس ستمگر کا ظلم و جور ایدل
تیرا صبر و قرار کیا کہنا

ابتک آیا نہ ہوش بسمل کو
جلوۂ تیغ یار کیا کہنا

صبح محشر سے ملگئی جاکر
اے شب انتظار کیا کہنا

دھو دیا تونے دفتر عصیاں
دیدۂ اشکبار کیا کہنا

کردئے میکدہ کے خم خالی
عاصی بادہ خوار کیا کہنا

نہ کیوں ہوں تیر نظر پہ قربان کہ دلسے ہوں جاں نثار انکا
کچھ آج کل کا نہیں فدائی ازل سے دل ہے شکار انکا

رسول اکرم ہیں شاہ خوباں یہہ زلف و رخ معجزہ ہیں انکے
کہ کلمہ پڑھتے ہیں سنبل و گل چمن میں لیل و نہار انکا

اسے تھا منظور یہہ دکھانا کہ ہر نبی سے ہیں افضل احمد
بلاکے معراج میں خدا نے بڑھایا عز و وقار انکا

وہی ہیں سردار زاہدونکے وہی ہیں مختار عاصیونکے
انہیں کے ہے زیر حکم جنت سقر پہ ہے اختیار انکا

ہوائے رخسار احمدی سے نہ کیوں شگفتہ ہو غنچہ غنچہ
کہ بھرتے پھرتی ہے دم چمن میں سدا نسیم بہار انکا

اسیر دونوں جہان کے ہوکر غریب لوگو نمیں ملکے رہنا
کسی بشر کو کسی نبی کو ملا نہ یہہ انکسار انکا

نہ تھا امیر و ںسے انس انکو نہ اہل دولت سے ربط انکو

انیس روح الامین تھے انکے رفیق پروردگار انکا

مریں جو زیرِ قدم تمھارے وہ خاک ہو کر بھی اوج پائیں

لگالیں آنکھوں میں اپنی حوریں اڑے جو پس کر غبار انکا

وہ آنے والے ہیں دیکھنے کو اجل ٹھہر جا ذرا ٹھہر جا

ابھی نہ لینا تو جان میری کہ مجھکو ہے انتظار انکا

خلش جو دل میں تھیں ہیں ہمارے خدنگ مژگانِ مصطفےٰ کی

تو نام آتا ہے بے تحاشا زبانپہ کیوں بار بار انکا

بشر کے پردہ میں تھے نہفتہ گئے جو معراج میں محمدؐ

ہوا شبستانِ احدیت میں وہ راز سب آشکار انکا

وہی ہیں سلطانِ ہر دو عالم وہی ہیں مختار جزو کل کے

زمانہ انکا خدائی انکی خدا کا سب کار و بار انکا

کریم تم ہو رحیم تم ہو تمھارے در پہ پڑے ہیں عاصی

تمھیں پہ ہے اے شفیع محشر تمام دار و مدار انکا

اللہ ہو حبیب احمد مختار تمھارا
کونین نہ کیوں ہو شہ ابرار تمھارا

تم سے نہ جدا حق ہے نہ تم حق سے جدا ہو
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمھارا

سمجھا میں سرِ طور تجلی ہے خدا کی
آیا جو نظر جلوۂ رخسار تمھارا

یوسف کی تھی عالم میں خریدار زلیخا
خود صانع یوسف ہے خریدار تمھارا

آتا ہے لبوں پر تو چپٹ جاتے ہیں باہم
کیا نام ہے شیریں مری سرکار تمھارا

خورشید ہے یا روئے منور کی جھلک ہے
مہتاب ہے یا جلوۂ رخسار تمھارا

جلوہ ہو غضب کا تو عدو کیلئے بجلی
شمشیر قضا ابروئے خمدار تمھارا

کیوں ہجر میں مر کر ہوں نہیں وصل میں زندہ
ہے آب بقا شربت دیدار تمھارا

چھوٹے نہ کبھی زلف عنبر سے میرا دل
رکھے مجھے اللہ گرفتار تمھارا

مطلب ہو وہ اسے نہ شفا کی ہی تمنا
ارمان ہے کہ دائم رہوں بیمار تمھارا

روتا ہوں تڑپتا ہوں عاصی ہی ہجر میں
دکھلائے خدا پھر مجھے دربار تمھارا

ہے عرش خدا زینہ بام حرم پاک
اور ظل خدا سایۂ دیوار تمھارا

بیفکر نہ کیوں روز جزا سے رہے عاصی
ہے اسکو بہروسہ میرے سرکار تمھارا

ردیف با

سرور کل انبیا ہو یا حبیب
تاج بخش اولیا ہو یا حبیب

مظہر نور خدا ہو یا حبیب
ذات حق کے آشنا ہو یا حبیب

سالکوں کے پیشوا ہو یا حبیب
عارفوں کے رہنما ہو یا حبیب

خلق کے حاجت روا ہو یا حبیب
میرے دل کے مدعا ہو یا حبیب

اول ہر ابتدا ہو یا حبیب
آخر ہر انتہا ہو یا حبیب

کیوں نہ ہو وہ آشنا اللہ کا
جو تمھارا آشنا ہو یا حبیب

حسن یوسف تھا زلیخا کو عزیز
تم تو محبوب خدا ہو یا حبیب

اسکو کیا پروائے فردوس بریں
جو تیرے در پر پڑا ہو یا حبیب

کیوں نہ دیکھے وہ خدائی پاک کو
آپکو جو دیکھتا ہو یا حبیب

دو جہاں سے اسکو کچھ طلب نہیں — جو تمہارا ہوگیا ہو یا حبیب
غم اُسے کیا آفتاب حشر کا — جو تیرے غم میں جلا ہو یا حبیب
ہے وہی مقبولِ درگاہِ خدا — دل سے جو تم پر فدا ہو یا حبیب
ہم گنہگارانِ امت کے لئے — رحمت ربّ العلا ہو یا حبیب
مرہم دلِ خستگاں ہو یا رسول — درد مندوں کی دوا ہو یا حبیب

حشر میں عاصیؔ پہ بھی چشم کرم
شافعِ روزِ جزا ہو یا حبیب

نازنینی مہ جبینی یا حبیب — دلبرِ حسن آفرینی یا حبیب
نامِ پاکت حرزِ جانِ عاشقاں — خاتمِ دل را نگینی یا حبیب
چوں کند وصفِ کمالت مشتِ خاک — تو خدا را ہمنشینی یا حبیب
باعثِ ایجادِ عالم ذاتِ تو — مالکِ دنیا و دینی یا حبیب
سالکاں را پیشوائی یا رسول — مقتداء العارفینی یا حبیب
انبیاء ما سلف را سروری — ہم تو ختم المرسلینی یا حبیب

جاں بلب اندر دکن افتادہ است
حالِ عاصیؔ را ببینی یا حبیب

پیش رخسارت ندارد ماہ تاب — آفتابی آفتابی آفتاب
چشم تو برہم زنِ میخانہا — وز نگاہِ مست تو عالم خراب
دید چوں بر عارضت گردی زشوق — گفت دل یا لیتنی کنت تراب
گل بعشقِ عارض تو غرق خون — سنبل از گیسوئے تو در پیچ و تاب

پیش حسنت جملہ خوبانِ جہاں — ہمچو ذرہ پیش نورِ آفتاب

گر بدریا پر تو رویت فتد — صورتِ گل رو نماید ہر حباب

لعل از لعلِ لب تو منفعل — پیش دندانِ تو گوہر آب آب

خط مشکیں بر رخِ زیبائے تو — آیتے از سورۂ امّ الکتاب

زلف با رخ صبح در پہلوئے شام — لعل تو نار است ہم آغوش آب

خواست چوں محبوب خود سازد ترا — از دو عالم کرد خالق انتخاب

سایۂ ات باشد کجا چوں گشتہ — در حسینانِ دو عالم لاجواب

نیک سید اند خداوند علیم — من چہ گویم کیستی اندر حجاب

صوفیاں را در رہِ مقصودِ دل — بے طریقِ تو نگردد فتح باب

جاں بدردِ ہجرِ تو آمد بلب — دل بشوقِ وصلِ تو در اضطراب

ساغری دہ از شرابِ حسنِ خویش — ساختی مرغِ دلم را چوں کباب

گفتہ آیم شبے در خوابِ تو — من بہجرِ خود ندیدم ہیچ خواب

جامۂ ہستی ز دستِ عشق در — تا ز وصلِ یار گردی کامیاب

از حسابِ حشر عاصیؔ را چہ غم
اے تو ئی چوں شافع یوم الحساب

ردیف پ

ہیں نورِ حق محمد مصطفےٰ آپ — جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما آپ

کسی کی آنکھ میں جلوہ نما آپ — کسی کے دل میں ہیں رونق فزا آپ

کلامِ من رآنی سے ہے ظاہر
کہ ہیں آئینۂ ذاتِ خدا آپ

دو عالم میں نہ کیونکر روشنی ہو
کہ ہیں شمعِ حریمِ کبریا آپ

ہے جلوہ آپ کا شام و سحر میں
کہ ہیں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ آپ

کہاں موسیٰ کہاں ذاتِ مقدس
وہ عاشق اور محبوبِ خدا آپ

نہیں ہے آپ کا ثانی جہاں میں
خدا کے بعد ہیں یا مصطفےٰ آپ

حسینانِ جہاں کے آپ سرتاج
ہیں سارے دلبروں کے دلربا آپ

جلائے خاطرِ پاکانِ عالم
ضیائے دیدۂ اہلِ صفا آپ

تمنائے دلِ آشفتہ حالاں
غریبوں کے مراد و مدعا آپ

انیس و غمگسارِ دردمنداں
ضعیفوں بیکسوں کے آشنا آپ

ہیں بحرِ حسن و کانِ دلبری کے
درِ یکتا و لعلِ بے بہا آپ

ہر اک گوشہ سے چمکا نورِ اسلام
ہوئے دنیا میں جب رونق فزا آپ

مسیحا سے مجھے ہے کیا سروکار
ہیں میرے دردِ پنہاں کی دوا آپ

دکن میں ہوں پریشاں حال مولا
بلا لیں مجھ کو اب بہرِ خدا آپ

کیا عاصیؔ کے واسطے خوفِ محشر
ہوئے جب شافعِ روزِ جزا آپ

ردیف ت

اڑے جو سوئے فلک ہم غبار کیصورت
چمن میں برسیں گے ابر بہار کیصورت

اثر یہ جذبِ محبت کا ہی کہ اب وہ بھی
تڑپ رہے ہیں اس بیقرار کیصورت

یہ کون رشکِ چمن جلوہ گر چمن میں ہوا — ہے خار خار سے پیدا بہار کی صورت
ہماری چشم تصور سے چھپ نہیں سکتی — عیاں ہے آئینۂ دل میں یار کی صورت
چمن میں شور ہے کس گل کی آمد آمد کا — اتر گئی جو عروسِ بہار کی صورت
تمہاری تیغ سے زخموں کے پھول کھلتے ہیں — یہ چل رہی ہے نسیم بہار کی صورت
چمک رہے ہیں جو ہجر ہی میں داغ جگر — دکھا رہے ہیں خزاں میں بہار کی صورت
خوشی نہ زر کی ہے اصلا نہ زر کا ملال — مجھے ہے ایک خزان و بہار کی صورت

رکیں نہ اشک ندامت کہ ہے یہ عاصی
نزول رحمت پروردگار کی صورت

دیگر

فکر علاج کن کہ دلِ زار نازکست — رشکِ مسیح حالتِ بیمار نازکست
اے دل بوقت ذبح ادب را نگاہ دار — مضطر مشو کہ خنجر دلدار نازکست
اے خاک من برہگذر او بدوش باد — آہستہ رو کہ دامنِ آں یار نازکست
غیر و لم بزلف گرہ گیر خود مبند — ترسم کہ بشکند سر آں تار نازکست
می سوزد و بپیش وے آہی نمیکند — دانند ولم کہ آں گلِ رخسار نازکست
آسان شمردہ سفر منزلِ عدم — اول ببیں کہ راہ چہ مقدار نازکست
اے تیر یار تیز گذشتی ز پہلویم — پنداشتم کہ آں سر سوفار نازکست

عاصی ضعیف و بار گنہ بر سرش چو کوہ
رحمے بحال زار کہ بیمار نازکست

صبح شرمندۂ صباحت اوست — شام شوریدۂ ملاحت اوست
مہر یک ذرۂ جلالت اوست — ماہِ کامل غلام طلعت اوست

یک قیامت بود نه شور انگیز
همه جا فتنها ز قامت اوست

از گلویم جدا نمی گردد
تیغش آلوده محبت اوست

آنکه بخشید حسن خوبان را
دل نثار جمال صورت اوست

بی یکے نیست کثرت اعداد
کثرت ما دلیل وحدت اوست

ارتکاب گناه خصلت ما
درگذر از گناه عادت اوست

جرم کردم بقدر همت خویش
بخشش منحصر برحمت اوست

ذات پاک محمد عربی
در یکتائی بحر وحدت اوست

اشرف الانبیا حبیب خدا
که سر عرش پایۂ رفعت اوست

رحمت عالم و محیط کرم
دو جهاں را محیط رحمت اوست

از غضب میشدی جهاں برباد
موجب فضل حق ولادت اوست

نیست او را ز مهر محشر غم
هر که در سایۂ عنایت اوست

ما چه گوئیم بهتر از حافظ
فکر هر کس بقدر همت اوست

کشت آں مه بناز عاصی را
ایں کمال وفاء رحمت اوست

خال رخ تو تخم گلستان آتش است
زلف و خط تو سنبل و ریحان آتش است

خط از کتاب حسن بود فرد منتخب
دو ابروئے تو مطلع دیوان آتش است

زلف سیه بعارض روشن افتاده است
ایں بوالعجب که مار نگهبان آتش است

چاه ذقن بزیر لب آتشین تست
آبے مگر بسایۂ دامان آتش است

از جنبش لبان تو پیدا در سخن شود
ایں چشمۂ حیات بفرمان آتش است

ایجانِ جان ببین زگُل داغہائے عشق
در سینہ ام شگفتہ گلستانِ آتش است

مرغِ دلم اسیرِ گُلِ عارضِ تو شد
جانان نگاہ دار کہ مہمانِ آتش است

از فرطِ سوزِ سینہ و ہم دل بجائے اشک
عاصیؔ ز دیدہ ہائے توبدان آتش است

اے غمزۂ تو دل ز بر دلبران گرفت
ہم سحرِ چشمِ شوخ تو ہر دو جہاں گرفت

دل از ہوائے زلفِ تو تاب و توان گرفت
جاں از لبِ تو زندگیِ جاودان گرفت

خلقے زہر تو چو پروانہ سوختہ
از شعلہ ہائے حُسنِ تو آتش بجاں گرفت

گر جور می نمائی و گر لطف میکنی
طبعِ تو ماہِ من صفتِ آسماں گرفت

جانا اسیر بودہ ام از اشتیاقِ قتل
تا غمزۂ تو تیرِ جفا در کماں گرفت

زلفِ تو در کمیں دلِ مبتلائے من
من در کمیں کہ زلفِ ترا چوں توان گرفت

پرسی ز من چہ حالِ گرفتاریِ دلم
از زلفِ خود بپرس کہ او بیچسان گرفت

از بندِ فکر و دامِ بلا او نجات یافت
ہرکس کہ نامِ پاکِ ترا بر زباں گرفت

ہرگز رسد نہ طائرِ وہم و خیالِ کس
انجا کہ مرغِ ہمتِ تو آشیاں گرفت

عاصیؔ نمود گرچہ تلاشِ سخن بسے
چوں شد ادانہ مدحتِ تو لب ازاں گرفت

اے جانِ جہانیاں سلامت
قربانِ دل و جانِ من بنامت

شمشیر کشیدی و نہ کشتی
فریاد ز لطفِ نا تمامت

طوبیٰ خجل از قدِ بلندت
پامالِ خرامِ تو قیامت

عشاق جگر برشتگاں را
چوں آبِ بقاست درو امت

در حلقۂ زلفِ تست خورشید — یا ماہ اسیر شد بدامت
عکسِ کفِ پائے تست خورشید — در نعلِ سمندِ خوش خرامت
بر بامِ حرم ہمی نشیند — مرغ کہ بپرد ز طرفِ بامت
محبوبِ خدائے ذوالجلالی — خوبانِ جہاں ہمہ غلامت
نعلین تو تاجِ عرشِ اعظم — بالاست ز لامکان مقامت
تفریق میانِ کفر و اسلام — گردید ز ضربتِ حسامت

عاصی نشود بروزِ محشر
محروم شہا ز لطفِ عامت

یا الٰہی دہ زبانِ معرفت — کن بیانم را بیانِ معرفت
مرشدِ ما حضرتِ مسکین شاہ — آفتابِ آسمانِ معرفت
سرِّ حق در سینۂ پر نورِ او — ذاتِ پاکِ اوست جانِ معرفت
گوہرِ نایاب بحرِ فیضِ حق — بے بہا لعلے ز کانِ معرفت
قمریِ سروِ ریاضِ باغِ قدس — عندلیبِ بوستانِ معرفت
گشت زو رازِ حقیقت منکشف — از وجودش طرفہ شانِ معرفت
یادگارِ خاندانِ نقشبند — در جہاں نام و نشانِ معرفت
در زمانِ خویش بعد از پیرِ خود — بود او صاحبقرانِ معرفت
پیروِ شرعِ شریفِ مصطفٰے — واقفِ سرِّ نہانِ معرفت

از طفیلش یافتہ عاصی ز حق
نعمتِ عظمیٰ ز خوانِ معرفت

آں ماہ نو تہ از برم ابرو کشیدہ رفت
با خنجر جفا رگ جانم بریدہ رفت

رفتم بسوئے او کہ بسویم نظر کند
آں مستِ ناز آمد و سویم ندیدہ رفت

عمرے گذشت لذّت دردش نبرد
گو تیر او دمے بدل من خلیدہ رفت

آمد چو نوبہار سر خاک کشتگاں
از لطف جان نو بشہیدان دمیدہ رفت

خالی نماند جلوہ گہ یار لحظۂ
آمد بدل چو مہر جمالش ز دیدہ رفت

پیش تو ہر کہ دعوی حسن و جمال کرد
بر روئے خویش دامن خجلت کشیدہ رفت

صد آفریں بہ ہمتِ آں صاحب نظر
کز گلشن جمال تو گلہا بچیدہ رفت

آمد دلم بکوئے تو با صد ہزار شوق
آخر بخونِ خویش ز حسرت طپیدہ رفت

دامن کشاں حسن دلاویز را چہ غم
کاشفتۂ غریب گریباں دریدہ رفت

تا رفتہ تو از برم اندر قفائے تو
آرام جان و انس دلم نور دیدہ رفت

در عہد شیب یاد جوانی چہ میکنی
بادِ بہار بود بہ گلشن وزیدہ رفت

در بوستانِ دہر خوشی را ثبات نیست
خندیدہ گل دمے و گریباں دریدہ رفت

تو چوں مسافری ز جہاں عافیت مخواہ
آں کیست در سرائے جہاں آرمیدہ رفت

در محفل تو عاصی دلخستہ و غریب
چوں بوئے گل رسید و چو رنگ پریدہ رفت

زاہدوں کو ہے اگر حوروں کی صحبت جنت
عاشقوں کیلئے دیدار کی لذت جنت

واعظوں نے تیری شہرت کو بڑھایا ورنہ
تو کہاں اور کہاں روضۂ حضرت جنت

تھے طلبگار نہ فردوس کے اصحاب رسول
انکے نزدیک تھی سرکار کی صحبت جنت

تجھکو حوریں ملیں سرکار مدینے کے طفیل
اسکی تقدیر وہ تھی یہ تیری قسمت جنت

سایۂ عرش ہیں تو عرش پہ سایہ اسکا
اس سے ثابت ہو مدینے کی فضیلت جنت

ایک قطرہ عرق عارض شہ کا تو ہے
دل میں خود سوچ لے تو اپنی حقیقت جنت

میرا منہ جو ہو دیکھ کے تو غرق حیا
چل دکھا لاؤں تجھے روضۂ حضرت جنت

ایک نے بھی تجھے دیکھا نہیں لیکن لاکھوں
روضۂ پاک کی کرتے ہیں زیارت جنت

کاش میں روضۂ سرکار دو عالم بنتی
دل میں کھٹکی ہے ازل سے یہی حسرت جنت

قبر کو کہتے ہیں سب خانۂ وحشت لیکن
آپ آئیں تو بنے گوشۂ تربت جنت

روضۂ پاک کی حسرت سے بھرا ہے سینہ
تو نکالیگی بھلا کیا میری حسرت جنت

یاد جب خلد میں آئیگا مدینہ مجھکو
اور بڑھ جائیگی دلکی میری وحشت جنت

دل پہ داغ سے عشاق کے کچھ ملتا ہے
تیری حالت تیرا نقشا تیری صورت جنت

انکو بھاتی نہیں ہرگز تیرے گلشن کی ہوا
جنکو ہے روضۂ سرکار سے الفت جنت

تذکرہ تیرا بھی سن لینگے کبھی واعظ سے
ہوگی یثرب کے تصور سے جو فرصت جنت

لپٹے لپٹائے چلے آئینگے آخر عاصی
یہ کہیں چھوڑتے ہیں دامن رحمت جنت

کعبۂ ما کنج خرابات ماست
نعرۂ مستانہ مناجات ماست

جام و سبو مایۂ لطف حیات
پیر مغاں قبلۂ حاجات ماست

مست شدن در میکدہ
خوبتر از جملہ عبادات ماست

بادہ نہ نوشیم چرا بے خطر
ساقی ما دافع آفات ماست

شغل شب و روز بود دور جام
ذکر مے و میکدہ اوقات ماست

یک نظر رحمت پیر مغاں
عقدہ کشا بہر مہمات ماست

بستر ما خاکِ درت ساقیا — بامِ تو معراجِ مقاماتِ ماست

دیدنِ روئے تو ثوابِ عظیم — سجدۂ ابروئے تو طاعاتِ ماست

لعلِ لب و سایۂ گیسوئے تو — آبِ خضر چشمۂ ظلماتِ ماست

ہست درِ پاکِ تو بیت الحرم — کوئے دلارائے تو میقاتِ ماست

روئے تو صیادِ نظرہائے شوق — زلفِ تو زنجیرِ اراداتِ ماست

حاجتِ خویش کسے چون بریم — او چو برارندۂ حاجاتِ ماست

مخزنِ اسرار بود عاصیا — این دلِ ما گنجِ طلسماتِ ماست

منحصر بر کعبہ و موقوف بر بتخانہ نیست — نیست جائی کاندر انجا جلوۂ جانانہ نیست

زاہدانِ خود نما را جائی در میخانہ نیست — دستِ شیخانِ ریائی لائقِ پیمانہ نیست

روز و شب در آتشِ فرقت طپیدن مشکل است — سوختن بر شمع سوزان ہمتِ مردانہ نیست

بیخبر از خویش بودن عادتِ دیوانگانست — بیخود و با یار بودن کارِ ہر دیوانہ نیست

عزّ و آدم از دلِ پر دردِ عشق و محنت است — فخر بر دستار و دلق و سبحۂ صد دانہ نیست

پنجۂ دستِ دلِ صد چاکِ عاشق می سزد — لائقِ زلفِ پریشان تو دستِ شانہ نیست

بہرِ زاہد مسجد و بہرِ برہمن بتکدہ — سجدہ گاہِ عاشقان جز ابروئے جانانہ نیست

در حریمِ کعبہ و بتخانہ عاشق محرم است — ہر کہ با او آشنا شد ہیچ جا بیگانہ نیست

سوختن بر شمعِ رویت چشمِ ما را می سزد — رقص در آتش زدن جز شیوۂ پروانہ نیست

بہ سرِ بر فقرِ عاصی پادشاہی میکند — جز خدائی خویش او را کار با بیگانہ نیست

ترا گر کار جز جور و جفا نیست — مرا هم کار جز مهر و وفا نیست

جفا و جور هر لحظه فزون کن — که کار خوب رویاں جز جفا نیست

رخت آئینهٔ لطف الهی است — چرا رحمت بحال مبتلا نیست

چو مستم کرده مستور منشین — حجاب از بیخوداں هرگز روا نیست

مشو برهم اگر وصل تو خواهم — که کار سائلاں جز التجا نیست

مذاق تیر مژگاں جگر دوز — چه داند هر که لذت آشنا نیست

گلستان جهاں را نیک دیدم — گلے چوں تو بگلزار وفا نیست

دو عالم بستهٔ زنجیر اویند — دلم یک بستهٔ زلف دوتا نیست

مکن اندیشه در قتل عاصی — که تیغ ناز محتاج قضا نیست

گرچه پنهاں جلوهٔ دلدار نیست — چشم هر کس لائق دیدار نیست

در سر خود رفتگان راه عشق — جز هوائے کوچهٔ دلدار نیست

مسجد ما طاق ابروئے صنم — کعبهٔ ما غیر کوئے یار نیست

جاں فدائے خاک راه میکده — بندگی جز طاعت خمار نیست

مذهبم عشق است و رندی مشربم — هیچ با شیخ و برهمن کار نیست

هر کسے را بهر کاری ساختند — در جهاں یک ذره هم بیکار نیست

بر ملامت صبر کن گر عاشقی — عاشقاں را از ملامت عار نیست

در دو عالم کیست ای مست ناز — کز دو چشم نرگست بیمار نیست

بخشش عاصی مسکین غریب — داور محشر ترا دشوار نیست

دلم از درد عشقِ یار شاد است	ولی خالی ز درد ِ شش نامراد است
ز ہر قطرہ کہ از مژگاں چکیدہ	نہانی راز من بیروں فتاد است
چہ می پرسی نشانِ یار قاصد	مثالش مادر گیتی نہ زاد است
دو لب ہمچوں عقیقِ آب دادہ	دو گیسو چوں کمند تاب داد است
دو نون سرنگوں از مشکِ سودہ	بزیر آں دو نوں طرفہ دو صاد است
بخوبی یوسف مصری غلامش	بہ رعنائی زلیخا خانہ زاد است
لبان وصد نمک چشمانش صد ناز	معطر طرہ بر گل کشادہ است
شگرفی چابکی چستی دلیری	بیک عشوہ دلم بر باد داد است
برائے صید دلہائے دو عالم	گرہ از کاکل مشکیں کشاد است
بدیں خوبی کہ نقش او کشیدہ	تماشا کن چہ نادر اوستاد است
زہے شاہی کہ سر خیل ملایک	سر طاعت بپائے او نہاد است
مدینہ رشک جنت مسکن او	کہ ماوائے ہمہ عاشق نہاد است
برو انجا بگو بعد از سلامے	کہ اے سلطانِ خوباں ایں چہ داد است
زدہ تیر نظر فارغ نشستی	تپاں اندر دکن صید فتاد است
ترحم یا رسول اللہ ترحم	بہر دم بر لب آں نامراد است
خدا را سوئے خود کش غمزدہ را	کہ بہر آں بپائے ایستاد است

بیا در رہ ئے تو بیچارہ عاصی
زدیدہ سیل اشک خوں کشاد است

ردیف تائے ہندی

مجبور ہو کے بھی نہ کہو زینہار جھوٹ
کھوتا ہے آدمی کا بہت اعتبار جھوٹ

کرنا ہے دہر میں تمہیں عزت سے گر بسر
سچ کے سوا کبھی نہ کرو اختیار جھوٹ

بولو گے ایک جھوٹ تو کہنے پڑینگے پھر
اک جھوٹ کے نباہ کے خاطر ہزار جھوٹ

دنیا میں آدمی جو صداقت پسند ہیں
ہوتی ہے بات انکو بہت ناگوار جھوٹ

ہر وقت راستی ہی کو پیش نظر رکھو
جھوٹا بنا وہ جس نے کہا ایکبار جھوٹ

پہر جانتے ہیں زیور ایماں ہے راستی
کہتے نہیں سخن کبھی ایماندار جھوٹ

تو جھوٹ کہکے ہو نہ کبھی ابتدا میں خوش
آخر کریگا تجھکو بہت شرمسار جھوٹ

جھوٹوں کی بات کا نہ کبھی اعتبار کر
ہوتا نہیں ہے عہد کبھی استوار جھوٹ

عاصی نہ چھوڑ راہ صداقت کو زینہار
کہتے نہیں زباں سے کبھی صدبار جھوٹ

ردیف ثا

ہوں مریض درد ہجراں الغیاث
اے مسیحائے مریضاں الغیاث

ناتوان و بیکس و بے یار ہوں
اے مددگار غریباں الغیاث

دل پریشاں اور شب فرقت دراز
الغیاث اے زلف جاناں الغیاث

درپئے آزار برق و سیل ہیں
میرے خرمن کے نگہباں الغیاث

ناخدائے کشتئ دل ہائے تا
موج زن ہے غم کا طوفاں الغیاث

آپکے روضے سے حضرت دور ہوں
چھٹ گیا مجھسے گلستاں الغیاث

دل کو ہر تار نفس زنجیر ہے
روح کو ہے جسم زنداں الغیاث

ماجرائے چشم گریاں دیدنیست — بھگیا عشرت کا ساماں الغیاث
کہہ نہیں سکتا ہوں اپنا حال دل — چارہ ساز درد پنہاں الغیاث
زخم ہجرت ہیجاں تازہ بدل — ہوگئی خالی نمکداں الغیاث
نیم بسمل قلب راگنداشتی — خنجر ابروئے جاناں الغیاث
حسرت خار مغیلاں دلمیں ہے — اے مدینے کے بیاباں الغیاث
میں رہوں کبتک کمیں درد مند — اے دوائے دردمنداں الغیاث

مضطرب عاصیؔ غم محشر سے ہے
اے شفیع اہل عصیاں الغیاث

ردیف جیم

دیکھا یہہ فرشتوں نے تماشا شب معراج — اک خاک نشیں عرش پہ پھونچا شب معراج
تھا پردۂ وحدت میں نہ پردا شب معراج — دو طالب و مطلوب تھے یکجا شب معراج
تھا لطف کہ عاشق سے ملا عاشق شیدا — معشوق نے معشوق کو پایا شب معراج
اللہ رے ضیا جلوہ گہ لم یزلی کی — دو نور کا ایک جا تھا اجالا شب معراج
کیا پوچھتے ہو کسکا تھا یہہ جذب محبت — وا کسکی تھی آغوش تمنا شب معراج
موج کرم اٹھنے لگی رحمت کو ہوا جوش — دو رحم کی جب ملگئی دریا شب معراج
اے صل علیٰ ابروئے خمدار محمدؐ — قوسین نظر آتے تھے ادنیٰ شب معراج
تاثیر وہ مازاغ کے سرمے نے دکھائی — جھپکے نہ ذرا دیدۂ بینا شب معراج
سرکار وہاں امت عاصیؔ کو نہ بھولے — رحمت کے مزے لوٹے نہ تنہا شب معراج

ردیف دال

دل ہے جو فدائے رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے گردنِ جاں بستۂ گیسوئے محمدؐ

ہے مصحفِ حق گر رخِ نیکوئے محمدؐ
سطریں اسی مصحف کی ہیں گیسوئے محمدؐ

گر ہے یمِ خوبی رخِ نیکوئے محمدؐ
موجیں ہیں اسی بحر کی گیسوئے محمدؐ

سجدے میں گری پڑتی ہیں اک ایک قدم پہ
بڑھتی ہیں نگاہیں جو سوئے روئے محمدؐ

تشبیہ کفِ پا کے بھی قابل وہ نہیں ہے
مہتاب کہاں اور کہاں روئے محمدؐ

رخ شمعِ سرِ طور ہے قامت شجرِ طور
شاخِ شجرِ طور ہیں بازوئے محمدؐ

خاکِ کفِ پا اس سے زیادہ ہے معطر
عنبر میں کہاں نکہتِ گیسوئے محمدؐ

میخانۂ عرفاں پہ یہ رحمت کی گھٹا ہے
یا چشمِ خدا بیں پہ ہیں ابروئے محمدؐ

ہنستے نہ کبھی بار کسی گل کے گلے کا
بستی نہ اگر پھولوں میں خوشبوئے محمدؐ

دل سینے میں میرے گلِ خنداں نظر آیا
آئی جو ہوائے چمنِ کوئے محمدؐ

یارب یہی عاصی کی دعا شام سحر ہے
طیبہ میں رہے بن کے سگِ کوئے محمدؐ

ہے کعبۂ عشاق جو ابروئے محمدؐ
زنجیرِ درِ کعبہ ہے گیسوئے محمدؐ

دیوانِ دو عالم میں اگر ہے کوئی موزوں
ہے ایک ہی مطلع ابروئے محمدؐ

آنکھوں کی تمنا ہے کہ آجائے سمٹ کر
پتلی کی جگہ سایۂ گیسوئے محمدؐ

کیا حسن دلارا ہے کہ محشر میں الٰہی
ہر اک کی نگاہیں ہیں سوئے روئے محمدؐ

کہیئے دہنِ پاک کو گر چشمۂ کوثر
ہے قاسمِ کوثر لبِ دلجوئے محمدؐ

تا عرش رسائی دلِ صد چاک کی ہو جائے
بنجائے اگر شانہ گیسوئے محمدؐ

دل تھام کے رہ جاتے ہیں حیرانِ بہشتی
سنتے ہیں جو وصفِ چمنِ کوئے محمدؐ

رحمت کے یہ دو چاند ہیں عارضِ تاباں
اور سایۂ رحمت ہیں دو گیسوئے محمدؐ

دل لوٹ گیا دیکھ کے گلزارِ مدینہ
آئی مجھے ہر پھول سے خوشبوئے محمدؐ

عاصیؔ جو پڑا حشر میں کہنے لگی رحمت
کس شان سے آتا ہے سگِ کوئے محمدؐ

ہے عرشِ بریں پایۂ ایوانِ محمدؐ
جبریلِ امیں خادم و دربانِ محمدؐ

عالم سے ہوئی کفر کی کافور سیاہی
پھیلی جو ضیائے رخِ تابانِ محمدؐ

دیتا ہے اللہ جو ہر روز نئی جاں
کرتا ہوں ہر روز میں قربانِ محمدؐ

دنیا کے بھی مختار ہیں عقبیٰ کے بھی مالک
ہیں دونوں جہاں تابعِ فرمانِ محمدؐ

سینہ ہی جو گنجینۂ اسرارِ الٰہی
ہے پردۂ اسرار گریبانِ محمدؐ

شاداب نہ ہوتا کبھی یوں گلشنِ ایجاد
فیضانِ محمدؐ ہے یہ فیضانِ محمدؐ

کس سر میں نہیں دولتِ دیدار کا سودا
کس دل میں نہیں حسرت و ارمانِ محمدؐ

ٹکڑے بھی جگر ہو تو کھٹکتا ہے ہر دم
ہر لختِ جگر میں سرِ مژگانِ محمدؐ

خم پہ جو ملیگا اک ایک کا ہر ساغرِ کوثر
کوثر پہ جو آجائینگے مستانِ محمدؐ

عاصیؔ رہے یارب ترے الطاف و کرم سے
محشر میں یہ سایۂ دامانِ محمدؐ

تیغِ فرقت سے دل ہے دو پارہ لب پہ آئی ہے جان یا محمدؐ
اب بلا لو مدینے خدارا ہند میں ہوں طپاں یا محمدؐ

آتش ہجر سے جلگیا دل ہے جگر تیغ فرقت سے بسمل
دونوں آنکھوں سے اشکوں کا دریا دمبدم ہے رواں یا محمدؐ
آئے سیر کو اک ساعت دیکھئے کیسی ہے اسکی حالت
داغ فرقت سے سینہ ہے میرا غیرت گلستاں یا محمدؐ
مثل شب ہوگئی دن کی حالت کھلگئی مہر کی سب حقیقت
آپکے رخ پہ جب ہوگئی وا زلف عنبر فشاں یا محمدؐ
کیا کہوں خوبرو تم ہو کیسے ہے یہی مختصر تم ہو ایسے
خود بناکر ہوا تم پہ شیدا خالق انس و جان یا محمدؐ
ہے عجب درِّ دنداں کا عالم ایسے الماس بھی ہیچ ہیں کم
دیکھکر انکا حسن تجلی ہیں فدا بحر و کان یا محمدؐ
جان جاتی ہے میری بچالو اپنے قدموں میں مجھکو بلالو
دم نکلجائے میرا نہ اسجا ہوں بہت ناتواں یا محمدؐ
حال عاصی کا گر تم نہ پوچھو جائے کسجا گنہگار ہو وہ
ہے کوئی آپ سا دوسرا کیا شافع عصیاں یا محمدؐ

اے دل ہو تو دہر کے دام ہوس میں بند
اسطرح اہل حرص ہیں دنیا کے دام میں
اسکی صدا سے ہوتا ہے جو جو کارواں
کثرت میں انکو ہوتا ہے اسطرح انقباض
ہردم لبوں پہ آکے نہ پھر جائے کسطرح

مرغ حریص ہوتا ہے آخر قفس میں بند
مجرم ہو جسطرح کوئی قید عسس میں بند
شاید کسیکا ہے دل نالاں جرس میں بند
جیسے ہو کوئی طائر گلشن قفس میں بند
ہے حکم کردگار کا پائے نفس میں بند

انساں کے ساتھ نفس بھی ہے اور روح بھی
تریاق و زہر جیسے ہیں یاں مگس میں بند

دل ہو رہا نہ حلقۂ گیسوئے یار سے
یارب تمام عمر رہے اس قفس میں بند

آہوں سے میرے شعلے جو نکلے تو کیا عجب
رہتی ہے آگ کب دل آتش نفس میں بند

پائیں نہ کیوں حضور سے مانگی ہوئی مراد
رہتی نہیں عطا کف فریاد رس میں بند

یارب طویل ہو گیا کیوں یہ سم خزاں
فیض بہار کیوں ہوا اک برس میں بند

اللہ رے اوج گنبد پر نور مصطفےٰ
ہے طائر خیال بھی اسکے کلس میں بند

معراج مثل آپکے جینے کو کب ہوئی
چرخ چہارمیں کے رہے وہ قفس میں بند

یہ جانتے تو آتے نہ واپس وطن کو ہم
یثرب کی راہ ہوتی ہے اکبے برس میں بند

اہل کمال ہی کو مصیبت نصیب ہے
ہوتے ہیں عندلیب چمن ہی قفس میں بند

گنبد پہ لوٹتا ہے جہاں صورت کلیم
گویا ضیائے طور ہے اسکے کلس میں بند

عاصیؔ کے دست و پا میں قناعت کا زور ہے
دنیا کریگی کیا اسے دست ہوس میں بند

ذی فہم ہوتے ہیں کہیں دام ہوس میں بند
رہتا نہیں ہے طائر زیرک قفس میں بند

آخر نکل گئی دل پر درد سے فغاں
کب تک صدا رہیگی وہاں جرس میں بند

جو سر بلند ہیں وہ قناعت پسند ہیں
ہوتا نہیں ہما کبھی دام ہوس میں بند

پائے نجات کیا کوئی دنیا کے جال سے
ہے تار عنکبوت کا پائے مگس میں بند

سنبھالے میرے لب پہ ہیں چھالے جگر میں ہیں
آتش کو کر دیا ہے کسی نے نفس میں بند

کیا آرزو کرے وہ چمن کے بہار کی
بلبل جو پر شکستہ ہو اور ہو قفس میں بند

رفتار شوخ دیکھو تو رہوار یار کی
گویا کیا ہے برق کو جسم فرس میں بند

جاتے ہم اپنے سر سے سوئے روضۂ رسول / ہوتا نہ راستہ اگر ایک برس میں بن
تنویر چھن رہی ہے جو گنبد کے چاند سے / گویا اک آفتاب ہے اسکے کلس میں بن

منہ سے لگالے جام مئے ناب عاصیا
کب تک رہے گا دائرۂ پیش و پس میں بند

مظہر نور کبریا سیدنا محمدؐ / سرور جملہ انبیا سیدنا محمدؐ
روئے چو آفتاب تو عارض بے نقاب تو / مظہر شان کبریا سیدنا محمدؐ
اول کن مکان توئی خاتم مرسلان توئی / باعث خلق دوسرا سیدنا محمدؐ
خاک در تو جان جاں سرمۂ چشم عاشقاں / چشم و چراغ انبیا سیدنا محمدؐ
ذات تو اے شہ شہاں پشت و پناہ عاجزاں / مرجع ہر شہ و گدا سیدنا محمدؐ
روی تو مظہر خدا بوئے تو درد را دوا / سوئے تو روئے مدعا سیدنا محمدؐ
دلبر دلبراں توئی سرور گلرخاں توئی / خاص حبیب کبریا سیدنا محمدؐ
ہادی گمرہاں توئی شافع عاصیاں توئی / حامی و دستگیر ما سیدنا محمدؐ
خامۂ منشی قدم روز نخست زد رقم / نام تو دافع بلا سیدنا محمدؐ
نور نگاہ قدسیاں رونق بزم لامکاں / شمع حریم کبریا سیدنا محمدؐ

از رہ شوق عاصیا دیدہ جمال مصطفیٰؐ
ورد زبان انبیا سیدنا محمدؐ

تا رخت زیگونہ زیبا ساختند / عالمے را بر تو شیدا ساختند
دود دلہائے پریشاں کردہ جمع / بر رخت زلف چلیپا ساختند
قدسیاں خاشاک درگاہ ترا / طرۂ دستار خود ہا ساختند

خاک کویت را شہا اہل نظر
سرمۂ چشم تمنا ساختند

سایۂ قدت گرفتند و از آں
در گلستاں سرو رعنا ساختند

صبح کردند از رخ صافت عیاں
شام از زلف تو پیدا ساختند

از دو چشم شوخ تو ای فتنہ گر
در دو عالم فتنہ برپا ساختند

دیدن روئے ملیحت را شہا
مرہم زخم دل ما ساختند

از پئے برہان یکتائی ترا
در ہمہ مخلوق یکتا ساختند

کے شود عاصی ز درگاہت جدا
چوں سگ کوئے تو او را ساختند

گر بہ ہجر تو دل ما گرید
کعبہ و عرش معلیٰ گرید

ہر کہ خواہد دم محشر خندد
بایدش در دل شبہا گرید

آبروئے نبود چشمش را
ہر کہ چوں شمع بہر جا گرید

جلوۂ برمن شیدا اللہ
تا کجا چشم تمنا گرید

میشود دامن صحرا صد چاک
دیدۂ ما چو بصحرا گرید

صبح دم گریہ گلستاں گریم
شبنم آسا دل گلہا گرید

از بلائے غم کوتاہی خود
پیش بالائے تو طوبیٰ گرید

در خیال رخ دنداں کسے
چشم ما لولوئے لالا گرید

کیست جز بیکسی ما عاصی
بر مزار دل شیدا گرید

وصف کوئے نگار باید کرد
خلد را شرمسار باید کرد

ذکر شوخی یار باید کرد | برق را بیقرار باید کرد

تا چو من مبتلائے خویش شود | آئینہ پیش یار باید کرد

تا نشیند غبار ہستی خود | دیدہ را اشکبار باید کرد

از جگر پارہ ہائے خوں آلود | زینت کوئے یار باید کرد

گر سر وصل لالہ رویانست | سینہ را داغدار باید کرد

گر سر راہ عشق میداری | پائے را وقف خار باید کرد

بہر پابوس او سر خود را | خاک کوئے نگار باید کرد

دل بہ تدبیر مال و زر تا چند | فکر انجام کار باید کرد

نیست چوں پایدار ایں دنیا | ترک ناپائدار باید کرد

بر لبان حیات بخش رسول | آب حیواں نثار باید کرد

اے خوشا نقش پائے احمد پاک | مہر و مہ را نثار باید کرد

خوں بگرید بہ ہجر تو عاصی
رحم بر دل فگار باید کرد

اے ز رخسار تو شرمندہ گلستانی چند | وے غلاماں لبت لعل بدخشانی چند

در دلم از سر مژگان تو پیکانی چند | بہر یک قطرۂ خوں آمدہ مہمانی چند

سینہ دارو بغمت داغ نمایانی چند | آسمانست یکی مہر درخشانی چند

نازنینی ز نزاکت نہ نہی پا بہ زمین | فرش را تا نشود دیدۂ حیرانی چند

در دلم از نظر شوخ تو آتش افتاد | زد بران جنبش مژگان تو دامانی چند

تو نیائی بہ سر حلقہ کوتہ نظراں | کہ مقام تو بود دیدۂ حیرانی چند

اے شہنشاہِ دو عالم بہ امید کرمت
عاصیؔ آورد بسر تودۂ عصیانی چند

هرکس کہ بکوئے تو چون من وطنی دارد — پیوستہ بخون دل رنگین کفنی دارد
از روح روان ما بسیار لطیف آمد — این گلبن محبوبی یارب چہ تنی دارد
هرچند بود پنہان چون سرّ خدا لیکن — از وصف دہان او هرکس سخنی دارد
از یاد گل روئیش جوشید بہار دل — این سینۂ پر داغم گویا چمنی دارد
آن شوخ جفا جو را پروائے مظالم نیست — در خونِ جگر غلطان صد ہمچو منی دارد
قربان طبیب خود کز بہر علاج من — عناب لب شیرین سیب ذقنی دارد
باید کہ شود خالی بسیار نمکدان ہا — جانان دل ریش من زخم کہنی دارد

از مستی و مدہوشی از ساغر می عاصیؔ
در کنج خراباتے خوش انجمنی دارد

این ستم طرفہ ستم ایجاد کرد — بعد مردن خاک من برباد کرد
آن چنان من سخت جانم کز سرش — الحذر از کشتنم جلاد کرد
یک نگاہ مست تو اے فتنہ گر — نقد ہوش عالمی برباد کرد
بلبلم اما اسیر دام غم — در بہار از گل جدا صیاد کرد
شاد شو اے دل کہ وقت قتل تو — بہر کشتن آن ستمگر یاد کرد

پا براہ بیخودی زن عاصیا
مرشد عشقم چنین ارشاد کرد

مرا واعظ ترک شیشہ و پیمانہ میگوید — کجا فرزانہ می شود اگر دیوانہ میگوید

بیا ہم رنگ مستاں باش زاہد بہر میخانہ
حدیث عشق کے در محفل بیگانہ میگوید

نمی سازم عیاں پیچ و تابی دل کہ بس ناکس
بگوش شمع حال خویشتن پروانہ میگوید

والا خنجر بکف آمد بقتل آں ستم پرور
بہ تسلیم خم کن ہمت مردانہ میگوید

بیا در میکدہ زاہد بہ بیں اپیر میخانہ
ترا دیوانہ گوید یا مرا دیوانہ میگوید

بروں شد ہر کہ از کنج قناعت در بدر گشتہ
چہ خوش اسرار خلوت در صدف دردانہ میگوید

بیا طالب کشا چشمی تماشا دیدنی دارم
بہر ساعت بہر جا جلوۂ جانانہ میگوید

غلام شافع عصیاں چہ باشد زاں سبب عاصی
اگر خود را بگوید جنتی بیجا نہ میگوید

عاشق ناز تو پامال جفا می باشد
ہر کجا او ہدف تیر بلا می باشد

حال دل از تو چہ گویم کہ ز غم گشتہ
لذتے گیرد و مصروف دعا می باشد

پیش آں کعبۂ ابروی تو بودن بسجود
بہترین طاعت ارباب صفا می باشد

فکر او ہست کہ در عشق شود افزونی ہم
کہ مریضت بہ تمنائے دوا می باشد

عاصیاں را بجسارت منگر ای زاہد
مغفرت طالب ارباب خطا می باشد

شاہگاں گنج نہند از نظر خلق نہاں
در دل گم شدگاں سر خدا می باشد

گر دو چوں عشق ز خود رفتہ مرا ہیچو اسیر
دل کجا صبر کجا عقل کجا می باشد

من کجا بخت کجا آں در دلدار کجا
عقل کل چوں بدرش ناصیہ سا می باشد

لیک تسکین شود ار یاد بباید عاصی
شاہ را ہم گہے پروائے گدا می باشد

جاں رخت دلرباست میگوید
دل لبت جاں فزاست میگوید

زائر روضه ات حریم ترا — جلوه گاه خداست میگوید
هر ادایت بملک محبوبی — بادشاهی مراست میگوید
گر قدت را کسے بگوید سرو — راست گویم که راست میگوید
دلِ دیوانه هر خم زلفت — مسکن صد بلاست میگوید
گویمش جان من فدائے تو باد — جان عالم فداست میگوید
من وفاها زیار می جویم — او وفا عار ماست میگوید
نظر شوخ او به مشتاقان — فتنه ها در خفاست میگوید
گویمش عاشق جمال توام — عاشق ما خداست میگوید
شکوه هائے جفائے او چکنم — این عطاهائے ماست میگوید
گویمش خون من چه کار آید — بهر پایم حناست میگوید

شکر کن عاصیا که یار ترا
این سگ کوئے ماست میگوید

در مسئلهٔ وحدت انکار نمی گنجد — تا گم نکنی خود را اقرار نمی گنجد
اوّل ز دوئی بگسل آنگه ز یکے دم زن — کاندر رهِ این منزل گفتار نمی گنجد
در حالت مستی هم انداز خموشی گیر — در محفل خاموشان سرشار نمی گنجد
گر سر بزبان آری بردار بود جایت — در مذهب همرازان اظهار نمی گنجد
از خود چو برون آئی جز یار نبینی تو — در پردهٔ یکتائی اغیار نمی گنجد
در میکدهٔ وحدت تو بیخبر از خود آ — زیرا که درین محفل هشیار نمی گنجد
از غیر تهی گشتن آسان نبود عاصی — جز لطف خودش در دل دلدار نمی گنجد

دوش در میخانہ ما را اتفاق افتادہ بود — زاہدی دیدیم غلطاں زیر طاق افتادہ بود

جام می در دست و بر لب مدحت پیر مغاں — سبحہ و دستار او بالائے طاق افتادہ بود

بادہ می نوشید و می گفت ای خدای میکشاں — مدتے ایں بندہ دور از ایں اتفاق افتادہ بود

زہد در مسجد کشیدے عشق در میخانہ ہا — سالہا در زہد و عشق من نفاق افتادہ بود

عشق غالب گشت آخر زہد را پامال کرد — ورنہ دل در زحمت ما لا یطاق افتادہ بود

آمدم در میکدہ اکنوں برائے وصل دوست — زانکہ در دل پیشتر نار فراق افتادہ بود

شد عروج من شبے از جرعۂ جامش عیاں — زیر پایم گنبد نیلی رواق افتادہ بود

شد ز فیض ساقیم اکنوں فراق نام و ننگ — پیش ازیں ہر دو را باہم وفاق افتادہ بود

چوں بدیدم حال او مشتاق جام مے شدم — زانکہ از عمرے بدل ایں اشتیاق افتادہ بود

مست گشتم عاصیا از جرعۂ جامش عیاں
لب چشیں ساقی من اندر ایاق افتادہ بود

اللہ رے حسن رخ زیبائے محمدؐ — ہیں دونوں جہاں محو تماشائے محمدؐ

لے صل علیٰ رتبۂ اعلائے محمدؐ — ہے عرش بریں زیر کف پائے محمدؐ

ہر لحظہ نئی شان نئی جلوہ گری ہے — کیوں محو تحیر نہو شیدائے محمدؐ

روح الامیں آنکھوں میں لگاتے تھے ہمیشہ — سرمے کی جگہ خاک کف پائے محمدؐ

اٹھے گی قیامت تو نگاہوں سے گریگی — ہے پیش نظر قامت رعنائے محمدؐ

اسباب کمال ایک جگہ جمع ہوئے جب — کھینچا گیا تب نقش سراپائے محمدؐ

آنکھیں ہوئیں صدقے تو جگر دل ہوا قرباں — آیا جو نظر گنبد خضرائے محمدؐ

تاریکی مرقد میں یہی شمع بنینگے — سینے میں ہیں جو داغ تمنائے محمدؐ

ہر دل ہے کہاں قابلِ رازِ محبت — ہر سر ہے کہاں لائق سودائے محمدؐ
رب ارنی کہتے نہ پھر حضرت موسیٰ — گر دیکھتے وہ جلوۂ سیمائے محمدؐ
ہر عضو میں آتی ہے نظر صورتِ صانع — آئینۂ قدرت ہے سراپائے محمدؐ
دیکھا جو محمدؐ کو تو آیا نظر اللہ — اللہ کو دیکھا تو نظر آئے محمدؐ

عاصی میں قیامت میں بھی مستانہ اٹھوں گا
ہوں جرعہ کش ساغرِ صہبائے محمدؐ

ردیف را

عاصی کی نظر ہی نہیں شاہوں کی عطا پر — تکیہ ہے محمدؐ پہ بھروسہ ہے خدا پر
ہو جاتے ہیں وہ مظہر انوار تجلی — ملتے ہیں جو آنکھیں ترے نقش کفِ پا پر
ہیں سایۂ نعلین محمدؐ میں جو عشاق — عشاق کی نعلین کا سایہ ہے ہما پر
صدقے ہے اگر گیسوئے شبگیں پہ شب قدر — قرباں سحر عید ہے عارض کی ضیا پر
اے ساقی میخانۂ عرفان الٰہی — خالق بھی ہے شیدا تیری مستانہ ادا پر
زاہد تجھے جتنا ہے عبادت پہ بھروسہ — میں اس سے زیادہ ہوں پشیماں خطا پر
پھر کیوں کریں ہم اہل زمانہ کی خوشامد — سب کام تو چھوڑے ہوئے بیٹھے ہیں خدا پر
دنیا کی جو ظلمت ہے وہ منعم کیلئے ہے — دھبہ کہیں آتا ہے گلیم فقرا پر

زاہد بھی پکار اٹھتا ہے عاصی ہوں الٰہی
رحمت کی نظر ہوتی ہے جب اہل خطا پر

کیا ضرورت کیوں چڑھائے وہ کماں نخچیر پر — ناز ہے صیاد کو اپنی نظر کے تیر پر

اپنے قدمو کے بلائیں لے رہا ہے قیسؔ آپ
ہے گمان زلفِ لیلیٰ حلقۂ زنجیر پر

ہے تری تلوار قاتل چشمۂ آبِ حیات
جان عاشق کیوں نہ دے آبِ دمِ شمشیر پر

حسن کی گل کو ہے لازم رنگ و بوی دلربا
بلبلیں کب جان دیتی ہیں گلِ تصویر پر

خاکِ پائے یار ہوں دولت یہ قدموں نے مجھے بخشی
اے ہوس تو فدا ہے نسخۂ اکسیر پر

تھام کر اپنا کلیجہ کیوں نہ رہ جائیں حسیں
جان دیتا ہے مصور خود تیری تصویر پر

لن ترانی کا جب آیا یار کے دل میں خیال
حسن کی بجلی گرادی عاشقِ دلگیر پر

غم نہیں عاصیؔ اگر عصیاں ہیں تیرے بے حساب
ثبت ہے مہرِ شفاعت صفحۂ تقدیر پر

ہے کسی کو ناز گر مال و زر و جاگیر پر
فخر ہے ہم کو ولائے حضرتِ شبیر پر

جان ہے قربان خاکِ روضۂ شبیر پر
اے ہوس تھوکتے بھی ہم نہیں اکسیر پر

کیا تجلی ہے زمینِ کربلائے پاک کی
ذرہ ذرہ ہنس رہا ہے مہر کی تنویر پر

خال پر تھے عارضِ پرنور کے انجم نثار
جان دیتا تھا قمر رخسار کی تنویر پر

اس صفائی سے کیا حضرت نے اک اک کو دو نیم
خون کا دھبہ نہ آیا دامنِ شمشیر پر

واہ رے ابنِ رسول اللہ کے دل کا ثبات
سیکڑوں صدمے سہے شاکر رہے تقدیر پر

تشنہ کامانِ شہادت کا تھا مقتل میں ہجوم
جان دیتا تھا ہر اک آبِ دمِ شمشیر پر

روح پاک اس طرح نکلی اکبرِ ذی جاہ کی
آنکھ تھی سوئے خدا سر زانوئے شبیر پر

حبِ زر کے نشے میں اندھا ہوا شمرِ لعیں
پڑ گئے غفلت کے پردے دیدۂ بے پیر پر

وہ شقی بھی ہو گیا آخر گرفتارِ بلا
جس نے مارا تیر حلقِ اصغرِ بے شیر پر

کیوں نہ دیتے جان اعدا دیکھ کر تیغِ حسین
نقشِ فرمانِ قضا تھا صفحۂ شمشیر پر

کانپتے تھے حضرتِ قاسم کی ہیبت سے عدو
دم فنا ہوتا تھا انکے نعرۂ تکبیر پر

کہتے تھے عابد کہ تسلیم و رضا کے ہیں اسیر
فخر ہے طوق گلو پر ناز ہے زنجیر پر

عاصیا بخشش میں اسکی کیں بشر کو ہے کلام
ہو گیا جو دل سے صدقے حضرتِ شبیر پر

مستور نہ ماند آخر حسنش بہ نقاب اندر
پوشیدہ چساں باشد آتش بہ حجاب اندر

از گرمیٔ حسن خود خوی کردہ گل رویش
ایں طرفہ تماشا ہیں آتش بہ گلاب اندر

ارمان وصالِ او از دل چہ بروں آید
من مست مے غفلت یارم بہ حجاب اندر

از دیدۂ پر خونم چوں اشک چکید آخر
بنیاد دلِ خویشم افتاد بہ آب اندر

در محفل مے نوشاں دو رنگی زاہد ہیں
دستے بہ سر تقوی دستے بشراب اندر

من مستِ جمال او او مست ادائے خود
من ہم بہ حجاب اندر او ہم بہ حجاب اندر

دارو ئے دلِ غمگیں از دل شدگاں می پرس
کیں نسخہ نہ یابی تو حاشا بہ کتاب اندر

یک یک سر موئے من مرہونِ عنایاتش
الطاف عمیم او ناید بحساب اندر

تا حشر بود قرباں بر دیدۂ خود عاصی
بیند چو جمالِ او یک لحظہ بخواب اندر

غرور جوانی و دولت نکر
کبھی عزۂ جاہ و حشمت نکر

کہاں آج فرعون و شداد ہیں
دو روزہ حکومت پہ نخوت نکر

بری ہوتی ہے دل شکستوں کی آہ
کسی کو ستانیکی جرات نکر

برے کام کا ہے نتیجہ برا
مقدر کی اپنے شکایت نکر

مقابل ہوا اپنے مقابل کبھی
ضعیفوں پہ اظہار قوت نکر

ہے بازار دنیا میں کالائے غم
طلب اُس سے اسباب راحت نکر

طرفدار مظلوم رہ تو مدام
کبھی ظالمونکی حمایت نکر

سر و نیں ہے جنکے ہوائے غرور
تو ایسونسے صاحب سلامت نکر

یہی خاص بندے ہیں اللہ کے
غریبوں فقیروں سے نفرت نکر

ترا دشمن دین و ایماں ہے یہ
کبھی نفس کی تو اطاعت نکر

نہ لے مول سودائے عشق بتاں
متاع محبت کو غارت نکر

جنہیں ذوق حاجت روائی نہیں
کبھی انسے تو عرض حاجت نکر

غریبونکی عزت جو کرتے نہیں
کبھی ایسے لوگونکی عزت نکر

ترے سر پہ عاصیؔ ہے ظلّ نبی
تو پروائے مہر قیامت نکر

ردیف زا

صید شد دل شوق پیکانم ہنوز
جاں برفت و عشق جانانم ہنوز

بر زدہ تیر نظر صیاد رفت
میطپید در خاک و خوں جانم ہنوز

دیدہ بودم در ازل حسن رخش
صورت آئینہ حیرانم ہنوز

کشتی یاران من ساحل گرفت
من اسیر موج طوفانم ہنوز

ہمچو گل خندیدہ بودم یک نفس
عمرہا بگذشت و گریانم ہنوز

گو حبابم بر سر بحر فنا
از وجود خود پشیمانم ہنوز

مثل گل گو رنگ حسنش آشکار
ہمچو بو در خویش پنہانم ہنوز

در لباسِ کفر تم اما نہ رفت
بوئے وحدت از گریبانم ہنوز

یاد موئے زلف او زنّارِ دل
این تماشا بین مسلمانم ہنوز

جانِ من کشتی شکستی سوختی
آرزویت در دل و جانم ہنوز

کن عطا اسباب جمعیت مرا
ہمچو زلفِ تو پریشانم ہنوز

در فغاں جذبے نہ در آہم اثر
در طلب بے ساز و سامانم ہنوز

او زصیدِ خویش بے پروا بناز
من بخونِ خویش غلطانم ہنوز

شکرِ حق دستِ طلب دارم زخویش
بر سریرِ فقر سلطانم ہنوز

عمرِ من شد صرفِ عصیاں عاصیا
ہمچناں در بندِ عصیانم ہنوز

کیونکر نہ عاشقوں کو ہو داغِ جگر عزیز
ہوتا ہے ہر نہال کو اپنا ثمر عزیز

جلوہ نظر میں ہے لب و دندانِ یار کا
آنکھوں کو کب ہماری ہیں لعل و گہر عزیز

رخسارِ مصطفےٰ پہ ہوں سو جان سے نثار
اے چرخ ہیں اگر تجھے شمس و قمر عزیز

میں مانگتا ہوں حق سے محبت رسول کی
کیونکر مری دعا کو نہ رکھے اثر عزیز

شیدا ہیں ہم بھی خاکِ درِ بوتراب کی
اکسیر کو جو کہتے ہیں اکسیر گر عزیز

رونے سے دل کو ہوتی ہے تسکین ہجر میں
عشاق کو اسی لئے ہے چشمِ تر عزیز

ہر ایک میں ہے جلوہ اسی آفتاب کا
رکھتے ہیں ذرّے ذرّے کو اہلِ نظر عزیز

عاصیؔ جہاں میں کوئی نہیں جس غریب کا
رکھتے ہیں اس غریب کو خیر البشر عزیز

بدل آں یار پنہانست امروز
دو عالم زیرِ فرمانست امروز

بکش خنجر که جان بازند عشاق
صباح عید قربانست امروز

کلید فتح باب فیض سرمد
بدست باده خوار الست امروز

ترا بیند بهر جا دیدهٔ من
که مست جام عرفانست امروز

ندانم پرتو مہر رخ کیست
که ذرّه ذرّه تابانست امروز

بتوصیف لبت جاں تازه کردم
که کامم آب حیوانست امروز

بسینه داغ عشقت آتش افروخت
بہارے در گلستانست امروز

بپائے توسنِ نازِ تو جاناں
سپر چابک سوارانست امروز

بچوگاں بازیت صد آفریں باد
دل عالم بہ چوگانست امروز

ندانم چشم تو فردا چه سازد
نگارش دین و ایمانست امروز

حذر کن اے فلک از وے حذر کن
که آہم آتش افشانست امروز

چه باک از طعن می نوشی که واعظ
شریک باده نوشانست امروز

مے وحدت که دیشب خورده بودم
ز چشم من نمایانست امروز

بشو با تیغ او عاصی بغل گیر
که عید سرفروشانست امروز

ردیف سین

سرو بالائے دیده ام که مپرس
من بلائے گزیده ام که مپرس

خوں شده در غمت چناں چکید
پارهٔ دل ز دیده ام که مپرس

گرد راهِ فتادگی گشته
من بجائے رسیده ام که مپرس

من بہ اوج سپہر رعنائی
آفتابی گزیدہ ام کہ مپرس

شب ز دست مژہ ز غنچۂ دل
من گلابے کشیدہ ام کہ مپرس

گشتہ جاری بہ حسرت یثرب
سیل اشکے ز دیدہ ام کہ مپرس

در فراق تو یا رسول اللہ
رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس

تا شدم خاک راہ او عاصی
آنچناں آرمیدہ ام کہ مپرس

ردیف شین

اے نام تو جان آفرینش
ذکر تو زبان آفرینش

اے روح روان آفرینش
قربان تو جانِ آفرینش

اے نعمت خوان آفرینش
لذاتِ زبانِ آفرینش

در دیدہ ترا ہمی نشانند
صاحب نظران آفرینش

شیریں ز زبان شکر تست
تا حشر دہانِ آفرینش

مدہوش بیک نگاہ مست
پیمانہ کشانِ آفرینش

اے محرم خلوتے کہ آنجا
محو ست نشان آفرینش

لب تشنۂ شربت وصالت
شیریں دہنان آفرینش

داری شرف از بہار عارض
بر لالہ رخان آفرینش

جز قامت تو نہ جست دیگر
تیرے ز کمان آفرینش

از آب تو آبرو بجویند
والا گہران آفرینش

زیباست تفاخرش کہ دارد | لعل چو تو کانِ آفرینش

اے صاحب خانہ چون تو صاحب | نادر بہ مکانِ آفرینش

وابستۂ دستِ قدرتِ تست | ہر سود و زیانِ آفرینش

بر خوانِ کرامتِ تو مہمان | حاجت طلبانِ آفرینش

لطف تو بہار باغ عالم | قہر تو خزانِ آفرینش

چشمت ہمہ بین عالم غیب | علمت ہمہ دانِ آفرینش

بازوئے شفاعت تو برداشت | بار عصیانِ آفرینش

محتاج عصائے ہمت تو | ہر پیر و جوانِ آفرینش

دارند ہوائے آں لب تو | عیسیٰ نفسانِ آفرینش

سرسبز ز فیض تو دو عالم | اے فیض رسانِ آفرینش

اے شاہسوار خلق داری | در دست عنانِ آفرینش

ابروئے تو آبروئے کعبہ | رویت قرآنِ آفرینش

لذت چش خنجر ادایت | خونین کفنانِ آفرینش

بر چشم حقیقت تو ظاہر | پنہان و عیانِ آفرینش

جز تو نبود کسے مثالت | در وہم و گمانِ آفرینش

جنسے باشد نہ از تو بہتر | دیگر بدکانِ آفرینش

بے تاب و توان منم نگاہے | اے تاب و توانِ آفرینش

از روئے آسمان پناہے | اے شیر ژیانِ آفرینش

بر عاصی خستہ حال رحمے | اے شاہِ شہانِ آفرینش

مرادِ دل نہیں باغ جنت سے خوش
مدینے کے نبی ہیں اقامت سے خوش

دکن کا مجھے عیش بھاتا نہیں
مدینے کی ہوں میں مصیبت سے خوش

جسے انکے در کی گدائی ملے
وہ کیا ہوگا دنیا کی دولت سے خوش

سنا ہے کہ دیدار ہوگا نصیب
میں اسواسطے ہوں قیامت سے خوش

وہ چشم تصور میں آنے لگے
میں کیونکر نہ ہوں اپنی قسمت سے خوش

ہے بندہ کو لازم کرے بندگی
کہ ہوتا ہے مالک اطاعت سے خوش

دعا ہے الٰہی رہوں حشر تک
میں مرقد میں تیری عنایت سے خوش

نہ کوتاہ کرنا کبھی دست فیض
کہ ہوتا ہے خالق سخاوت سے خوش

گناہوں سے غمگیں ہے عاصی بہت
الٰہی اسے کردے رحمت سے خوش

کشتی مرا چو از نگہ فتنہ زائے خویش
کن زندہ باز از دو لب جانفزائے خویش

بینم نگر بروز جزا دلربائے خویش
شورے بحشر افگنم از نالہ ہائے خویش

در بزم یار بیخود و در سینہ مضطرب
یارب کجا برم دل مبتلائے خویش

عاشق فشاند جاں بہ در کعبۂ مراد
زاہد بہ فکر راہ نشستہ بجائے خویش

موسیٰ بہ صحن وادیٔ ایمن نہد پا
یارم فراز عرش بہ نعل و عصائے خویش

جانِ دلم چو صبر و خرد کردمت نثار
جز درد عشق ہیچ ندارم برائے خویش

چوں پردہائے دیدہ من فرش افتادست
کن پائمال از روش دلربائے خویش

عاصی ز آب دیدہ و از پارہائے دل
کردست در فراق تو اسباب غذائے خویش

اے ز روئے تو آب بر آتش
وے ز زلفت سحاب بر آتش

قطرہ ہائے عرق بعارض تو
یا نمایاں حباب بر آتش

زلف تو زان سبب کج افتادست
مے خورد موئے تاب بر آتش

سینہ ام مجمر است در غم تو
دل من چوں کباب بر آتش

عارضت بے حجاب می باشد
چوں بماند حجاب بر آتش

زلف وا میکنی تو بر عارض
می ہنی مشک ناب بر آتش

گرد رویت خط دمیدہ تو
سبز با آب و تاب بر آتش

زلف تو حلقہ زد بر خسارش
مار بیں مست خواب بر آتش

عکس رخسار بر لب رنگیں
پرتو آفتاب بر آتش

ردیف ضاد

مشتاق بوئے زلف کو مشک ختن سے کیا غرض
شیدائے لعل یار کو لعلِ یمن سے کیا غرض

اے عندلیبانِ چمن تم کو مبارک سیر گل
داغوں سے دل ہے خود چمن ہمکو چمن سے کیا غرض

بس ہے یہی لاشہ مرا تیری گلی میں ہو پڑا
جاناں شہید ناز کو گور و کفن سے کیا غرض

کرتا ہے کب یاد وطن آوارۂ دشت جنوں
غربت سے جنکو انس ہو اسکو وطن سے کیا غرض

جس دِل نے سوزِ عشق سے کچھ فیض پایا ہی نہو
اُس کو غم و درد والم رنج و محن سے کیا غرض

تیرا مریضِ عشق ہوں مجھکو بستان دہر کے
عناب لب سے کیا غرض سیبِ ذقن سے کیا غرض

جسکو خبر تیری ملی وہ بیخبر خود ہوگیا
جو آپ کو بھولے اسے پھر تو وطن سے کیا غرض

عاصی یہاں ہے کیا دھرا چل جانب خیرالوریٰ
اب چھوڑدے ملک وطن تجھکو وطن سے کیا غرض

چمکا ہے میکدہ میں تیرا آفتاب فیض
اللہ رے آب وتاب شراب طہور کی

ساقی اُبل رہی ہے خموں سے شراب فیض
گویا ہر ایک جام ہے اک آفتاب فیض

مستی میں جسکی جامۂ خاکی ہو چاک چاک
ساقی پلادے مجھکو تو ایسی شراب فیض

ساقی کا اذن عام ہے جی بھر کے سب پئیں
کم میکدہ میں اپنے نہیں ہے شراب فیض

بدلا ہے رنگ میکدہ میکش ہیں شاد شاد
چھایا ہے میکدہ پہ جو تیرا سحاب فیض

خط مصحف عذار پہ تیرے نہیں ہے یہ
پیش نظر ہے اہل نظر کے کتاب فیض

عاصی کے حق میں ذرہ نوازی سے کام لے
تاباں رہے ہمیشہ تیرا آفتاب فیض

ردیف ظا

انکا خنجر کھچا خدا حافظ
دل تڑپنے لگا خدا حافظ

کہہ رہا ہوں گلے سے پیار کر
تیغ قاتل ترا خدا حافظ

سوئے آب بقا چلے ہیں ہم
خضر میں رہنما خدا حافظ

دیکھکر نزع میں یہ کہتے ہیں
اے شہید وفا خدا حافظ

انکی شوخی حیا سے کہتی ہے
جائے آپ کا خدا حافظ

لب پہ اسکے ہے مہر خاموشی
بے سبب ہیں خفا خدا حافظ

انکی زلفیں ہوا سے ہلتی ہیں
موجزن ہے بلا خدا حافظ

جا رہے ہیں سوئے عدم ہم تو
او جفا جو تیرا خدا حافظ

چلو اٹھو مسیح بالیں سے
ہوگئی بس شفا خدا حافظ

انکو دل نذر دیکے بیٹھے ہیں
دین کا عاصیا خدا حافظ

ردیف فا

عارض تیرے اے سیمبر اک اسطرف اک اسطرف
گویا ہیں تاباں دو قمر اک اسطرف اک اسطرف

تیرے خدنگ ناز سے اور خنجر انداز سے
زخمی ہے دل بسمل جگر اک اسطرف اک اسطرف

رخ پہ تیرے ابرو نہیں دن کو ہوئے ہیں جلوہ گر
دو ماہ نو خورشید پہ اک اسطرف اک اسطرف

دو مونس و ہمدم میرے ہر وقت میرے ساتھ ہیں

دلکی طپش درد جگر اک اسطرف اک اُسطرف

شاخ نہال حسن پر آنکھیں ہیں دو نرگس کے پھول
یا دو گلِ بادام تر اک اسطرف اک اُسطرف

زلفیں نہیں رخسار پہ دو ترات اس قرآن کو
پڑھتے ہیں دو ہندو پسر اک اسطرف اک اُسطرف

راحم خدا راحم نبی عاصی نکیوں جنت ملے
دو رحمتیں ہیں راہبر اک اسطرف اک اُسطرف

جب میں کرتا ہوں ترے تیر نظر کی تعریف
تیر کرتا ہے مرے زخم جگر کی تعریف

جس بشر کا ہو خداوند دو عالم مداح
کسکا منہ ہے جو کرے ایسے بشر کی تعریف

چن لیا ساری خدائی کے حسینوں میں تجھے
کرتے ہیں اہل نظر میری نظر کی تعریف

مدح خوان لب و دندان محمد ہوں میں
مجھکو مرغوب نہیں لعل و گہر کی تعریف

ہے سپر تیغ بلا کے لئے سرکار کا نام
کیوں کروں میں نہ بھلا ایسے سپر کی تعریف

عارض پاک پہ حضرت کے تصدق ہیں سب
اے فلک کون کرے تیرے قمر کی تعریف

دونوں غمخوار ہیں میری شب تنہائی کے
درد دلکی کروں یا درد جگر کی تعریف

جسمیں الفت ہو تیری ہو وہی قابل مدح
جسمیں سودا ہو تیرا ہے اسی سر کی تعریف

گرچہ خورشید فلک بھی ہے درخشاں لیکن
وہ بھی کرتا ہے میرے داغ جگر کی تعریف

کامیابی ہو مبارک تجھے ای آہ رسا
آج کرتے ہیں وہ خود تیرے اثر کی تعریف

بنگئی نور کی تصویر بیاض کاغذ
کی رقم میں نے جو اس رشک قمر کی تعریف

ابر کیا جانے بھلا حال میرے رونے کا
نوح سے پوچھو میرے [illegible] کی تعریف

سرخرو مجھکو کیا دیدۂ خونبار نے آج / کر رہے ہیں وہ میرے لخت جگر کی تعریف
کرتے ہیں اہل نظر صاحب دلکی مدحت / اہل دل کرتے ہیں کب اہل نظر کی تعریف
سنگ ہر ایک بتاتا ہے کہیں وصف طلا / بے ہنر کرتے ہیں کب اہل ہنر کی تعریف

دھوویا دفتر عصیاں کو بہا کر آنسو
کیوں عاصی کرے پھر دیدۂ تر کی تعریف

ردیف قاف

وہ مے دے ساقی میخانۂ عشق / بنا دے دلکو جو پیمانۂ عشق
جو تیری آنکھ ہو پیمانۂ عشق / تو محفل کیوں نہو میخانۂ عشق
مجھے کر دے تو ایسا مست ساقی / کہ سب کہنے لگیں مستانۂ عشق
نکیوں ہوں شعلہ رو پروانہ اسکے / مرا دل ہے چراغ خانۂ عشق
پڑے ہوں جن پہ چھالے سوز دل سے / وہ لب ہیں قابل پیمانۂ عشق
سر الفت نہو جسمیں وہ سر کیا / وہ دل کیا ہے جو ہو بیگانۂ عشق
بنے سوز دروں سے شمع سوزاں / زباں پر آئے گر افسانۂ عشق
مزا اس شمع پر جلنے میں کیا ہے / تو پوچھ ان سے جو ہیں پروانۂ عشق
ملے اہل تقیہ کو پتہ کیا / دل آزادگاں ہے خانۂ عشق
بنایا اشرف مخلوق ہم کو / ادا کس منہ سے ہو شکرانۂ عشق
ہمارے داغہائے دل سے عاصی / گلستاں ہو گیا ویرانۂ عشق

ردیف کاف

وہ مونس و ہمد

رحمت عالمیں سلام علیک
خاتم المرسلیں سلام علیک
غیرتِ حور عین سلام علیک
زیب روئے زمیں سلام علیک
مہبط وحی خالق اکرم
صاحب الجود صاحب الکرم
مرد حق آپکے ہیں سب پیرو
نام لیوا ہیں آپکے عارف
آپکے نام سے ہو دل شاداں

شافع یوم دیں سلام علیک
اکمل الاکملیں سلام علیک
میرے دلکے مکیں سلام علیک
فخر عرش بریں سلام علیک
عزِ روح الامیں سلام علیک
بیکسوں کے معیں سلام علیک
رہبر سالکیں سلام علیک
سید العارفیں سلام علیک
راحت العاشقیں سلام علیک

عرض کرتا ہے باادب عاصی
شافع المذنبیں سلام علیک

تو ستائے گا مجھے ای غم جاناں کبتک
میں وکن میں رہوں مضطر شہ خوباں کبتک
روضۂ پاک پہ اب جلد بلالو سرکار
اسطرف بھی کبھی ہو جائے توجہ تیری
کیا شب حشر سے ملجائیگی بڑہتے بڑہتے
اے نسیم سحری پونچھ دے اسکے آنسو
اب تو بے پردہ دکھا دیجئے جلوہ اپنا
پڑ گئے رشتۂ تقدیر میں صدہا عقدے

خون روئینگے مرے دیدۂ گریاں کبتک
دل شیدا میں تڑپتے رہیں ارماں کبتک
دور گلشن سے رہے بلبل نالاں کبتک
دل ترستا رہے اے ناوک مژگاں کبتک
طول کھینچیگی الٰہی شب ہجراں کبتک
شمع روئیگی سر گور غریباں کبتک
میں تقدور کا ہوں بندۂ احساں کبتک
ہونگی یہہ مشکلیں یارب میری آساں کبتک

ہے ترقی پہ یہاں روز غم و رنج و فراق — دیکھئے ملتا ہے اس درد کا درماں کبتک

آخر اک روز تو پامال خزاں ہونا ہے — باغباں پھول ہینگے ترے خنداں کبتک

دشت پر خار دکن میں ہے عاصیؔ مولا — خستہ دل خاک بسر چاک گریباں کبتک

ردیف کاف

مثل آئینہ ہیں عاشق زنگ ظلمت سے الگ — خاک میں ملکر بھی رہتے ہیں کدورت سے الگ

لاکھ آفت اپنے آئے خاک ہو جائیں مگر — یہہ قدم رکھتے نہیں راہ محبت سے الگ

تکیہ انکا ہے توکل بستر انکا فقر ہے — انکا طرز زندگی ہے اہل دولت سے الگ

خاکساری انکا پیشہ انکسار انکا ہے کام — زیب و زینت سے ہے استان و شوکت سے الگ

بیبسی ہمدم ہے انکی بیکسی انکی جلیس — رنج و غم کے یہہ قریں ہیں عیش و راحت سے الگ

وصل انکی زندگی ہی موت انکی ہجر ہے — یہہ نہیں رہتے کبھی دلبر کی صحبت سے الگ

انکا سینہ میکدہ ہی ساغر انکا قلب ہے — لذت انکی می کی ہے دنیا کی لذت سے الگ

داغ دل میں لالۂ گل آہ ہے باد بہار — انکا باغ بیخزاں ہی باغ جنت سے الگ

نامرادی شامیانہ چادر گل حسرتیں — انکی تربت کا نشاں ہی سب کی تربت سے الگ

انکی غم کی داستاں سننے کو کہتے ہیں ملک — اور اک دن چاہئے روز قیامت سے الگ

برہمن ہیں بتکدے میں شیخ یہہ کعبے میں ہیں — یہہ مجازاً بھی نہیں سر حقیقت سے الگ

ساجد اپنے آپ ہیں مسجود اپنے آپ ہیں — انکی ہے شان عبادت ہر عبادت سے الگ

بوستان وحدت کے ہیں گل خنداں یہی — رنگ شہرت سے جدا ہیں بوئے کثرت سے الگ

صورت محبوب کا یہ بنگئے ہیں آئینہ
ایک لحظہ بھی نہیں رہتے یہ حیرت سے الگ

حاملِ بارِ امانت ہی انہیں کی ذات پاک
دستِ ہمت انکا ہے عالم کی ہمت سے الگ

لیٹے لپٹائے چلے جائینگے آخر خلد میں
رہتے ہیں عاصی کہیں دامانِ رحمت سے الگ

لینے بھی اسواسطے لکھی ہے عاصیؔ یہ ردیف
ہاتھ محشر میں نہو دامان حضرت سے الگ

ردیف لام

اڑا کر میرے پہلو سے مرا دل
مجھی سے پوچھتے ہیں کیا ہوا دل

رہے تا حشر تیرا مبتلا دل
اگر دل دے تو ایسا دے خدا دل

ہوا ہے جیب سے تیرا آشنا دل
ہے اپنے سے بھی بیگانہ مرا دل

جگر کا خون آنکھوں نے بہایا
عدو پہلو میں نکلا خود مرا دل

فلک پر برق ہو یا ہی زمیں پر
جدھر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل

مجھے کد ہے نہ دونگا دل کسیکو
کسیکو ضد ہے ہم لینگے تیرا دل

کدورت ہے حجابِ جلوۂ یار
تو پہلے صاف تو کر لے ذرا دل

نظر آئیگی تجھکو شکلِ جاناں
اگر آئینہ بنجائے تیرا دل

جگر پیدا ہوا داغوں کی خاطر
تمہارا درد سہنے کو بنا دل

نہ ملتا کوچۂ دلدار عاصیؔ
اگر ہوتا نہ تیرا رہنما دل

رہا دل نہ اب غم اٹھانیکے قابل
نہ آنکھیں رہیں خوں بہانیکے قابل

نہ ہے زخم دل اب دکھانیکے قابل
رہا ہے نہ مرہم لگانے کے قابل

کریں کیا تمنائے دیدار جاناں
کہ ہم خود نہیں منہہ دکھانیکے قابل

وہ پامال کرکے مری قبر بولے
یہ تھا نقش تربت مٹانیکے قابل

ہوے اسکی الفت میں برباد لاکھوں
یہہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل

بنایا فلک کاش پیمانہ مے
کہ ہوتے تیرے منہہ لگانیکے قابل

کہا دیکھکر تیری تصویر دل نے
کلیجے سے ہے یہہ لگانے کے قابل

دو عالم میں پائے نہ کیوں سربلندی
جو سر ہو تیرے آستانیکے قابل

وہ ہنس ہنس کے کہتے ہیں مجھسے کہ تو ہے
ستانیکے قابل رلانے کے قابل

ابھی سے جو آنکھیں تیرے فتنہ گر ہیں
بنیں گی یہہ بجلی گرانے کے قابل

کچھ اب لیجئے کام ان ابرؤں سے
یہ خنجر ہوئے آزمانیکے قابل

چلیں سر سے سوئے مدینہ تو کم ہے
یہ ہے راہ آنکھیں بچھانیکے قابل

میں سو بار کوچے میں آؤں تمہارے
جو کردو مجھے آنے جانیکے قابل

نہ بار محبت اٹھا قدسیوں سے
ہمارا ہی دل ہے اٹھانیکے قابل

میں صدقے کرم کے وہ فرما رہے ہیں
ر عاصیؔ ہے اب رحم کھانیکے قابل

نہ کیوں مضطرب ہو طلبگار مال
وہ رخصت طلب ہے گرفتار مال

تیری اسکی کیونکر نبھے گی بتا
وہ بیزار تجھسے تو غمخوار مال

محبت کا اسکی مرض ہے برا
خدا دے کسی کو نہ آزار مال

پڑی بیکلی ہے انہیں رات دن
پریشان ہیں سب خریدار مال

کہو کون دونوں میں ہے ہوشیار
خریدار عزت خریدار مال

یہہ کہتی ہے دنیا بفضل خدا
کہ عاصی نہیں ہے طلبگار مال

جو عشق رسول خدا میں ہیں کامل
انہیں دولت دین و دنیا ہے حاصل

اقامت ہے باغ مدینہ میں جنکی
وہ ہیں جیتے جی باغ جنت میں داخل

وہ حورونکے رخسار کب دیکھتے ہیں
جو حسن رخ مصطفےٰ پر ہیں مائل

خدا کیطرح وہ بھی یکتا ہیں بیشک
خدائی میں انکا نہیں ہے مماثل

یہ کثرت میں انداز وحدت تو دیکھو
ادہر ہم میں شامل ادہر حق سے واصل

دو عالم کے زیر جبینو نہیں کوئی
نہ نکلا کف پاکا ان کے مقابل

نکلتا ہے لاکھوں میں اک سوختہ دل
ہراک دل نہیں داغ الفت کے قابل

سمجھ بوجھ کر اسمیں داخل ہو واعظ
کہ رندان پر جوش کی ہے یہ محفل

شراب محبت کی کیا قدر تجھکو
نہ تو اسکے قابل نہ وہ تیرے قابل

تجھے یاد کوثر انہیں یاد جاناں
وہ تیرا وظیفہ یہ انکے مشاغل

وہی آخری زینہ معرفت ہے
سمجھتا ہے عارف جہاں خود کو جاہل

بڑا تجربہ کار رہبر ہو اسمیں
بہت سخت ہیں معرفت کے منازل

تو الجھا بہت کار دنیا میں عاصی
کچھ اب فکر انجام بھی کر لے غافل

ردیف میم

شاہ مکرم خسروِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
نور مجسم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت جانِ شجاعت ماہ رسالت مہر نبوت
کانِ مروت خلق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

زلفِ معنبر سنبل خوشتر مشک سے بہتر عود سے بڑھکر
تیغ دو پیکر ابروئے پُرخم صلی اللہ علیہ وسلم

خلق کے سرور مرسل داور فخر سکندر خضر کے رہبر
مالک کوثر صاحب زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

نور خدا ہیں مہر ضیا ہیں ماہ صفا ہیں خیر وریٰ ہیں
ابر سخا ہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہِ شریعت مہر طریقت نور حقیقت آیۂ رحمت
حامی امت بہتر آدم صلی اللہ علیہ وسلم

عزِ جہاں ہیں فخر زماں ہیں ماہ جہاں ہیں تاج شہاں ہیں
حسن کی جان ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مہر فدائے تاج سرِ اوست ماہ شکستہ خاکِ رہِ او
سرمۂ چشم عرش معظم صلی اللہ علیہ وسلم

آں شہِ یثرب خسرو بطحیٰ مہر و لبِ او رشکِ مسیحا
زخمِ گنہ را نامش مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

رتبہ ہے اسکا سب سے زیادہ کرسکے عاصی اسکی ثنا کیا
اسکا ہے واصف خالق اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

آئے تھے اس امید پہ ہندوستاں سے ہم
واپس نہ جائینگے کبھی حضرت یہاں سے ہم

افسوس لائی کھینچ کے تقدیر پھر وہیں
لیکر گئے تھے دل میں امیدیں جہاں سے ہم

جبتک تھے تیرے در پہ بہت ذی وقار تھے
اٹھکر ہوئے ذلیل تیرے آستاں سے ہم

اشک رواں سے دامن مقصود بھر گیا
کچھ بہرہ مند ہوگئے عمر رواں سے ہم

آنکھوں میں اپنی گلشن طیبہ کی ہے بہار
کیا شاد ہوگئے نزہت باغ جناں سے ہم

دل میں ہزاروں حسرت و ارمان ہیں یا رسول
ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زباں سے ہم

ہیں مے پرست آتش دوزخ سے خوف کیا
لپٹے ہوئے ہیں دامن پیر مغاں سے ہم

اک حال پہ گذرتی ہے یوں اپنی زندگی
خوش ہیں بہار سے نہ خفا ہیں خزاں سے ہم

آئے تھے بنکے خاک سے اس خاکداں میں
جز خاک کچھ نہ لے چلے اس خاکداں سے ہم

عالم سیاہ ہوگیا آنکھوں میں خلق کی
اٹھے مثال شمع جو بزم جہاں سے ہم

دنیا کا ہے خیال نہ ہے عاقبت کی فکر
ہیں مست جام الفت پیر مغاں سے ہم

دیکھیں تو کون ہوتا ہے دونوں میں سرخرو
دل کو لڑاتے ہیں تیری نوک سناں سے ہم

کیونکر کٹے گی راہ عدم اپنی عاصیا
اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں بار گراں سے ہم

رسول اللہ ز ہجرت بیقرارم
بفرما یک نظر بر حال زارم

توئی ملجاؤ ماوائے غریباں
غریبیم دردمندم دل فگارم

گزشته عمر من در معصیت ہا
کنوں از کردۂ خود شرمسارم

شفیع المذنبیں رحمے بحالم
گنہگارم پریشاں روزگارم

چرا ترسم ز غوغائے قیامت
چو باشد در غلامانت شمارم

ببینم رویت اے سلطان عالم
بمحشر سر چو از مرقد برارم

بگویم کہ حال زار من بیں
چو آقائے دگر جز تو ندارم

ترحم یا رسول اللہ ترحم
بحال زار و اشک بیقرارم

تمنائے دل عاصی ہمیں است
جمال پاک بینم جاں سپارم

خداوندا چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
بہر سو نالہ دل بود شب جائیکہ من بودم

بدستش آئینہ شمشیر ابرو تیز و من حیراں
کہ او با خود مقابل بود شب جائیکہ من بودم

دلم و یاد آں زلف سیاہ و کاکل مشکیں
گرفتار سلاسل بود شب جائیکہ من بودم

گہے افتاں گہے خیزاں گہے ہوشیار گہ بیخود
عجب کیفیت دل بود شب جائیکہ من بودم

بیاد دلبر شوخے کشیدہ تیغ ابروئے
تفکر کردن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

بلب حرفے بلب جامے نگاہے سوئے مشتاقاں
ادا خود نیم بسمل بود شب جائیکہ من بودم

چساں از بزم نازش بجا سلامت بردمی عاصی
کشیدہ تیغ قاتل بود شب جائیکہ من بودم

باخویش نور حق را دیدم نہ دیدہ بودم
خورشید و ذرہ یکجا دیدم نہ دیدہ بودم

باآب حسن خوبی رخسار تاب ناکش
آتش بموج دریا دیدم نہ دیدہ بودم

چشمان مست ساقی با ابروئے کشیدہ
در طاق کعبہ خم ہا دیدم نہ دیدہ بودم

درج دہان جاناں روشن ز لولو دنداں
در برج مہ ثریا دیدم نہ دیدہ بودم

گیسوئے عنبرینش بر قامت دل آرا
سنبل بہ شاخ طوبیٰ دیدم نہ دیدہ بودم

آں چشم نرگسینش جاں بخش عاشقانست
بیمار و ہم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

صد ہمچو ماہ کنعاں در عشق شاہ خوباں
آوارہ چوں زلیخا دیدم نہ دیدہ بودم

جاناں بجان عاشق عاشق بجان جاناں
ایں طرفہ تر تماشا دیدم نہ دیدہ بودم

بر دل زشان وحدت پیدا نقوش کثرت
بالائے عرش بتہا دیدم نہ دیدہ بودم

از ہمکنار عاشق ایں غرق بحر حیرت
تشنہ درون دریا دیدم نہ دیدہ بودم

عاشق ز جاں سپردن تازہ حیات یابد
تیغش و ہم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

دل در محبت او در وسے عجیب دارد
قربان او مدادا دیدم نہ دیدہ بودم

شاہ پری رخاں را عاصی ز بخت یاور
باخویش جلوہ فرما دیدم نہ دیدہ بودم

سراپا نور یزدانست جانانیکه من دارم — بود قربان پائے او دل و جانیکه من دارم

زعشق روئے گلگونش بسینه داغها دارم — سبق برد ست بر جنت گلستانیکه من دارم

دلم از دست بیتابی چو مجنون بهر لیلائے — دریدن آرزو دارد گریبانیکه من دارم

قیامت پائے او بوسیده و نه عارضش قربان — فدا خورشید شد بر ماه تابانیکه من دارم

منقش خال و خطش آنچنان در سینه ام گویا — همه تصویر معشوق است قرآنیکه من دارم

سرشک خون چو گل از دیده خونبار میریزد — بود در رشک گلستان جیب و دامانیکه من دارم

سلیمان بود گرچه صاحب شوکت ولے عاصی
سلیمان را خجل سازد سلیمانیکه من دارم

زهے سلطنت گر گدائے تو باشم — زهے پایه گر خاک پائے تو باشم

اگر جان فشانم براهت فشانم — وگر زنده باشم برائے تو باشم

ز روز ازل بسته ام عهد و پیماں — که من تا ابد در رضائے تو باشم

تو پیوسته با من جفاکار باشی — من این سر نهاده بپائے تو باشم

گلم را سرشته بآب الفت — که تا زنده ام مبتلائے تو باشم

دلم را به بستند با تار زلفت — که ثابت قدم در رضائے تو باشم

بدین وجه نامم نهادند عاصی
که تا مستحق عطائے تو باشم

یاد آیا بیکه من هم دیده تر داشتم — ابروئے در سگان کوئے دلبر داشتم

ایمن از شبهائے تار هجر و غمهائے فراق — دست در زنجیر آن زلف معنبر داشتم

خارهائے دشت یثرب را چو گلهائے چمن — گاه در سینه نهادم گاه بر سر داشتم

از نگاہِ فیضِ آں ساقیٔ رشکِ آفتاب — من لبالب بادہ وصلش بساغر داشتم

بستۂ زنجیرِ زلفش بود جانِ مبتلا — دل اسیرِ پنجۂ مژگانِ دلبر داشتم

در خیالِ بادہ لبہاش خود را در حریم — مست و غلطاں بر کنارِ آبِ کوثر داشتم

آرمیدہ از ہمہ آسیب و ہر پستی — ہمچو نقشِ پا بکوئے یار بستر داشتم

اہلِ یثرب شورِ عشق و عاشقی مفتِ شما — پیش ازیں من ہم دلِ ہنگامہ پرور داشتم

بود حاصل عاصیا از لطفِ بے پایانِ او
آں تمنائے کہ من در سینہ مضمر داشتم

یاد آیامیکہ عشقِ روئے دلبر داشتم — داغِ دل روشن تر از مہرِ منور داشتم

خارہائے عیش را من سوختم از سوزِ دل — سینہ گلزارِ غمت از دیدۂ تر داشتم

رفتہ رفتہ سوزِ دل سامانِ ہستیم بسوخت — ہمچو گلخن زیرِ خاکستر چہا اخگر داشتم

بر زباں حرفے نیامد در وصالش گرچہ من — از شکایت ہائے او در سینہ دفتر داشتم

تا بوقتِ ذبح من بینم جمالِ روئے دوست — زیرِ خنجر گوش بر اللہ اکبر داشتم

قصدِ فصدم کرد چوں فصادِ مژگانِ نیشتر — از کمالِ شوق جاں بر نوکِ نشتر داشتم

میشدم شام و سحر من زیرِ پایت پائمال — ہمچو سبزہ کاش در کوئے تو بستر داشتم

تا گرد و دامنت آلودہ از خونابِ او — پارہ ہائے دل ز خاکِ کوئے تو بر داشتم

گر بمحشر من عاصی چہ میکردے ترا
من ز داغِ دل جوابِ مہرِ محشر داشتم

بکف جام و بپہلو یار دارم — من امشب طالعِ بیدار دارم

بیادِ روئے تو تسبیح در کف — بذکرِ زلفِ تو زنار دارم

بدستم پایۂ عرشِ برین است
کہ سر بر آستانِ یار دارم

چرا دائم نہ من بیمار باشم
کہ عشقِ نرگسِ بیمار دارم

بلب جانم رسید از دردِ ہجراں
امیدِ شربتِ دیدار دارم

بچشمے آنکہ بینم جلوۂ یار
نظر بر روزنِ دیوار دارم

دلم سر و چراغانست امشب
خیالِ آتشیں رخسار دارم

مرا معذور دار اے پیرِ ناصح
عنانِ دل بدستِ یار دارم

چرا ترسم ز روزِ حشر عاصی
کہ شافع احمد مختار دارم

بیادِ ماہِ رخسارے عجب مضطر دلے دارم
درونِ سینۂ غمناک مرغِ بسملے دارم

رہِ پرپیچ و شب تاریک و پا اندر گلے دارم
بسر بارانِ غمہا مشکل اندر مشکلے دارم

ز اشکِ چشم و دودِ دل زآہ و نالہ و شیون
بہ ہجرِ آں پری پیکر پریشاں محفلے دارم

بجاں خواہم نہ چوں داغِ دلِ غمدیدۂ خود را
ز چندیں محنت و غمہا ہمیں یک حاصلے دارم

نہ نازم چوں بہ بختِ خود پس از چندیں جدائی
چو نقشِ پا بہ خاکِ کوئے آں مہ منزلے دارم

تو بر یک ماہِ خود اے چرخِ بالا چہ مینازی
کہ صدہا داغ بر دل ہمچو ماہِ کاملے دارم

نثارِ فرقِ پاکِ او چہ سازم من پشیمانم
شکستہ غم رسیدہ پارہ پارہ یک دلے دارم

ز جرمِ معصیت عاصی خلاصِ من چساں باشد
کہ غلطانم ز خود در موج و چشمِ ساحلے دارم

درونِ چشمِ مستش دورِ شراب دیدم
پیرانِ پارسا را مست و خراب دیدم

زاہد ز جوشِ مستی غلطاں بپائے خمہا
در دستِ اہلِ تقوی جامِ شراب دیدم

از فیض جام ساقی ہر شئے شدست تابان — پنہاں بہ ذرہ ذرہ من آفتاب دیدم

تو در لباس خاکی رخشندہ آفتابے — نورِ خدائے بیچوں زیر نقاب دیدم

تنہا نمی رود آں سلطانِ ماہ رویاں — دلہائے دو جہاں را اندر رکاب دیدم

جز وصل و فرقت او چیزے دگر نباشد — رنگ ثواب دیدم طرز عذاب دیدم

عاصیؔ ز اشکِ خجلت رحمت بجوش آمد — فردِ گناہ خود را غرق اندر آب دیدم

ردیف نون

جسے کوئے حضرت سے الفت نہیں — وہ ہرگز سزاوار جنت نہیں

نہیں غم اگر میری شہرت نہیں — مجھے خود نمائی کی عادت نہیں

جو آرام کوئے محمدؐ میں ہے — وہ باغِ جناں میں بھی راحت نہیں

مزا جو ترا نام لینے میں ہے — وہ شہد و شکر میں بھی لذت نہیں

غم دو جہاں لے کے ہم کیا کریں — ہمیں اپنے ہی غم سے فرصت نہیں

ہے ظلمت سے مملو وہ محفل تمام — جہاں ذکرِ شمع رسالت نہیں

تم آؤ تو مقتل میں خنجر بکف — کسے آرزوئے شہادت نہیں

وہاں ہیں وہ مصروف تیر افگنی — یہاں زخم سینے سے فرصت نہیں

حسیں ہیں بہت گرچہ حوریں مگر — یہ انداز و ناز و نزاکت نہیں

تری دیکھ کر صورت آئینہ رو — وہ ہے کون جو محوِ حیرت نہیں

کریم السجایا جمیل الشیم — کوئی آپ سا فی الحقیقت نہیں

ہے آئینہ تم پر میرا حالِ دل — مجھے عرض کرنیکی حاجت نہیں
مرے لب پہ آئی ہے جانِ حزیں — بلا لو بس اب تاب فرقت نہیں

قطعہ

کہا ان سے میں نے کہ لایا ہوں دل — یہ ہے مفت کچھ اسکی قیمت نہیں
وہ بولے کہ ایسے تو ہیں سیکڑوں — ہمیں ایسی چیزوں کی حاجت نہیں
جو مایوس اٹھا تو ہنسکر کہا — کہ رد ہدیہ کرنے کی عادت نہیں
بہرحال لیتے تو ہیں ہم اسے — مگر ہم پہ کچھ اسکی منت نہیں
وہ دل مسکراتے ہوئے لے چلے — مگر شاد رکھنے کی نیت نہیں
زمانے کے دیکھے نشیب و فراز — کہیں چین جز کنجِ عزلت نہیں
غضب ہے گنہ کرتے ہیں اتنے — پھر آنکھوں میں اشکِ ندامت نہیں
نظر تیری رحمت پہ رکھتے ہیں ہم — کوئی اور بخشش کی صورت نہیں
میں لیجاؤنگا قبر میں داغِ دل — اندھیرے میں سونیکی عادت نہیں

یہ کہدو کہ عاصی ہے میرا غلام
تمنا کوئی اور حضرت نہیں

عصیاں پہ دیدۂ تر پیہم جو رو رہے ہیں — دریائے مغفرت میں مجھکو ڈبو رہے ہیں
منزل کے جانیوالے منزل پہ جاکے پہونچے — غفلت ہماری دیکھو رستے میں سو رہے ہیں
فصلِ بہار آئی بلبل گئے چمن کو — ہم بال و پر شکستہ قسمت کو رو رہے ہیں
سوئے مدینہ زائر ہنستے ہوئے سدھارے — ہم بیٹھے آنسوؤں سے دامن بھگو رہے ہیں
گر جاگتے مقدر ہم بھی حضور جاتے — اللہ رے بدنصیبی ابتک وہ سو رہے ہیں
قوت نہ صبر کی ہے آنے کی ہے نہ طاقت — رو رو کے ہم وطن میں جان اپنی کھو رہے ہیں

کیا ہم بتائیں ہمدم ہے بات ہی کچھ ایسی
زانو پہ رکھ کے سر کو جو آج رو رہے ہیں

ہم تجھکو وحشتِ ہجر کسطرح بھول جائیں
رہ رہ کے دلمیں کانٹے نشتر چبھو رہے ہیں

موسیٰ ہیں محو حیرت جلتا ہی طور کیا کیا
جلوہ نما وہ میرے دلمیں جو ہو رہے ہیں

مشق ستم ہے انکو خوگر ستم کا ہیں ہم بھی
ناز و نیاز باہم مدت سے ہو رہے ہیں

ممنوں ہوں عاصیؔ کیونکہ دیدہ ہائے تر کا
فرد گنہ کو میری رو رو کے دھو رہے ہیں

کہاں حسن کا تیرے چرچا نہیں
وہ ہے کون جو تجھپہ شیدا نہیں

وہ دل کیا کہ جسمیں تیرا غم نہو
وہ سر کیا ترا جسمیں سودا نہیں

تصور میں دل میں لگا ہو نہیں تو
تجھے اپنے محرم سے پردا نہیں

ہزاروں تڑپتے سسکتے ہیں دل
مگر اسکی کچھ تجھکو پروا نہیں

کلیجے میں رکھ لیتے ہیں سب تجھے
تو اے جان جاں کسکو پیارا نہیں

بظاہر اٹھانا مجھے بزم سے
اشارہ وہیں کہنا کہ اٹھنا نہیں

چبھوتے ہیں نشتر کلیجے میں وہ
ہے تاکید اسپر تڑپنا نہیں

وہ آنکھیں یہہ کہتی ہیں دے جان تو
لبوں کا ہے ایما کہ مرنا نہیں

نیا ظلم ہر روز کرتے ہیں پھر
یہہ کہتے ہیں کہہ مجھکو شکوا نہیں

خودی کے سبب ہیں بکھیڑے تمام
اسی کو مٹا دے تو جھگڑا نہیں

نہیں مجھسا عاصیؔ و مجرم کوئی
خطا بخش غفار تجھسا نہیں

پرتو فگن تو کس جگہ اے جان جاں نہیں
وہ کونسا مکاں ہی جو تیرا مکاں نہیں

ہیں برملا جہاں میں تیری نشانیاں ہر چیز کہہ رہی ہے کہ تو بے نشاں نہیں
یوں تو ہزار پردوں میں پردہ نشیں ہے تو عشاق کی نگاہ سے لیکن نہاں نہیں
چون و چرا سے پاک منزہ ہے تیری ذات سب گنگ ہیں کسیکو مجالِ بیاں نہیں
تو مہرباں ہو تو سبھی مہرباں ہوں تو مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں
اترا نہ فضلِ گل پہ تو اسطرح باغباں وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

یا غافر الذنوب کہاں جائے یہ غریب
عاصی کو تیرے در کے سوا آستاں نہیں

کب زر و سیم پہ دنیا کے نظر کرتا ہوں مست ہوں فقر کی کملی میں بسر کرتا ہوں
جامۂ نور میں تھا عرش کا تارہ میں کبھی عمر اب کسوتِ خاکی میں بسر کرتا ہوں
رہروِ عشق ہوں رہزن سے خطر کیا مجھکو ہر بلا کے لئے سینے کو سپر کرتا ہوں
آتشِ غم سے ترے ہجر میں جلتے جلتے شمع کیطرح میں راتوں کو سحر کرتا ہوں
لختِ دل آتے ہیں کچھ خونِ جگر کے ہمراہ آج دعوت تیری اے دیدۂ تر کرتا ہوں
شوق کہتا ہے کہ مانند ہوا اڑ کے چلے یثرب پاک کا گر عزم سفر کرتا ہوں
ایک ہی گل کے نظر آتے ہیں سارے جلوے جسطرف گلشنِ عالم میں نظر کرتا ہوں
نقشِ پا بنکے جو بیٹھا تو اٹھا مثلِ غبار کوچۂ یار میں یوں اپنی بسر کرتا ہوں
ہنس کے کہتے ہیں یہ دونوں سر گل کھینچتے ہیں اٹھتے جب تذکرۂ شمس و قمر کرتا ہوں
بالیقیں شانِ خدا آنکھوں میں پھر جاتی ہے جب رخ سرورِ عالم پہ نظر کرتا ہوں
درد اٹھ اٹھ کے سکھاتا ہے تڑپنا دلکو میں ترے ہجر میں کچھ صبر اگر کرتا ہوں
وعدہ آنے کا ہے امید بڑی ہوتی ہے دنمیں سو بار نظر جانبِ در کرتا ہوں

جلوہ ہر بار نیا مجھکو نظر آتا ہے / جب کبھی روضۂ اقدس پہ نظر کرتا ہوں

رحمتِ حق مجھے دیتی ہے تسلی عاصیؔ / اپنے عصیاں پہ میں جسوقت نظر کرتا ہوں

کب کبھی پردہ محبت کی نظر کرتے ہیں / جسپہ کرتے ہیں اُسے خاک بسر کرتے ہیں

کسطرح راز محبت کو چھپاؤں لیں / مجھکو بدنام مرے دیدۂ تر کرتے ہیں

اپنے جلوے کے اثر سے وہ نہیں ہیں واقف / ہوش جاکر مرے کچھ انکو خبر کرتے ہیں

اسکو پھر زندۂ جاوید بنا دیتے ہیں / جسکو وہ کشتۂ شمشیر نظر کرتے ہیں

کیا کہوں کرتے ہیں کیا کام تمھارے مژگاں / تیر بن کے کلیجے میں گزر کرتے ہیں

مضطرب رہتے ہو کیوں جانِ حزیں شام و سحر / کسکے نالے دلِ نازک میں اثر کرتے ہیں

اور ہی کچھ نظر آتا ہے تماشا انکو / جب ترے رخ پہ نظر اہلِ نظر کرتے ہیں

آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو / ضبط ہرچند مرے زخمِ جگر کرتے ہیں

بالیقیں ہوتی ہے معراج انہیں کو حاصل / تیرے قدموں پہ فدا اپنا جو سر کرتے ہیں

منزلِ قبر میں وہ چین سے سوجاتے ہیں / جو تری راہ میں دنیا سے سفر کرتے ہیں

جیسے شب باش مسافر ہو سرا میں یونہی / اہلِ دل منزلِ ہستی میں بسر کرتے ہیں

نور بنکر کبھی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں مری / آرزو بنکے کبھی دل میں گذر کرتے ہیں

دردمندانِ شبِ ہجر کے نالے عاصیؔ / چاکِ دل صورتِ دامانِ سحر کرتے ہیں

رکھوں لیجا کے گر اپنا دلِ بیتاب دریا میں / بنے پانی کا ہر قطرہ چہ سیماب دریا میں

یہ کس مست شرابِ ناز نے دھویا ہے منہ اپنا / حباب اک اک بنا جامِ شرابِ ناب دریا میں

پڑے گر عکس میری دلربا کی زلف پیچاں کا
بنے ہر موج مچھلی کیلئے قلاب دریا میں

خوشی کیسی کہاں کی خرمی رونا ہی رونا ہے
ڈبوئے ہمنے سارے عیش کے اسباب دریا میں

عرق آلود ابرو دیدنی ہوا ہے یم خوبی
نظر آتی ہے کعبے کی ہمیں محراب دریا میں

تصور چاہئے رونے میں اسکے روئے تاباں کا
کہ لطف سیر ملتا ہے شب مہتاب دریا میں

ہماری چشم گریاں سے یہ دونوں فیض پاتے ہیں
کبھی سیلاب خشکی پر کبھی سیلاب دریا میں

نظر بھی ڈوب کر چاہ ذقن سے کب ابھرتی ہے
نہ دیکھا آنکھ نے ایسا کوئی گرداب دریا میں

نہ لکھے اس زمیں میں کسلئے کوئی غزل عاصیؔ
لگا ہے کیا کوئی ایسا پر سرخاب دریا میں

یہی ہر شام دیتا ہے صدا دن
تمھاری عمر کا اک کم ہوا دن

نہیں ہیں یہ کسی کے آشنا دن
جوانی کے ہیں کیسے بیوفا دن

سناؤں حال کیا اے دلبر حشر
بڑا قصہ ہے چھوٹا حشر کا دن

خوشی ہے آج تو کل غم ہے موجود
کہاں رہتے ہیں راحت کے سدا دن

نہ ہوگی کیا میسر وصل کی رات
کرے گا عمر کا کیا فیصلا دن

در اقدس سے کب آنکھیں ملونگا
وہ ہوگا کونسا یا مصطفیٰ دن

نیا ہر دن ہے لطف باغ یثرب
کہاں جنت میں ایسے پر فضا دن

غضب ڈھاتی ہے شام ہجر جاناں
ہمارے سر پہ لاتا ہے بلا دن

یہی زاہد سے کہتا ہے لب جام
پھرینگے کب ترے مرد خدا دن

خجل ہے رات زلف عنبریں سے
تمھارے رخ سے کرتا ہے حیا دن

گلے سے جب ملے تلوار ان کی
وہی عشاق کو ہے عید کا دن

سرِ عاصی ہو اور دہلیز حضرت
دکھائے اسکو پھر ایسے خدا دن

کونسا حسن ہے جو عارضِ تاباں میں نہیں
کونسی ہے وہ ادا جو مرے جاناں میں نہیں

چارہ گر چھوڑ دے مجھکو تو مری حالت پر
جو مزا درد میں حاصل ہے وہ درماں میں نہیں

دامنِ دل کو کرے چاک نکیوں دستِ جنوں
تار باقی کوئی اب جیب و گریباں میں نہیں

پارۂ لعل ہیں الماس کی تختی میں جڑے
اشکِ گلگوں ہیں مرے گوشۂ داماں میں نہیں

شان اور آن جو رکھتے ہیں ترے در کے فقیر
خسرو و جم کی ہے کیا اصل سلیماں میں نہیں

حسن میں شہرۂ آفاق ہیں وہ بھی لیکن
یار میں ہے جو ملاحت مہِ کنعاں میں نہیں

بات جو آپ کی مژگان جگر دوز میں ہے
تیر و نشتر میں نہیں خنجر و پیکاں میں نہیں

ہو گیا فضل جو عاصی پہ تو بولے یہ ملک
کیا ہوئے اسکے گنہ پلۂ میزاں میں نہیں

کون کہتا ہے ترا جلوہ عیاں کچھ بھی نہیں
ہو اگر چشمِ حقیقت تو نہاں کچھ بھی نہیں

اس جہاں کا ہو تو طالب یہ جہاں کچھ بھی نہیں
سب ہیں سامانِ راحت پہ یہاں کچھ بھی نہیں

لفظ کن سے ہو گئی موجود ساری کائنات
نیست وہ کہدے تو پھر کون و مکاں کچھ بھی نہیں

کھینچتے تھے چرخ تک سر کو جو اپنے نامور
ہو گئے زیرِ زمیں نام و نشاں کچھ بھی نہیں

دولتِ دنیائے فانی پر نہ ہو مغرور تو
چار دن کی چاندنی ہے بعد ازاں کچھ بھی نہیں

چند روزہ فصلِ گل پر اسطرح نازاں نہ ہو
جب خزاں آئی تو پھر اے باغباں کچھ بھی نہیں

گرچہ عاصی ہوں مگر رب ہے مرا ایسا رحیم
بخشدینا سامنے اسکے میاں کچھ بھی نہیں

خون ہے آنکھوں سے جاری کیا کریں ۔ زخم ہے اک دل پہ کاری کیا کریں

سوز غم سے قطرۂ خون بھی نہیں ۔ جل گیا دل اشکباری کیا کریں

آدمی ہیں حسن سیرت چاہیے ۔ لے کے صورت پیاری پیاری کیا کریں

صورت پروانہ گو جلتے ہیں ہم ۔ کس کو پروا ہے ہماری کیا کریں

جب نہو بیمار غم اچھا مسیح ۔ آپ کی امیدواری کیا کریں

صورت سیماب ہے پہلو میں دل ۔ بڑھ گئی ہے بیقراری کیا کریں

بلبلو ہم ہیں گرفتار قفس ۔ آئے دو فصل بہاری کیا کریں

ہم ہیں کشتۂ خنجر تسلیم کے ۔ نالہ و فریاد و زاری کیا کریں

ضعف ایسا اسپہ عصیان اسقدر ۔ دور منزل بوجھ بھاری کیا کریں

شہر طیبہ کے مسافر عاصیا
کہتے ہیں قسمت تمھاری کیا کریں

ہرگز نہیں یہ شعلۂ احمر چراغ میں ۔ تابان ہے نور خالق اکبر چراغ میں

آنکھوں میں میرے عکس قد یار آگیا ۔ جلوہ نما ہیں سرو صنوبر چراغ میں

یا رخ صبیح میں گریان تھی چشم تر ۔ کیا موجزن تھا اشک سمندر چراغ میں

انکی جو زلف روی منور پہ کھل گئی ۔ سمجھا یہ میں کہ جلتا ہے عنبر چراغ میں

پروا نہی کیا ہی جلنے پروانہ کی اسے ۔ خو آگئی ہے تیری ستمگر چراغ میں

پروانے کیون نہ شمع پہ قربان ہوں عاصیا
برسوں رہا ہے نور پیمبر چراغ میں

آتش دل سے بچی بلبل یہ کیونکر چونچ میں ۔ بنگئی ہے کیا زبان تیری سمندر چونچ میں

سوز دل کے تھے مضامین منھ مین چھالے پڑ گئے
لے اڑا نامہ ہمارا جب کبوتر چونچ مین

ساتھ اشکون سے گرا دامن پہ جب لخت جگر
لے لیا بلبل نے اسکو گل سمجھکر چونچ مین

آگ گلشن کو لگا دے کیون نہ بلبل کی فغان
کس بلا کا سوز ہے اللہ اکبر چونچ مین

منھ سے بلبل کے نہ نکلا وصل گل مین ایک حرف
تھے بھرے شکوے گو دفتر دفتر چونچ مین

سوز ہجر گل سے ہین بلبل کے لب پر آبلے
پھول کے بدلے نظر آتے ہین اخگر چونچ مین

ہے زمین بیکار عاصی اور مہمل ہے ردیف
کار بیکاران ہے کہنا اے برادر چونچ مین

جمع دولت کا خیال اچھا نہین
اس تصور کا مآل اچھا نہین

جب بڑھا دست طلب عزت گھٹی
اہل غیرت کو سوال اچھا نہین

آدمی کا ظاہر و باطن ہو ایک
منھ پہ خوش دل مین ملال اچھا نہین

حب دنیا دل مین اور پھر حب حق
میل ہو جسمین وہ مال اچھا نہین

راستبازی سے تو ہو صیاد خلق
مکر کا دھوکے کا جال اچھا نہین

حسن سیرت کا فدائی رہ مدام
عشق زلف و خط و خال اچھا نہین

تو نہ بو تخم ہوی ظاہر ہے یہ
تلخ پھل دے جو نہال اچھا نہین

غیر کے حق مین تصرف ہے حرام
سچ ہے یہ چوری کا مال اچھا نہین

کام وہ کر جسمین نفع خلق ہو
اپنی راحت کا خیال اچھا نہین

جسمین اپنے دین کا نقصان ہو
یاد رکھنا وہ کمال اچھا نہین

دیکھ لو وصف منافق ہے یہی
خلق اچھے دل کا حال اچھا نہین

گر ترقی قوم کی منظور ہے
باہمی جنگ و جدال اچھا نہین

درد دل جاتا رہے تو کیا مزا
زخم دل کا اندمال اچھا نہین

جس سے نکلے کام اپنا اُس سے کہہ
ہر کسی سے عرض حال اچھا نہین

صحبتِ پاکان مین رہ عاصیؔ مدام
خوش جمالون کا وصال اچھا نہین

آدم خاکی خدا ہوتا نہین
عکس سے اصل آئینہ ہوتا نہین

دشت پیما ہر کوئی پیر ضعیف
خضر سا رہنما ہوتا نہین

عمر بھر بھی ہم کرین گر بندگی
حق عبادت کا ادا ہوتا نہین

ہو نہ آلائش سے جبتک پاک دل
جلوہ گاہِ کبریا ہوتا نہین

کشف اسرارِ خدائے ذوالجلال
بے طریق مصطفیٰ ہوتا نہین

ہو نہ جبتک مرشدِ کامل کا فیض
صاف دل کا آئینا ہوتا نہین

تو ہے ایسا دل نشین تیرا خیال
ایک لحظہ بھی جدا ہوتا نہین

دیکھکر صورت تری ای رشک حور
کون تجھپر مبتلا ہوتا نہین

اہل عالم سے نہ کر تو التجا
حاجتی حاجت روا ہوتا نہین

تو گداز دل سے پیدا حال کر
قال سے کچھ عاصیا ہوتا نہین

کیا لطف تھا شکار کا وصل نگار مین
تھا یار میرے دام مین مین دام یار مین

ہے جو مزہ تصورِ مژگانِ یار مین
وہ لذت خلش ہو کہان نوک خار مین

روشن ہین پہلوؤن مین جو داغ و دل جگر
دو چاند جلوہ گر ہین ہمارے مزار مین

ساقی پلا دے وہ مئے عشق محمدی
دونا مزا ہو نشہ سے جسکے خمار مین

کیا آگیا خیال کسی گلعذار کا
جوش بہار ہے جو دلِ داغدار مین

اک بے وفا گیا تو گیا باوفا ملا
دل کی جگہہ ہے یار ہمارے کنار مین

اللہ رے مرتبہ ترے کشتے کا بعد مرگ
جنت سے لینے آتی ہین حورین مزار مین

اے خضر خطِ سبز سے ملجائے گا پتہ
ہے چشمۂ حیات اسی سبزہ زار مین

دونون طرف تصورِ کاکل کو دیکھئے
ہے یار میری چشم مین مین چشم یار مین

سوز و گداز دلمین ہون مصروف ناصحا
فرصت ہے کسکو سننے کی اس کاروبار مین

اشکون کے ساتھ گرتے ہین آنکھونسی لختِ دل
یاقوت کے نگینے ہین موتی کے ہار مین

چھٹتا ہے آج روضۂ اقدس ہزار حیف
بلبل چمن سے جاتا ہے فصلِ بہار مین

بیخود دل و جگر ہین الٰہی مین کیا کرون
یہہ اختیار مین ہے نہ وہ اختیار مین

نامِ فراقِ یار نے سینہ جلادیا
اک آگ لگ گئی ہے دل بیقرار مین

لختِ دل و جگر مین کرون جمع کس طرح
کچھ زیرِ پائے یار ہین کچھ زلف یار مین

آفت مجھے قبول مصیبت مجھے قبول
رہجاؤن خاک ہو کے مگر کوئے یار مین

سوزِ غم فراق مدینہ ہے یارسول
جاتی ہے لیکے نور سے تقدیر نار مین

جوشِ کرم جو دیکھ لے اپنے کریم کا
پیدا ہو یاس کیون دلِ امیدوار مین

عاصی کو دیکھ لین نظرِ رحم سے گر آپ
ہو جائے غرق رحمتِ پروردگار مین

کس کا دل آج داغدار نہین
کس کی آنکھ آج اشکبار نہین

تیغِ بیداد سے زمانے کی
کون ہے وہ جو دلفگار نہین

مثلِ سیماب مال و دولت کو
ایک کے ہاتھ مین قرار نہین

فکر کرتے ہیں سو برس کی مگر
ایک دم کا بھی اعتبار نہیں

بیگناہوں کو بھی ندامت ہے
تو گنہ کرکے شرمسار نہیں

اسنے ہر اک سے بیوفائی کی
سچ ہے دنیا کا اعتبار نہیں

ہے ترے پاس گر خزانۂ علم
تجھ سا دنیا میں مالدار نہیں

دولتِ حسن پر نہ ہو مفتوں
یاد رکھنا یہہ پائیدار نہیں

اسکی حالت پہ ہے ہزار افسوس
جس کو فکر مآل کار نہیں

جو غرض کیلئے ہیں ابن الوقت
انکا دنیا میں کچھ وقار نہیں

ہم سے ہی فخر ہے زمانے کو
اس سے ہم کو کچھ افتخار نہیں

ہیں ہر اک قوم میں برے اچھے
کیا درختوں میں گل کے خار نہیں

راست بازی کو کر اسیرِ دام
اس سے بہتر کوئی شکار نہیں

کس کس احسان کا ادا ہو شکر
حق کے احسان کا شمار نہیں

زادِ عقبیٰ کی فکر کر عاصیؔ
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

تمھاری فرقت میں جانِ عالم ہم اپنے دل کو جلا رہے ہیں
تڑپ رہے ہیں پھڑک رہے ہیں ہزار ہا صدمے اٹھا رہے ہیں
لبوں پہ جانِ حزیں ہے آئی مراد دلکی ہوئی نہ پوری
کوئی یہہ کہتا کہ چل مدینہ تجھے محمد بلا رہے ہیں
نہ سمجھو جسم کثیف لیکر مدینے پہونچیگا عاصی کیونکر
پہونچ ہی جائینگے اک نہ اکدن ہم اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

دکن میں کہاں تک پڑا رہوں میں یہ بگڑی تقدیر کب بنیگی
کہ حسرت آتی ہے یا الٰہی ہزاروں طیبہ کو جا رہے ہیں

وہاں تھی شانِ جلال ظاہر کلیم غش میں جو آ گئے تھے
یہاں ظہور جمال دیکھو وہ اپنی صورت دکھا رہے ہیں

ہوئے ہیں وہ بام پر برآمد خدا ہی حافظ ہے جان و دل کا
میں رو کے آنسو بہا رہا ہوں وہ ہنس کے بجلی گرا رہے ہیں

ہمیں ہے دن رات بیقراری کہ حد سے گزرا ہے انتظار اب
نہ آیا پیغام یار لیکن اجل کے پیغام آ رہے ہیں

انہیں سے ہے دیر کی بھی رونق انہیں سے آبادی حرم بھی
بدل کے دونوں جگہ وہ صورت ہر اک کو جلوہ دکھا رہے ہیں

نہ پوچھو کیسی گزر رہی ہے تمہاری فرقت میں زندگانی
دل و جگر کو جلا رہے ہیں مزے محبت کے پا رہے ہیں

ہوا جو محشر میں میں پریشاں تو بولے قدسی نہو ہراساں
کہ جن پہ مرتا تھا عاصیا تو وہ اب حمایت کو آ رہے ہیں

نہ پوچھو جگر خستہ کیا کر رہے ہیں
جفا سہہ رہے ہیں وفا کر رہے ہیں

نہیں دیکھتے شرم سے آئینہ کو
وہ اپنے سے بھی اب حیا کر رہے ہیں

ذرا دیکھنا انکے ابرو کے خنجر
اشارہ نہیں کار قضا کر رہے ہیں

پھر کتے ہیں زخم جگر پر نمک وہ
یہ بیمار غم کی دوا کر رہے ہیں

تڑپتے ہیں مقتل میں بسمل ہزاروں
تیرے حق میں قاتل دعا کر رہے ہیں

بھروسہ شفاعت پہ ہے ہمکو عاصی
اُمید کرم پر خطا کر رہے ہیں

جسکو ہم اپنا مال کہتے ہیں
عاقل اسکو وبال کہتے ہیں

علم کو سب جہاں کے اہل خرد
دولت لازوال کہتے ہیں

فکر اصلاح قوم ہے جنکو
انکو روشن خیال کہتے ہیں

ظاہری خلق پر کسی کے نہ جا
اسکو دھوکے کا جال کہتے ہیں

تو خیانت نکر امانت میں
اسکو چوری کا مال کہتے ہیں

آج عنقا ہیں وہ زمانے میں
جنکو اہل کمال کہتے ہیں

ابتدا کر تو سوچ کر انجام
اسکو فکر مآل کہتے ہیں

ہیں وہی شاعروں میں نام آور
شعر جو حسب حال کہتے ہیں

حسن پر اسکے ہیں جوان مفتوں
جسکو سب پیر زال کہتے ہیں

بے خبر اپنے حال سے جو ہیں
انکو ارباب حال کہتے ہیں

ذات محبوب میں فنا ہونا
اسکو عارف وصال کہتے ہیں

اہل عقل اتفاق کو عاصی
رحمت ذوالجلال کہتے ہیں

جو گنہ کرکے ناز کرتے ہیں
در دوزخ کو باز کرتے ہیں

وہ کہ جن کو نہیں شعور ذرا
عقل پر اپنے ناز کرتے ہیں

جسکو عادت پڑی ہو غیبت کی
اس سے سب احتراز کرتے ہیں

اُنسے کہتے ہیں راز کب عاقل
جو کہ افشاء راز کرتے ہیں

ڈھونڈتا ہے کون مہماں کو — یہہ مسافر نواز کرتے ہیں

جنکی آنکھوں پہ ہے حجاب وہی — نفس سرکش سے ساز کرتے ہیں

رہ کے دنیا میں پھر الگ اس سے — کام یہہ پاک باز کرتے ہیں

کیر پر جن کو ناز ہے عاصی
کب وہ ظاہر نیاز کرتے ہیں

یا رحمۃ للعالمیں بہر خدا رحمے بکن — اے مالک دنیا و دیں بہر خدا رحمے بکن

ذات تو آمد در جہاں بہر نجات عاصیاں — ہستی شفیع المذنبیں بہر خدا رحمے بکن

اے سرور عالی نسب مہر عجم ماہ عرب — سرتاج و فخر المرسلیں بہر خدا رحمے بکن

گشتم ضعیف و ناتواں در ہجر تو آرام جاں — آمد بلب جان حزیں بہر خدا رحمے بکن

اے مظہر نور خدا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — اے ہبط روح الامیں بہر خدا رحمے بکن

سردار خیل گلرخاں فرمانروائے ملک و جاں — محبوب رب العالمیں بہر خدا رحمے بکن

از جور این چرخ کہن پامال گشتم شاہ من — چشمے کشا حالم ببیں بہر خدا رحمے بکن

آں روز کے آید مرا کز عجز یا خیر الوریٰ — سایم بدرگاہت جبیں بہر خدا رحمے بکن

نامم تو یا خیر الامم در کار ہر بیمار غم — شیریں تر از قند و انگبیں بہر خدا رحمے بکن

ایں عاصی بے دست و پا اے پادشاہِ عالی
دارد تمنائے ہمیں بہر خدا رحمے بکن

سیر چمن مکن مکن سیر دل فگار من — لالہ و گل ببیں ببیں سینۂ داغدار من

زلف برخ مکش مکش تیغ نگاہ ناز را — پردہ نشیں مشو مشو آفت روزگار من

حرف دگر مخواں بخواں خط او حدیث لب — قصۂ کس مگو بگو قصۂ زلف یار من

روئے کسے مبین بجز مہ روی دل من حزیں   ہوش کسے بسر نہ بر صبر من و قرار من

کام زکس مجو بجو از لب یار عاصیا
پیش کسے مرو بہ رو بہ در آں نگار من

آمد چو بدل یاد رخ سیم تن من   چوں مہر منوّر شدہ داغ کہن من

رضواں بکن انصاف و بہ بیں شنہ بر داغ   سر سبز بود باغ تو یا ایں چمن من

کردم چو بیاں وصف لب لعل شکر بار   از قند فزوں تر شدہ شیریں سخن من

داری دہن و جای سخن نیست چہ گویم   شد غنچہ رہائی تو مہر دہن من

از تابش سوز جگر و دود فغانم   چوں کاغذ آتش زدہ شد پیرہن من

یکجا یم و در خویش کنم سیر دو عالم   پیوستہ بود لطف سفر در وطن من

گو دست بکار ست مگر قلب بیار ست   صد لذت خلوت بد انجمن من

خجلت زدہ ایم زگنہ بر در ای دوست   گردید نقاب رخ من خود کفن من

در زمرۂ خدام سگان تو رسیدیم   شاید بشود اندر سر کویت وطن من

عاصی مکن اندیشہ ز عصیاں کہ بہ بخشد
از لطف و عنایات شہ ذو المنن من

خداوندا طفیل مصطفےٰ رحمے بحال من   کہ از نقصان عصیانم رسید در کمال من

اگرچہ پیش ازیں یکدم زدم در عالم لاہوت   کہ نفس بدم اکنوں شکستہ پر و بال من

سیہ کار و سیہ بختم ز کار خویش رو گرداں   ز جرم بے عدو گیتی نمی دارد مثال من

پشیمان و پریشانم ز بیم کثرت عصیاں   نمی دانم کہ چوں گویم بتو رنج و ملال من

خجالت را شفیع جرم آوردم بہ پیش تو   مبیں بر قہر خود یارب نظر بر انفعال من

چو کردی از کمالِ رحمت آغازِ سخن بهتر — بلطفِ خویش یارب نیک گردان مآلِ من

هزاران شکرِ احسانت خداوندا که دستم را — رسانیدی بدامانِ شهٔ حسن و جمالِ من

زہے سلطانِ خوبان پادشاہ کشورِ دلها — فدائے یک نگاہِ دلربایش جان و مالِ من

کریم و رحمة للعالمین چون هست نامِ او — گدائے بینوایم او همی داند سوالِ من

غلامِ درگهِ اویم فروغے بر جبین دارم — سلیمان رشک می آرد بجاه و جلالِ من

بکویش ساعتے خاکم ز بربادی نمی ماند — ندانم چیست حاصل چرخ را از پایمالِ من

تصدق می شود بے ساختہ جان و دلم عاصی — نمی دانم کہ جلوہ کردہ ماہے در خیالِ من

سرِ عرش بر آستانِ حسین — زہے عظمت و عز و شانِ حسین

مہ و مہر کردند کسبِ ضیا — ز نورِ رخِ دلستانِ حسین

معطر همه دشتِ کرب و بلا — ز گیسوئے عنبرفشانِ حسین

کرا هست یارائے توصیفِ او — خدا چون بود رتبه دانِ حسین

زبانِ الٰهی زبانِ رسول — زبانِ محمد زبانِ حسین

گرفتند حر را به آغوشِ حور — زہے رتبهٔ میهمانِ حسین

به بادِ سمومِ تظلم ببین — چه تاراج شد گلستانِ حسین

سبق برد صبرش به جور و جفا — که بد در وفا امتحانِ حسین

به دوزخ رود دشمنِ اهلبیت — به جنت همه دوستانِ حسین

جگر چاک سازد غمش عاصیا — کند پاره دل داستانِ حسین

کسی مہ رو کا داغِ عشق دل پر لیکے جاتے ہیں
سرِ محشر ہم اک خورشید محشر لیکے جاتے ہیں

اڑینگے ہوش حوروں کے ہم اپنے غنچۂ دل میں
چھپا کر نکہت زلفِ معنبر لیکے جاتے ہیں

نہالِ غم رہینگے سبز و خرم دل کے گلشن میں
تری محفل سے جاناں دیدۂ تر لیکے جاتے ہیں

نہ ہوگا محفلِ عشرت سے کم کنجِ مزار اپنا
تری تصویر دل میں اے گلِ تر لیکے جاتے ہیں

غبارِ کوچۂ دلدار کو اکسیر کہتے ہیں
یہیں کی خاک اکثر کیمیاگر لیکے جاتے ہیں

ستائیگا تصورِ یار کے مژگان و ابرو کا
جگر میں تیر و نشتر دل میں خنجر لیکے جاتے ہیں

رواں ہے جذبِ دل کے تارِ برقی پر پیام اپنا
کہیں عشاق کا نامہ کبوتر لیکے جاتے ہیں

تڑپنے دو پھڑکنے دو ذرا ٹھیرو خفا کیوں ہو
ہم اپنے دل کے ٹکڑے بندہ پرور لیکے جاتے ہیں

شفیعِ عاصیاں کے بل پہ ہم سوئے عدم عاصی
جہاں سے بارِ عصیاں اپنے سر پہ لیکے جاتے ہیں

میرے نامہ بر میرے نالے ہوئے ہیں
کبوتر یہ سینے میں پالے ہوئے ہیں

پھریں رات دن مہر و مہ کیوں نہ دربدر
کہ محفل سے انکے نکالے ہوئے ہیں

نظر اہلِ محفل کی کس پر پڑی ہے
جو ہاتوں سے دل کو سنبھالے ہوئے ہیں

سوئے میکدہ کون مست آج آیا
کہ اٹھ اٹھ کے صدقے پیالے ہوئے ہیں

کیا ضبط نالوں کو دل نے تو آخر
اتر کر کلیجے میں بھالے ہوئے ہیں

بتوں کو جو مندر میں کرتے تھے سجدہ
حرم میں وہ اللہ والے ہوئے ہیں

رہے حسرتِ دید میں تا کہ طالب
نقاب اپنے رخ پر وہ ڈالے ہوئے ہیں

رہِ عشق میں کوئی بہکائیگا کیا
بہت سے میرے دیکھے بھالے ہوئے ہیں

جو لکھے میں نعتِ نبی میں قصیدے
وہ خلدِ بریں کے قبالے ہوئے ہیں

الٰہی میں کیا دیکھوں اعمال نامہ ۔۔۔ گنا ہوں سے اوراق کالے ہوئے ہیں

بچا لو جہنم سے سرکار ان کو
کہ عاصی تمھارے حوالے ہوئے ہیں

بمیخانہ آ جام مے نوش کن ۔۔۔ غم دین و دنیا فراموش کن
بیانداز تسبیح و زنار را ۔۔۔ بکف جام مینا در آغوش کن
منہ گوش بر گفتۂ زاہداں ۔۔۔ سخنہائے پیر مغاں گوش کن
غلامی پیر مغاں سر بہ بیست ۔۔۔ تو ایں حلقہ را در بنا گوش کن
چو خواہی کہ بینی تو مردان حق ۔۔۔ نگاہے بہ رندان پر جوش کن
خرد را بیانداز دریائے خم ۔۔۔ فدائے سر جام مے ہوش کن
چو خواہی کہ حاصل شود مدعا ۔۔۔ دعا از لب ہائے خاموش کن

خطا ہائے عاصی ببیں واعظا
نظر بر عطائے خطا پوش کن

شوخی نظر کی شوخ ستمگر سے کیا کہیں ۔۔۔ فتنے کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہیں
جس دل پہ ناز تھا ہمیں وہ انکا ہو چکا ۔۔۔ جب دل ہی بیوفا ہو تو دلبر سے کیا کہیں
ہونا تھا قتل ہو چکے اب کیا کہے حشر میں ۔۔۔ اتنی سی بات داور محشر سے کیا کہیں
جب ہو جنوں کا جوش تو فصاد کیا کرے ۔۔۔ رگ رگ پھڑک رہی ہو تو نشتر سے کیا کہیں
آیا جواب خط کہ ہم آئینگے پھر کبھی ۔۔۔ سمجھائیں کیونکر اپنے دل مضطر سے کیا کہیں
دل میں نہ ہو جو درد تو کیونکر ہو آنکھ نم ۔۔۔ خالی ہوئے ہے شیشہ تو ساغر سے کیا کہیں
کیونکر شب وصال میں قاتل نے جان لی ۔۔۔ پردے کی بات داور محشر سے کیا کہیں

چھپتا ہے ہین سونگھ کے مشک ختن کی بو — شرم آتی ہے کہ زلف معنبر سے کیا کہین

اعضا جواب دین تو ہے تدبیر زیست ہیچ — کشتی ہی ٹوٹ جائے تو لنگر سے کیا کہین

سنتا ہے کون عاشق بیکس کی التجا — قاتل ہی جب نہ مانے تو خنجر سے کیا کہین

افسردہ دل جگر ہون تو آہون کا کیا قصور — مرجھائین خود ہی پھول تو صرصر سے کیا کہین

کہتا ہی جوش عشق کہ حاجت رواہین بت — ہم دلمین سوچتے ہین کہ پتھر سے کیا کہین

چاہے جو تو تو حیلۂ تقدیر کچھ نہین — تیری رضا نہو تو مقدر سے کیا کہین

چلتی نہین زبان اب اے خجلت گناہ — تو ہی بتا کہ داور محشر سے کیا کہین

عاصیؔ طواف کعبہ مین آیا ہمین خیال
تبخانہ جاکے اُس بت خود سر سے کیا کہین

ردیف واؤ

محمدؐ تم شہ دنیا و دین ہو — کریم و رحمۃ للعالمین ہو

حسین ہو نازنین ہو مہ جبین ہو — ہمارے خاتم دل کے نگین ہو

نہین تمسا کوئی خالق کو پیارا — تمھین محبوب رب العالمین ہو

تمھارا مرتبہ سب سے ہے اعلیٰ — خدا کے بعد عالم مین تمھین ہو

تمھین آنکھون مین ہو اہل نظر کی — تمھین ارباب دلکے دلنشین ہو

کوئی اُس دلکا کیا رتبہ بتائے — رسول پاک جسکے تم مکین ہو

نبی جب نازنین صورت تمھاری — تو نازان کیون نہ صورت آفرین ہو

نظر مین جس کی روضہ ہے تمھارا — وہ کیون مشتاق فردوس برین ہو

مزا کچھ جبہ سائی کا ملیگا / وہ سنگِ در ہو اور میری جبین ہو
مدینے مین الٰہی جلد پہونچا / بسر ہیہ زندگی میری وہین ہو
یہان کی نعمتون کو بھول جاؤن / میسر گر وہان نانِ جوین ہو
دکن مین ہو نہ میری خاک برباد / مزا مدفن مدینے کی زمین ہو

بہر صورت بچے دوزخ سے عاصی
کرم اتنا شفیع المذنبین ہو

تمھین سردار کل یا مصطفےٰ ہو / تمھین دونون جہانکے پیشوا ہو
حسین ہو مہ جبین ہو خوش ادا ہو / خداوند جہان کے دلربا ہو
تمھین سے ہین منور دونون عالم / تمھین کونین مین جلوہ نما ہو
نہ ہو سایہ تمھارا تو عجب کیا / کہ خود تم سایۂ ذاتِ خدا ہو
کلام من رآنی سے ہے ظاہر / کہ مرآتِ جمالِ کبریا ہو
تمھین ہو باعثِ ایجادِ عالم / تمھین اصلِ وجودِ ماسوا ہو
مریضانِ محبت کے ہو عیسیٰ / قلوبِ دردمندان کی دوا ہو
کرین تعریف کس کس عضو کی ہم / سراپا جلوۂ نورِ خدا ہو
نہ کیون روح الامین پروانہ ہو / کہ تم شمع حریم کبریا ہو
تمھاری خاک پاک آنکھون مین اپنی / اگر اعمیٰ لگائے تو ضیا ہو
اُسے پروا ہے کیا شاہون کی مولا / تمھارے آستان کا جو گدا ہو
وہ کیون دیکھے نہ احمد مین احد کو / نظر سے جس کی پردا اٹھ گیا ہو
مدینے کو ابھی آجائے عاصی / شہنشاہِ دو عالم تم جو چاہو

یارب مری جان جسم سے اسوقت جدا ہو
جب پیش نظر شکل رسول دوسرا ہو

جب تک رہے دل عشق محمد رہے اسمین
جب تک رہے سر سر سے یہہ سودا نہ جدا ہو

قطعہ

اس طرح سے آؤن مین تیرے سامنے یارب
جسوقت کہ ہنگامہ قیامت کا بپا ہو

نغمہ ہو میرے لب پہ تیری حمد و ثنا کا
اور ہاتھ مین دامان رسول دوسرا ہو

حسرت یہی ارمان یہی شوق یہی ہے
مین ہون دل مضطر ہو مدینے کی فضا ہو

کیا کرے خورشید قیامت کا اُسے ڈر
جو آتش عشق شہ طیبہ مین جلا ہو

درخدمت سلطان رسل عرض کن از من
طیبہ مین گذر گر تیرا اے باد صبا ہو

با حال پریشان یہہ دکن ہست غریبے
اسپر میرے آقا نظر لطف و عطا ہو

آنکھون کی تمنا ہے کہ جو مین در اقدس
اور دل کی یہہ خواہش ہے کہ روضے پہ فدا ہو

یارب تو بنا اُس کو سگ کوے محمد
اک لحظہ در پاک سے عاصی نہ جدا ہو

طالب کا اپنے یار طلبگار کیون نہو
بینا ہو اپنے آنکھ تو دیدار کیون نہو

بن جائے دل جو آئینہ اُسکے جمال کا
آنکھون مین اپنے جلوۂ دیدار کیون نہو

دکھلائے اک جھلک جو وہ اپنے جمال کی
عالم تمام مطلع انوار کیون نہو

وہ بتلائے زلف ہین یہہ بتلائے رخ
حجت میان کافر و دیندار کیون نہو

رکھتے ہین تیرے عشق کے دلبر ہزار داغ
سینہ ہمارا غیرت گلزار کیون نہو

ابرو تیغ مین ہے جوہر الفت کی کیا بہار
عاشق شہید ابروے خمدار کیون نہو

اچھا مریض عشق تو ہوتا نہیں مگر
تم پوچھ لو تو اچھا وہ بیمار کیون نہو

رحمت کو ہے ہمیشہ گنہگار کی تلاش
محشر مین عاصیون کی خریدار کیون نہو

محروم رہ گیا ہو جو وصلِ حبیب سے
فرقت مین اپنی جان سے بیزار کیون نہو

خون رو رہی ہے آنکھ تو جاے عجب نہین
زخمی دل و جگر ہون تو خونبار کیون نہو

پھر بھی رہیگا ملنے کا عاشق کو اشتیاق
وصلِ حبیب ہونیکو سو بار کیون نہو

عاصیِ غریق بحرِ خجالت کو دیکھکر
محشر مین جوشِ رحمتِ غفار کیون نہو

جاتے ہین ساتھ لیکے دلِ داغدار کو
گلزار ہم بنائینگے اپنے مزار کو

وہ کر کے پائیمال ہمارے مزار کو
کہتے ہین سر بلند کیا خاکسار کو

آئی چمن مین یاد کسیکی وہ مست چال
لپٹا لیا گلے سے نسیمِ بہار کو

گستاخ ہو گئی ہر کچھ ایسی نگاہِ شوق
بڑھ بڑھ کے چوم لیتی ہے رخسارِ یار کو

محتاج رہبری نہین تیر نگاہِ یار
صیاد ڈھونڈ لیتے ہین اپنے شکار کو

اللہ رے وقار کہ سر مے کیواسطے
حورون نے لے لیا مرے مشتِ غبار کو

ایکدم بھی زلزلون سے زمین کو ملا نہ چین
رکھا جو زیرِ خاک دلِ بیقرار کو

کیا دلکشا ہے روضۂ سرکار کی ہوا
شرمندہ کر رہی ہے نسیمِ بہار کو

کیا رحم ہے کہ عاصیِ نادم کو دیکھ کر
ہوتا ہے جوشِ رحمتِ پروردگار کو

جلوہ کس نے یہ سرِ بام دکھایا مجھکو
ہوش اڑا کر مرے دیوانہ بنایا مجھکو

جتنی آئی تھی شبِ وصل مرے لب پہ ہنسی
اس سے بڑھکر تیری فرقت نے رلایا مجھکو

صبح تک فرقتِ دلدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد نے اٹھ اٹھ کے جگایا مجھکو

ان کی زلفون کا گلہ کیا ہو مرے دل کا قصور
اسی کمبخت نے آفت مین پھنسایا مجھکو

کیا گزرتی ہے میرے جان پہ کیا عرض کروں — آپ کے ہجر نے مٹی میں ملایا مجھکو

چتر شاہی کی نہ ہے ظل ہما کی خواہش — ہو میسر تیری دیوار کا سایا مجھکو

جب مدینہ نظر آیا تو کہا یہ دل نے — آج اللہ نے فردوس دکھایا مجھکو

ہے دعا شام و سحر عاصی محزوں کی یہی
جلد پہونچا دے مدینے میں خدایا مجھکو

سکوں ہوتا ہی بروئے نبی قلب مضطر کو — دعائیں دیتا ہوں میں اپنے دیدۂ تر کو

دکھا کے گرمی حسن رخ پیمبر کو — خجل کریگے قیامت میں مہر محشر کو

یہی ہوس یہی ارماں ہے دیدۂ تر کو — الٰہی دیکھ لوں پھر روضۂ منور کو

یہی ہے کعبۂ مقصود دو جہاں لاریب — کہ تک رہی ہے ہر اک کی نگاہ تیرے در کو

تمھارے دست کرم پر ہی یوں نظر سب کی — کہ جیسے تکتا ہے مفلس کوئی تونگر کو

جلائیگا تیرے میخوار کو جہنم کیا — کہ آگ لگتی ہے مشکل سے دامن تر کو

گرا جو قطرۂ اشک ندامت آنکھوں سے — ڈبو دیا میرے عصیاں کے سارے دفتر کو

ہو جو سینے میں آتش تو دل رہے بے چین — کہ آگ ہی میں تو آرام ہے سمندر کو

ابھی ابھی تو یہ طوفاں اٹھا کے بیٹھے ہیں — خدا کیواسطے چھیڑو نہ دیدۂ تر کو

یہ کس حبیب دو عالم کی آمد آمد ہے — کہ جبرئیل بچھاتے ہیں اپنے شہپر کو

دکھائیگا یہی آئینہ یار کا جلوہ — تو پہلے صاف تو کر لے دل مکدر کو

شفیع روز جزا پھر بلائینگے عاصی — کہ یاد رہتی ہے بندو نکی بندہ پرور کو

غلام شافع عصیاں کو فکر کیا عاصی
وہ روز عید سمجھتا ہے روز محشر کو

یا محمدؐ نیست کس ہمتائے تو
بندۂ ما آخدا شیدائے تو

چوں نہ نازد خالقِ یکتائے تو
آفرید از ناز سرتا پائے تو

از تو میخواہیم ما عشقِ خدا
از خدا خواہیم ما سودائے تو

جبرئیل و صد چو او سجدہ کناں
پیش طاق ابروئے زیبائے تو

کے کند با تو قیامت ہمسری
او کنیز قامتِ رعنائے تو

آں مہ حسنی کہ یابد دو جہاں
نور جاں از تابش سیمائے تو

از نگاہے سوختی دلہائے ما
آفریں بر نرگس شہلائے تو

زاہدا مائیم و کوئے دلربا
تو و سیر جنتِ الماوائے تو

گشت زلفت لیلۃ المعراج ولی
قاب قوسین ابروئے زیبائے تو

چند پرسی درچہ حالی عاصیا
گوشۂ تنہائی و غمہائے تو

رشک چمن کوئے تو غیرت گل روئے تو
غیرت گل روئے تو رشک چمن کوئے تو

روئے دلم سوئے تو سوئے جہاں روئے تو
سوئے جہاں روئے تو روئے دلم سوئے تو

خار و خس کوئے تو زینت خلد بریں
زینت خلد بریں خار و خس کوئے تو

سایۂ گیسوئے تو پردۂ بیت الحرم
پردۂ بیت الحرم سایۂ گیسوئے تو

آئینۂ روئے تو ایں دلِ حیرانِ من
ایں دلِ حیرانِ من آئینۂ روئے تو

قامتِ دلجوئے تو طوبیٰ باغ جناں
طوبیٰ باغ جناں قامتِ دلجوئے تو

خاک سرِ کوئے تو غازۂ روئے بتاں
غازۂ روئے بتاں خاک سرِ کوئے تو

سلسلۂ موئے تو تار رگ جانِ من
تار رگ جانِ من سلسلۂ موئے تو

صورت نیکوئے تو مصحف اہل صفا	مصحف اہل صفا صورت نیکوئے تو
لعل سخن گوئے تو رشک دم عیسوی	رشک دم عیسوی لعل سخن گوئے تو
نرگس جادوئے تو فتنۂ اہل نظر	فتنۂ اہل نظر نرگس جادوئے تو
در صفت خوئے تو خلق عظیم آمدہ	خلق عظیم آمدہ در صفت خوئے تو

ہست سگ کوئے تو عاصی بیدست و پا
عاصی بیدست و پا ہست سگ کوئے تو

دعاؤں میں اتنا تو یارب اثر ہو	ہر اسر ہوا اور یار کا سنگ در ہو
جو خالی ہوا غیار سے منزل دل	تو محبوب کا کیوں نہ اسمیں گذر ہو
اسی کا نظر آئیگا جلوہ ہر جا	اگر لایق دید تیری نظر ہو
خبر اسکو دلدار کی کیا ملیگی	حقیقت سے جو اپنی ہی بیخبر ہو
ہے دونوں جگہہ جلوہ حضرت تمھارا	تہیں فرش پر ہو تہیں عرش پر ہو
خدا جانے کیا ہے حقیقت تمھاری	بظاہر اگرچہ بشکل بشر ہو
صفا تو اسطرح رکھ اپنے دلکو	کہ یار آنے جانے کے قابل گہر ہو
نظر آئینگے چشم تر کے کرشمے	اگر نوک مژگاں پہ لخت جگر ہو
رہیگا نہ تاریک مرقد ہمارا	چمکتا جو پہلو میں داغ جگر ہو
اسے حاصل زندگانی ہی سمجہو	یہہ عمر دو روزہ وہیں گر بسر ہو
صبا حال میرا کچہ اس گل سے کہنا	اگر باغ یثرب میں تیرا گذر ہو

جہنم کی آتش سے بچ جائے عاصی
جو تیری عنایت کی اسپر نظر ہو

تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو
ہو کریم اپنے نام کو دیکھو

کیوں ہوں میں نا امید رحمت سے
خود تم اپنے کلام کو دیکھو

اک نگاہِ کرم کا ہے مشتاق
آقا اپنے غلام کو دیکھو

شربت دید کو تڑپتا ہے
عاشق تشنہ کام کو دیکھو

میں گنہگار ہی سہی مولا
اپنے تم فیض عام کو دیکھو

جلوۂ حق جو دیکھنا ہو تمہیں
روئے خیر الانام کو دیکھو

انکے رخسار سے ہے شرمندہ
آؤ ماہ تمام کو دیکھو

قاب قوسین تک گیا نہ کوئی
انکے او ادنیٰ مقام کو دیکھو

زلف و رخ کا عجیب جلوہ ہے
دن کے پہلو میں شام کو دیکھو

خود خدا نے بلایا اپنے پاس
انکے اس احترام کو دیکھو

شیخ صاحب وہ ہے غفور رحیم
تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو

قبلۂ دل کعبۂ جاں روئے تو
سجدہ گاہِ بیدلاں ابروئے تو

کرد صد میخانہ عالم خراب
یک نگاہ نرگس جادوئے تو

موئے تو شیرازۂ دلہای خلق
جان عالم بستۂ گیسوئے تو

کشتۂ تیر نگاہت اہل دل
صید شیراں میکند آہوئے تو

اے گل گلزار حسن و دلبری
مست شد کونین از خوشبوئے تو

کردہ دل صد چاک جان خویش را
تا بگردد شانہ گیسوئے تو

از قد طوبیٰ نمیدارم کار
طوبیٰ لا قامت دلجوئے تو

یار عصیاں ہائے ما بر داشتی — آفریں بر قوت بازوئے تو
گشت نازل آیت خلق عظیم — اے شہ خوباں بشان خوئے تو
روئے تو اے ماہ عالم سوئے خلق — روئے خلاق دو عالم سوئے تو

از رہ الطاف عاصی را طلب
تا نشیند در سگان کوئے تو

ردیف (ہ)

دل گدائے تو یا رسول اللہ — جاں فدائے تو یا رسول اللہ
سرمۂ چشم ہائے اہل نظر — خاک پائے تو یا رسول اللہ
مرغ جانم ہمیشہ پر دہر دم — در ہوائے تو یا رسول اللہ
ہست بر لوح جان مشتاقاں — نقش پائے تو یا رسول اللہ
میکشد ناز آفرین جہاں — ناز ہائے تو یا رسول اللہ
مرضی کبریا بود دائم — بر رضائے تو یا رسول اللہ
ہست سربسر کلام خدا — از ثنائے تو یا رسول اللہ
من چہ گویم کہ کیست پوشیدہ — در قبائے تو یا رسول اللہ
صورت حور را نمی بیند — مبتلائے تو یا رسول اللہ
در جہاں زیستن نمی خواہم — بے لقائے تو یا رسول اللہ
می شود بالیقین اثر قرباں — بر دعائے تو یا رسول اللہ
ہست عاصی دردمند و غریب — یک گدائے تو یا رسول اللہ

اللہ رے بہار چمنستانِ مدینہ — رضواں بھی ہے سو جاں سے قربانِ مدینہ

یوں تو ہیں ملائک بھی ثناخوانِ مدینہ — پوچھے دل عاشق سے کوئی شانِ مدینہ

اہلِ نظر آنکھوں میں لگاتے ہیں ہمیشہ — سرمے کی جگہہ خاک بیابانِ مدینہ

اٹھتے ہیں کہیں شور قیامت کے اٹھائے — فارغ غمِ محشر سے ہیں مستانِ مدینہ

چشمہ ہے مدینہ کا ہر اک چشمۂ کوثر — طوبیٰ ہے ہر اک نخل بیابان مدینہ

شوریدہ کیا انکو بھی حسنِ نمکیں نے — حوریں بھی ہیں شیدائے ملیحان مدینہ

رکھا جو قدم گلشنِ فردوس بریں میں — یاد آئی مجھے صبح گلستان مدینہ

ہے رشک وہ طرۂ حورانِ بہشتی — ہر خار و خسِ راہ بیابان مدینہ

ہے طبلۂ عطار ہر اک کوچہ و بازار — یہہ مشک کے نافے ہیں کہ دکان مدینہ

ہے جلوہ گہہ خسروِ خوبان دو عالم — کیوں ساری خدائی ہو نہ قربان مدینہ

رکھتا ہے مرے دلکو جو بیچین ہمیشہ — ارمان مدینہ ہے وہ ارمان مدینہ

اسطرح مرے دلمیں سما جائے الٰہی — گھر بیٹھے کروں سیر گلستان مدینہ

کہتی ہے یہہ امید کہ مایوس نہونا — پھر یاد کرینگے تجھے سلطان مدینہ

تھوڑی سی جگہہ قبر کی عاصی کو الٰہی
ملجائے تہِ گوشۂ دامان مدینہ

حباب آسا ہوا ہر اک فنا آہستہ آہستہ — ہوا جب موج زن بحر بقا آہستہ آہستہ

وہاں انکی بڑہی زلف رسا آہستہ آہستہ — یہاں نازل ہوئی سر پہ بلا آہستہ آہستہ

مریض غم جو یثرب کو چلا آہستہ آہستہ — گلے ملنے لگی اسکے شفا آہستہ آہستہ

شراب عشق پینے کو تو پہلے ظرف پیدا کر — پتہ ساقی کا پھر ملجائیگا آہستہ آہستہ

بنا مرہم مرا داغ جگر جل جل کے سینے میں
مرض خود ہو گیا آخر دوا آہستہ آہستہ

قیامت تک نہ ہوش آئی یہی ہے غش میں کہتا ہو
وہ دیتے ہیں جو دامن کی ہوا آہستہ آہستہ

بنا ہے خنجر بران اشارا انکی ابرو کا
ادا کرنے لگی کار قضا آہستہ آہستہ

ابھی شرمیلی آنکھیں ہیں ابھی نیچی نگاہیں ہیں
کرینگے سیکڑوں فتنے بپا آہستہ آہستہ

نہیں بیوجہ جنبش میں لب زخم جگر قاتل
یہ کرتے ہیں ترے حق میں دعا آہستہ آہستہ

جگر تھامے ہوئے وہ آئے ہیں میری عیادت کو
اثر کچھ جذبۂ دل نے کیا آہستہ آہستہ

تڑپنے کا مزا تیر نظر کچھ تو ملے دل کو
گذرنا میرے سینے سے ذرا آہستہ آہستہ

خدا کے سامنے شکوہ نکرنا بیوفائی کا
وہ مجھسے کہتے ہیں روز جزا آہستہ آہستہ

ابھی کمسن ہیں کیا جانیں کہ چھپنا کسکو کہتے ہیں
سکھا دیگی انہیں شرم و حیا آہستہ آہستہ

مبارک وحشت دل پھر بہار آئی ہے گلشن میں
صدا دینے لگی زنجیر پا آہستہ آہستہ

صفائی دست قاتل کی کچھ آگے رنگ لائیگی
کہ اب ہونے لگا خون وفا آہستہ آہستہ

گنہ ہو نیر تو اپنے عاصیا آنسو بہایا کر
کہ در رحمت کا وا ہو جائیگا آہستہ آہستہ

گل داغ دے کیوں نہ بوئے مدینہ
کہ سینے میں ہے آرزوئے مدینہ

میں صدقے ترے اے نسیم بہاری
سنگھا دے ذرا لا کے بوئے مدینہ

ان آنکھوں سے پوچھو کہ کیا دیکھتے ہیں
جو رہتے ہیں ہر وقت سوئے مدینہ

نہ کیوں دلکشا ہو بہار اس چمن کی
کہ جنت ہے ہر ایک کوئے مدینہ

چٹکتے نہ غنچے کبھی گلستاں میں
نہ ملتی اگر انکو بوئے مدینہ

فقط میں نہیں ایک محو نظارا
دو عالم کی آنکھیں ہیں سوئے مدینہ

اُڑے جاتے ہیں ہوش اہلِ نظر کے
زہے پرتوِ حسنِ روئے مدینہ

جو تسنیم کوثر تمہیں دیکھنا ہو
تو دیکھو سوئے آب جوئے مدینہ

ان آنکھوں کی لیتا ہوں سو سو بلائیں
جن آنکھوں میں ہے عکس روئے مدینہ

تجھے فکر جنت مبارک ہو زاہد
مرے دل میں ہے آرزوئے مدینہ

خدا جانے رہ جاتے ہیں کیوں ترس کر
نگاہیں جو اٹھتی ہیں سوئے مدینہ

ہے خورشید سے بھی زیادہ درخشاں
ہر اک ذرۂ خاک کوئے مدینہ

کہوں کیا شب غم کا کیا مشغلہ ہے
مرا دل ہے اور آرزوئے مدینہ

وہ دن پھر میسر ہو مجھکو الٰہی
ان آنکھوں سے دیکھوں میں روئے مدینہ

پھر اس در پہ مجکو کرم سے ملا دے
فزوں جس سے ہے آبروئے مدینہ

یہی التجا رات دن ہے الٰہی
بنا دے مجھے خاک کوئے مدینہ

چلو درد دل عرض کر لینگے عاصی
حضور شہ نیک خوئے مدینہ

دکن میں دل نہیں لگتا ہمارا یا رسول اللہ
بلا لو پھر مدینے میں خدارا یا رسول اللہ

نہ دنکو جی بہلتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
نہیں فرقت تمہاری اب گوارا یا رسول اللہ

تمہاری یاد رہ رہ کر کلیجے کو مسلتی ہے
دکھا دو خواب میں روئے دلارا یا رسول اللہ

کہوں کیا خنجر فرقت سے کیا حالت ہوئی میری
ہے دل زخمی جگر ہے پارہ پارہ یا رسول اللہ

یہاں میں رہ نہیں سکتا وہاں آنا بھی مشکل ہے
مجھے عصیاں کی خجلت نے ہے مارا یا رسول اللہ

اُسی دم ہو گئیں آسان ساری مشکلیں اُسکی
نہیں اخلاص سے جسنے پکارا یا رسول اللہ

سناؤں آپکو کیا قصۂ دردِ غمِ پنہاں
ہے تم پر حالِ دل سب آشکارا یا رسول اللہ

کراما کاتبیں عصیاں کے بدلے نیکیاں لکھیں
اگر کردو اُنہیں تم اک اشارہ یا رسول اللہ

امیر دو جہاں تم ہو شفیع عاصیاں تم ہو
ہے عاصی کو تمہارا ہی سہارا یا رسول اللہ

مدت سے ہوں میں طالب دیدار مدینہ
بلوا لو مدینے مجھے سرکار مدینہ

میں ہی نہیں مشتاق و طلبگار مدینہ
دلہائے دو عالم ہیں گرفتار مدینہ

ہرگز نہ تجلی مہ خورشید میں ہوتی
پڑتا نہ اگر پرتو انوار مدینہ

سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت
کس شان کا بازار ہے بازار مدینہ

پوچھے نہ کوئی حضرت عیسیٰ بھی اگر لوگ
خواہاں دوا ہی نہیں بیمار مدینہ

شہ کو بھی وہاں کی نہیں ملتی ہے گدائی
شاہوں سے بھی بڑھکر ہے پرستار مدینہ

ٹکراتا ہوں سر کو در و دیوار سے اپنے
یاد آتے ہیں جب وہ در و دیوار مدینہ

گنجینۂ اسرار خدا اس کی زمیں ہے
کھلتے نہیں ہر شخص پہ اسرار مدینہ

عاصی نہ ہو مایوس کبھی اُنکے کرم سے
بلوائینگے پھر تجھکو بھی سالار مدینہ

ہے خدا ہی خالق ماسوا ز ہے شان جل جلالہٗ
وہی ایک مالک دوسرا ز ہے شان جل جلالہٗ

جسے چاہے اسکو بنائے وہ جسے چاہے اسکو مٹائے وہ
ہے اسی کے ہاتھ فنا بقا ز ہے شان جل جلالہٗ

کوئی ہو گدا کہ وہ ہے غنی کوئی ہو ولی کہ وہ ہے نبی
سبھی اُسکے در کے ہیں جبہہ سا ز ہے شان جل جلالہٗ

وہی لامکاں کا مکیں بھی ہے وہی گردنوں کے قریں بھی ہے
وہی غیر ہے وہی آشنا زہے شان جلّ جلالہٗ

وہی دیر میں بھی صنم بنے وہی کعبے میں بھی خدا بنے
ہے اسیکا جلوہ ہر ایک جا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی منہ کو اپنے چھپا لیا کبھی رخ بدل کے دکھا دیا
کبھی پردہ رُخ سے ہٹا دیا زہے شان جلّ جلالہٗ

پس پردہ گرچہ نہاں ہے وہ مگر اپنی ذات کا آئینہ
رُخ مصطفٰے کو بنا دیا زہے شان جلّ جلالہٗ

کہیں نار ہو کے جلا دیا کہیں نُور ہو کے جلا دیا
کہیں قہر ہے کہیں ہے عطا زہے شان جلّ جلالہٗ

کوئی بُت پرستی کے شوق میں کوئی حق پرستی کے ذوق میں
کہیں وہ مضل کہیں رہنما زہے شان جلّ جلالہٗ

نہو نا اُمید کرم سے تو ہیں اگرچہ تیرے گنہ بہت
وہ کریم بھی تو ہے عاصیا زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے دل مرا مشتاق تماشائے مدینہ
یارب تو دکھا دے رخ زیبائے مدینہ

اسطرح مرے دل میں سما جائے مدینہ
جب سر کو جھکاؤں تو نظر آئے مدینہ

ہو جاؤں میں یوں محو تماشائے مدینہ
جس سمت اٹھے آنکھ نظر آئے مدینہ

کیا عرش ہو ہمپایہ مدینے کی زمیں کا
ہاں کنگرۂ عرش پہ ہے پائے مدینہ

ہے خار وہاں کا گل مہتاب سے بہتر
خورشید ہے اک ذرۂ صحرائے مدینہ

حورانِ جناں کرتے ہیں پلکوں سے ہمیشہ — جاروب کشی در مولائے مدینہ
حوروں سے نہ کچھ کام نہ جنت سے غرض ہے — رکھتا ہوں فقط دل میں تمنائے مدینہ

کیا خوب کفن ہوگا ترے واسطے عاصی
ملجائے اگر دامنِ صحرائے مدینہ

دارم بہ دل خویش تمنائے مدینہ — یارب بہ نثار روضۂ مولائے مدینہ
دارم بہ جگر داغِ تمنائے مدینہ — ہر لحظہ بود ورد زباں ہائے مدینہ
زاہد تو و تسبیح و طلبگاری فردوس — ما و سر شوریدہ و سودائے مدینہ
ما در چہ شماریم کہ جبریل امیں را — از ہوش ربود دستِ تجلائے مدینہ
روشن در و دیوار ز انوار تجلی — ای صل علی حسن دل آرائے مدینہ
صد گلشن فردوس اگر لطف نہ بیند — مائل نشود عاشق شیدائے مدینہ
آرام گہ بادشہ ہر دو جہانست — اے صل علی رتبۂ اعلائے مدینہ

ردیف یائے

رہ رہ کے یاد آتی ہے تربت رسول کی — یارب ہو پھر نصیب زیارت رسول کی
بس جائے دل میں یوں مری صورت رسول کی — سر کو جھکاؤں جب تو ہو رویت رسول کی
کل انبیا سے بڑھکے ہے حضرت کا مرتبہ — افضل سب امتوں سے ہے امت رسول کی
ٹپکینگے ہم جو پھر قیامت کی تاب سے — بنکر سحاب آئیگی شفقت رسول کی

زخمی جگر ادھر ہے تو بسمل ادھر ہے دل
خنجر کا کام کرتی ہے فرقت رسول کی

مقصود رحم تھا کہ جو آسان ہو گئی
ساری شریعتوں سے شریعت رسول کی

تنہا رہینگے حشر میں کیا ہم گناہ گار
گھیرے رہیگی سب کو حمایت رسول کی

کیونکر نہ ہمکو انکے مقدر پہ رشک ہو
دن رات دیکھتے تھے جو صورت رسول کی

ہے اسکے راستہ نہیں ملتا نعیم کا
مفتاح باب خلد ہے الفت رسول کی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اتنی سمجھ میں آئی فضیلت رسول کی

ہم کیا کہیں کہ کون ہے انکے لباس میں
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی

زاہد یہ بات فخر کے قابل ہو یا نہیں
عاصی کے واسطے ہے شفاعت رسول کی

عیاں ہر شئے سے شانِ کبریا ہے
جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما ہے

وہی شمس و قمر میں ہے درخشاں
وہی ذروں میں بھی جلوہ نما ہے

اسی کی ذات کا ہے آئینہ یہ
جو ذات سرور ہر دو سرا ہے

تمہیں ہو جانِ عالم یا محمد
کہ جسکو دیکھئے تم پر فدا ہے

نہیں ممکن ثنائے عارض پاک
کہ ہر اک مطلع نور خدا ہے

صفت کا ایک عارض ہی جو ٹھہر
تو عکس ذات مطلق دوسرا ہے

تمہیں مقصود تکوین جہاں ہو
تمہارے واسطے سب کچھ بنا ہے

تمہارا آستان اے رشک عیسیٰ
مریضوں کے لیے دار الشفا ہے

غم احمد کو کیوں دل سے نہ چاہوں
کہ یہ درد محبت کی دوا ہے

جسے اکسیر سمجھے ہیں بوالہوس
وہ خاک کوچہ خیر الوریٰ ہے

جو ہے طاده دائرہ دو عالم
تصدق کیجئے خلد بریں کو
جمال پاک ہے انکی نظر میں

میرے سرکار کی دولت سرا ہے
عجب دلکش مدینے کی ضیا ہے
مصفّا جسکے دل کا آئینہ ہے

اسے کیا خوف محشر ہو کہ عاصیؔ
غلام شافع روز جزا ہے

بیاں کیا ہو کہ شان احمد مختار کیسی ہے
خدائی جسکی ہے محتاج وہ سرکار کیسی ہے

قیامت ہے یہہ کہنا ہر قدم پر حشر میں انکا
جو محشر کو کرے پامال وہ رفتار کیسی ہے

دم عیسیٰ کا شہرہ اے صبا تو نے سنا ہو گا
ذرا کہنا ہوا آئے کوچۂ دلدار کیسی ہے

ترے رخ کے نظارے کا مزا اغیار کیا جانیں
کوئی عاشق سے پوچھے لذت دیدار کیسی ہے

مے الفت پلا کر دل اڑا لیتی ہے عاشق کا
جسے کہتے ہیں چشم مست وہ ہوشیار کیسی ہے

بہار باغ جنت پر تجھے ہے ناز اے رضواں
یہہ دیکھا بھی فضائے روضۂ سرکار کیسی ہے

کہیں ہیں پھول داغوں کے کہیں ہیں پھول زخموں کے
تم آکر دیکھو رونق گلزار کیسی ہے

در ہجران حضرت کا تصور جب سے ہے مجھکو
مثال ابر نیساں چشم گوہر بار کیسی ہے

پڑا ہوں جب سے کوئے دلربا میں کہہ نہیں سکتا
کہ راحت دلکو زیر سایۂ دیوار کیسی ہے

کوئی مجرم اسکے مغفرت کا لطف کیا جانے
ذرا عاصیؔ سے پوچھو رحمت غفار کیسی ہے

آنکھوں میں میرے آجا دلمیں سمانیوالے
ہر شئے سے ہوکے ظاہر صورت چھپانیوالے

نیرنگیوں سے تیرے نیرنگیاں ہیں ظاہر
ہر رنگ میں جہاں کے جلوہ دکھانیوالے

جو ہیں خودی میں اپنی انسے ہے تو بہت دور
پاتے ہیں وصل تیرا خود کو مٹانیوالے

آنکھیں اگر ہو بینا ہر شئے میں تجھکو دیکھیں
آ اپنے دیکھنے کی دولت لٹانیوالے

تیرا وجود پیدا شان ظہور میں ہے
آئینہ اپنا بنکر حیراں بنانیوالے

بیہوش ہونے والے بیہوش ہو رہے ہیں
آنکھیں لڑا رہے ہیں آنکھیں لڑانیوالے

عاصیؔ نہ کیوں فدا ہو تجھپر ہزار جانسے
اے اسکے دلمیں آکر دلسے نہ جانیوالے

رگ جانسے بھی گرچہ نزدیک تو ہے
مگر ہر نظر کو تیری جستجو ہے

ترا مظہر حسن ہے ذرہ ذرہ
ہر اک چشم بینا کے تو روبرو ہے

تو جانہائے خود رفتگاں کی تمنا
تو دلہائے عشاق کی آرزو ہے

بہار گلستان الفت ہے تو ہی
محبت کی پھولوں میں تو رنگ و بو ہے

دل رازداراں میں تو راز پنہاں
زبان سخن گو میں تو گفتگو ہے

غم و درد کا ابر نیساں ہے تو ہی — تجھی سے در عشق کی آبرو ہے

نہیں ایک جا اسکا عاصیؔ ٹھکانا
وہی دل میں بھی ہے وہی چار سو ہے

یوں دل میں ہے آرزو تمھاری — تصویر ہے رو برو تمھاری
ہر لب پہ ہے تذکرہ تمھارا — ہر بزم میں گفتگو تمھاری
ہستی کو مٹا رہ طلب میں — کہتی ہے یہ جستجو تمھاری
کعبے میں ہوئی ہے شمع روشن — یا دل میں ہے آرزو تمھاری
کہتے ہیں یہی کلیم و موسیٰ — جاں بخش ہے گفتگو تمھاری
ہر باغ کی ہے بہار تم سے — ہر گل کی ہے جان بو تمھاری
اک میں ہی نہیں تمھارا طالب — عالم کو ہے جستجو تمھاری
کھلتے نہ کبھی چمن میں غنچے — پاتی نہ صبا جو بو تمھاری
محشر میں جہاں سے کھینچ لائی — عشاق کو جستجو تمھاری
کیوں ہو کوئی نا امید تم سے — معلوم ہے سب کو خو تمھاری
پوچھے کوئی عاشقوں کے دل سے — کیا چیز ہے آرزو تمھاری
گھبراؤ نہ تم گناہ گارو — رحمت کو ہے جستجو تمھاری

عاصیؔ ہے کریم داور حشر
رکھیگا وہ آبرو تمھاری

تیرے چتون کا جو بسمل نہیں ہے — وفادار و نہیں وہ دل دل نہیں ہے
نہ ہو جو دل مثال شمع سوزاں — وہ بزم یار کے قابل نہیں ہے

یہہ ہے اک قطرۂ خون تمنا جسے سمجھے ہو تم دل دل نہیں ہے
کیا ہے کون اس محفل سے یارب کہ اب وہ رونق محفل نہیں ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہیں ہے

جو بند خودی سے رہائی نہوگی در دلربا تک رسائی نہوگی
تو بیگانہ اپنے سے جبتک نہوگا کبھی یار سے آشنائی نہوگی
نہو پیر کامل کی جبتک توجہ تیرے دلمیں ہرگز صفائی نہوگی
نہو آئینہ دل کا جبتک مصفا کبھی اسکی جلوہ نمائی نہوگی
جو ثابت قدم ہو نہ راہ طلب میں تو اس در کی حاصل گدائی نہوگی
چلیگا نہ سر سے تو اس سنگ در کو میسر کبھی جبہہ سائی نہوگی
کریں شکوۂ دوست استغفر اللہ عدو کی بھی ہم سے برائی نہوگی
تیرے در کے ذروں میں جو دلکشی ہے وہ حور رو میں بھی دلربائی نہوگی
تیرے در کو چھوڑیں جفاؤں سے تیرے کبھی ہم سے یہہ بیوفائی نہوگی
دم نزع سرکار تشریف لائیں تو برباد میری کمائی نہوگی

وہ حاجت روائے دو عالم ہے عاصی
تو کیا میری حاجت روائی نہوگی

بہ تیغ جبیں ہوں اور وہ بیخبر ہے ترے آہ کا اے دل الٹا اثر ہے
جو بے تیغ کاٹے وہ تیری نظر ہے جو بے زخم تڑپے وہ میرا جگر ہے
کیجیے تو ہے مرغوب مجنوں کو لیلی وہ اسکی نظر تھی یہہ میری نظر ہے

کبھی ہوش میں ہوں کبھی بیخودی میں
یہ میری اقامت یہ میرا سفر ہے

مئے عشق سے ہوں میں سرشار ایسا
نہ اپنی خبر ہے نہ اسکی خبر ہے

کبھی یاد گیسو کبھی یاد عارض
وہ شب کا وظیفہ یہ ذکر سحر ہے

ہوائے دو عالم سے خالی ہو جو سر
تیرے آستانہ کے قابل وہ سر ہے

شب ہجر تقدیر تو سو رہی ہے
مگر ایک بیدار درد جگر ہے

خبر یار کی تم نہ عاصی سے پوچھو
اسے مہرباں اپنی ہی کب خبر ہے

سوجھی دوا نہ درد دل زار کیلئے
عیسیٰ ترستے ہیں تیرے بیمار کیلئے

ہونٹوں پہ جان آگئی بیمار ہجر کی
ترسا ہوا ہے شربت دیدار کیلئے

ہوتا ہے دل میں شوق شہادت جو جنوں
شہرگ پھڑکتی ہے تیری تلوار کیلئے

وعدہ کیا ہے جلوہ نمائی کا کسنے آج
آنکھیں تڑپ رہی ہیں جو دیدار کیلئے

پردہ جمال یار کو اہل نظر سے کیا
ہے اذن عام طالب دیدار کیلئے

گلزار میں خزاں ہو کہ فصل بہار ہو
دونوں ہیں ایک مرغ گرفتار کیلئے

بولے وہ دیکھ کے الفت کے داغ کو
موزوں یہ پھول ہیں اسی گلزار کیلئے

جنت کو انتظار ہے زاہد اگر تیرا
رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کیلئے

عاصی چاہئے لیلو سودائے زلف یار
اچھی ہے جنس حشر کے بازار کیلئے

گرائی تھی جو بجلی نظر کی
دوا لکھی کیا ہی درد جگر کی

مٹے دل سے نہ یارب داغ الفت
کمائی ہے یہ میرے عمر بھر کی

خدا رکھے تصور کو سلامت / ہیں کیوں منت اٹھاؤں نامہ بر کی

بڑھیگی آنسوؤں کی آبرو اب / کہ آمیزش ہوئی خون جگر کی

ہوا سرشار جو پیتے ہی پیتے / کرامت ہے یہہ ساقی کی نظر کی

خزینہ ہے یہہ اسرار خدا کا / حقیقت کیا کوئی جانیں بشر کی

نہیں ہیں داغ سینہ میں ابھر کر / ابھر آئے ہیں یہہ چوٹیں جگر کی

یہہ مانا قتل گہ ہے کوئے جاناں / یہاں پروا ہے کسکو اپنے سر کی

ذرا تو ہی کہے دل سے کوئی پوچھے / کہ کیسی چوٹ ہوتی ہے نظر کی

تڑپتا مثل مرغ بسمل تھا جگر و دل / شب غم کیا کہوں کیسی بسر کی

تمہارا آستاں اے جان عالم / زیارت گاہ ہے اہل نظر کی

رہا دل بھی نہ اب غمخوار میرا / یہہ ظالم بھی لگا کہنے ادھر کی

جوانی پر ہے فخر و ناز بیجا / اسے تم دھوپ سمجھو دوپہر کی

غلام شافع محشر ہے عاشق
اسے پروا نہیں نار سقر کی

اللہ رے ادا جان جو دیتا ہے خوشی سے
تیور ترے بدلے ہوئے رہتے ہیں اسی سے
التفات سے ارشاد ہو گیا ہے یہی انصاف
دل چھین لیا آنکھ چراتے ہو اسی سے
بیٹھے ہیں ترے بزم میں اغیار بھی لیکن
کھنچتے ہیں ترے ابروئے خمدار مجھی سے

گو وعدۂ دیدار ہے محشر میں کسی کا
تڑپا نے لگا شوق میرے دل کو ابھی سے

بیٹھا ہوں در دل پہ لگائے ہوئے بستر
کچھ کام ہے دنیا کی بدی سے نہ بھلی سے

کیا حسنِ خدا داد پہ مغرور ہیں دیکھو
وہ بات بھی کرتے نہیں محفل میں کسی سے

اے حضرتِ دل تمکو شہادت ہو مبارک
وہ ہاتھ میں خنجر لئے آتے ہیں خوشی سے

کیا چبھتی ہوئی ہیں یہ تیری شوخ نگاہیں
ان تیروں کی لذت کوئی پوچھے میرے دل سے

اتنا بھی میں دیوانہ نہیں حضرتِ ناصح
وہ جام دے میں توبہ کروں بادہ کشی سے

آنکھیں میری رہتی ہیں تیری محو تماشا
یوں بزم میں ملنے کو تو ملتا ہوں سبھی سے

پوچھا یہ سر بزم کسی دوست نے ان سے
عشاق میں کیا آپ کو الفت ہے کسی سے

بولے وہ اشاروں سے وہیں مجھکو بتا کر
اللہ رکھے دل میں خلش ہے تو اسی سے

ان خاروں میں الجھے نہ میرا دامن خاطر

اللہ بچائے مجھے دنیا طلبی سے
چھوڑیگا وہ کیا شافع محشر کی غلامی
عاصی کو تو امید شفاعت ہے اسی سے

فریب دوستی ظالم نہیں ہے
عیاں ہے حال اپنی چین جبیں سے

نظر میں جسکی ہے جلوہ تمہارا
وہ کیوں آنکھیں لڑائے حور عیں سے

ترے کوچہ کی ہستی ہے قیامت
ہزاروں فتنے اٹھتے ہیں یہیں سے

نظر آئے جو نقش نام جاناں
اڑا لوں بوسے اسکے نگیں سے

کوئی تصویر ہے شکل جاناں
ذرا پوچھو یہ صورت آفریں سے

صدا مرقد سے آتی ہے ہماری
کہ حسرت سبکو اٹھتی ہے یہیں سے

رہو تم خانۂ دل میں ہمارے
کہ آرایش مکاں کی ہے مکیں سے

اجل کر جلد اپنا کام للہ
وہ مضطر ہیں نگاہ واپسیں سے

خیال گلشن یثرب میں جو ہیں
نکل آتی ہیں فردوس بریں سے

مزا کچھ وصل سنگ در کا اٹھے
کوئی پوچھے تو عاشق کی جبیں سے

محبت ہے بہت خالق کو عاصی
غلامان شفیع المذنبیں سے

داغ کھاتے ہیں گلعذاروں سے
پھول ہات آئے لالہ زاروں سے

اے صبا کہہ دے بادہ خواروں سے
ابر اٹھا ہے کوہساروں سے

زینت ارض و بہار افشاں
چاند کا حسن ہے ستاروں سے

انکو اغیار پر بھروسہ ہے
بدگماں ہیں تو جاں نثاروں سے

گردشِ چشمِ مست ساقی کا
لطف پوچھو شراب خواروں سے

بیخودوں پر فدا ہے دخترِ رز
دور رہتی ہے ہوشیاروں سے

کچھ تڑپنے کا رنگ سیکھا ہو
برق نے تیرے بیقراروں سے

پائے رنگیں ہیں کیوں غبار آلود
پوچھو عشاق کے مزاروں سے

تیرے در کا گدا خدا کی قسم
تاج لیتا ہے تاجداروں سے

نقشِ پا رہنمائے منزل ہے
راہ ملتی ہے خاکساروں سے

عاصیا اسکے مغفرت کے مزے
کوئی پوچھے گنہگاروں سے

بیخود میں رہوں ساقی دے مجھکو شراب اتنی
تا حشر نہ ہوش آئے حالت ہو خراب اتنی

بے پردہ ترا جلوہ موسیٰ نے کہاں دیکھا
ہے کسکے نگاہوں کو دیدار کی تاب اتنی

پھولوں کی طرح ہنسکر ہستی کے مزے لوٹے
ہے عمر کہاں تیری اے عہدِ شباب اتنی

اک نہر رواں بنکر کوثر میں پہونچتی ہے
میخانے سے ساقی کے بہتی ہے شراب اتنی

بے پردہ رہے برسوں اب آنکھیں ترستی ہیں
ہمکو تو نہ تھی تم سے امید حجاب اتنی

تا عمر ہو خالی دل نشۂ الفت سے

اس شیشہ میں بھر دینا ساقی تو شراب اتنی
ڈر و اپنے گناہوں کے دھو جائے دم آخر
امداد میری کرنا اے چشم پر آب اتنی
یاد اسکی تیرے دل سے جاتی رہی ہستی میں
عاصیؔ نہ کبھی پینا غفلت کی شراب اتنی

جب سے کسی کا ناوک مژگاں نظر میں ہے
اک پھانس سی چھپی ہوئی میرے جگر میں ہے
صدقے میں اپنے جذب دلِ بیقرار کے
کل جسکو یاد کرتے تھے وہ آج بر میں ہے
آنکھوں میں میرے جلوہ ہے دندانِ یار کا
یا موتیوں کا ہار گلوئے نظر میں ہے
گیسو بکھر گئے ہیں جو رخسار یار پر
کچھ رات کی جھلک ابھی نورِ سحر میں ہے
ہنستے ہیں وہ تو پڑتا ہے دانتوں پہ عکس لب
کشتی رواں عقیق کی آب گہر میں ہے
کیا پوچھتے ہو مجھ سے خبر آہ سرد کی
مدت ہوئی غریب تلاش اثر میں ہے
آوارہ قسمتوں کو سفر در وطن کہاں
گردش کچھ ایسی ہے کہ وطن خود سفر میں ہے

آیا ہے تیر اتیر پلٹ کر جو سرخ رو
ڈوبا ہوا یہہ میرے ہی خونِ جگر میں ہے

کھینچوں کمر سے تیغ قضا کا ہے کیوں خیال
عشاق کی قضا تو تمہاری کمر میں ہے

آنکھوں کا اپنے قلب مصفا ہے آئینہ
جو نقش دل پہ ہے وہی نقشہ نظر میں ہے

مشکل سے دل کو ملتی ہے دلدار کی خبر
سو سو طرح کی بے خبری اس خبر میں ہے

خنجر کی کیوں تلاش ہے عاشق کے قتل کو
خنجر کا کاٹ خود تیری ترچھی نظر میں ہے

سرکار کا یہہ داغ غلامی ہے بالیقیں
دہبہ سیاہ سا جو جبینِ قمر میں ہے

کوئی حسیں سماتا ہے کب اس کی آنکھ میں
جلوہ رسولِ پاک کا جس کی نظر میں ہے

پھر ہو سفر مدینے کا یارب مجھے نصیب
گر لطف ہے سفر کا تو بس اس سفر میں ہے

ہم عندلیب گلشن کوئے رسول ہیں
طیبہ کا پھول پھول ہماری نظر میں ہے

عاصی فدا ہو ساری خدائی نہ کسطرح

دیکھو تو کون صورت خیر البشر میں ہے

ذکر سردار دو عالم کا جہاں رہتا ہے — نور و رحمت باری وہ مکاں رہتا ہے

جو بلا چرخ سے آتی ہے پلٹ جاتی ہے — نام احمد جو میرے ورد زباں رہتا ہے

کشتۂ ورد محمد نہیں رہتا تنہا — قبر میں مجمع حوران جناں رہتا ہے

یاد آتا ہے مدینہ تو تڑپ جاتا ہوں — مدتوں دیدۂ دل اشک فشاں رہتا ہے

تیرا نقش کف پا ہی شہ دیں محشر تک — سجدہ گاہِ دلِ صاحب نظراں رہتا ہے

روضۂ پاک ہے زائر کیلئے خلد بریں — خلد میں رہتا ہے جبتک کہ وہاں رہتا ہے

ترجمان دل شیدا ہیں یہ آنکھیں اپنی — صاف کہدیتی ہیں جو دل میں نہاں رہتا ہے

کوچۂ زلف میں کیونکر نہ پریشاں دل ہو — کہ یہاں مجمع سودا زدگاں رہتا ہے

جب وہ جاتے ہیں تو رہتا ہے تصور دل میں — کب میرے یار سے خالی یہ مکاں رہتا ہے

میکدہ میں کوئی آفت نہیں آنے پاتی — میکشوں پر کرم پیر مغاں رہتا ہے

مٹ گئی قبر جو عاشق کی تعجب کیا ہے — کہیں گم کردہ دلوں کا بھی نشاں رہتا ہے

یا رسول عربی جلد بلا لو مجھ کو — یہی اب شام و سحر ورد زباں رہتا ہے

کیا کہوں رہتا ہے کسطرح دکن میں عاصی
آہ کش سینہ زناں گرم فغاں رہتا ہے

جس دل میں داغ عشق رسالت مآب ہے — بیشک اندھیری قبر کا وہ آفتاب ہے

اس میکدہ کا میں ہوں ازل سے شراب خوار — جس میکدہ کا قطرۂ مے آفتاب ہے

زاہد کو بھی عزیز ہوں ساقی کو بھی عزیز — قرآن بغل میں ہاتھ میں جام شراب ہے

پیدا کئے ہیں یوں تو خدا نے بہت حسیں — تیرا کہاں جواب ہے تو لاجواب ہے

شاید وہ مان لیں دل مضطر کی بات کو | سنتا ہوں مضطرب کی دعا مستجاب ہے

اللہ بھی کریم ہے حضرت بھی ہیں کریم
کیا تجھکو عاصیا غم روز حساب ہے

دکھاتی ہے جلوہ محبت تمھاری | کہ ہے دیدۂ و دل میں صورت تمھاری

کریں ہم کہاں اب شکایت تمھاری | کہ محشر میں بھی ہے عدالت تمھاری

چمکتا ہے اب رنگ خون شہیداں | کہ دیتا ہے ہر اک شہادت تمھاری

حسینوں میں کیا کوئی نکلیگا تم سا | خدائی میں ہے ایک صورت تمھاری

لٹانے لگے سب کو برق نظر سے | بہت شوخ نکلی طبیعت تمھاری

میرے دل میں آؤ میرے دل میں ٹھہرو | یہ گھر ہے تمھارا یہ خلوت تمھاری

نظر کی ترازو میں ہم وزن نکلی | نقاہت ہماری نزاکت تمھاری

پرانا ہوا قصہ حسن یوسف | ہے اب خوبروئی میں شہرت تمھاری

جو دو دست نازک ہیں تم سا عزیزی | تو زاہد بھی کر لینگے بیعت تمھاری

میں ممنون احسان ہوں للہ اللہ | غنیمت ہے فرقت میں صحبت تمھاری

مبارک شہادت ہو حسرت دل | کہ مقتل میں ہے آج نوبت تمھاری

یہ امید عاصی کو ہے روز محشر
بچا لیگی اسکو شفاعت تمھاری

عاشقوں کو ناتوانی چاہئے | رنگ چہرہ زعفرانی چاہئے

جسم لاغر چشم تر لبہائے خشک | درد دل سوز نہانی چاہئے

داغ سینے کے ہوں شکل آفتاب | آہ کا دود آسمانی چاہئے

تشنۂ جامِ شہادت کے لیے خنجرِ قاتل کا پانی چاہئے

سنگ اشکوں کا وہاں جمتا ہے کب دیدۂ تر خوں فشانی چاہئے

یار کے در تک رسائی کیلئے کچھ اسکی مہربانی چاہئے

رہتے وہ مرقد شہیدِ ناز کا مرقد کی کچھ نشانی چاہئے

خنجرِ قاتل کی مدحت کیلئے طبع شاعر میں روانی چاہئے

تیرے پیکاں کی خلش دل میں رہے کچھ تو لطفِ زندگانی چاہئے

پیش کر کے دل کو اسکے سامنے اپنی قسمت آزمانی چاہئے

اسکے توصیفِ دہن کیو اسطے
عاصیا کچھ غیب دانی چاہئے

جلوہ گر عالم میں جب حضرت کی صورت ہوگئی
دیکھ کر ساری خدائی محوِ حیرت ہوگئی

رنج و غم درد و الم کی کچھ نہیں پروا مجھے
جب لیا نامِ محمدؐ دل کو فرحت ہوگئی

روضۂ اقدس ہے یوں چشمِ تصور میں میرے
بند جب آنکھیں ہوئیں حاصل زیارت ہوگئی

دل میں جب تک تھے نہ تھی عالم کو کچھ اسکی خبر
میری آنکھوں میں جب آئے انکی شہرت ہوگئی

روضۂ سرکار کی جب ملگئی ٹھنڈی ہوا
غنچۂ دل کھل گیا حاصل مسرت ہوگئی

بعد مُردن یاد جب دشتِ مدینہ آگیا
گلشنِ فردوس میں بھی مجھ کو وحشت ہوگئی

رازِ الفت یہہ چھپاتا ہے عیاں کرتے ہیں وہ
دِل سے آنکھوں کو الٰہی کیوں عداوت ہوگئی

مست رہتے ہیں شرابِ عشق سے ہم روز و شب
ہاتھ پر پیرِ مغاں کے جب سے بیعت ہوگئی

دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا عہدِ شباب
نو بہارِ زندگی پھولوں کی رنگت ہوگئی

پھول دامن میں لئے آتے ہیں اب وہ ناز سے
کشتۂ حسرت کی جب برباد تربت ہوگئی

گرمیٔ محشر سے عاصیؔ ہوگیا بیچین جب
ابر بنکر سایہ افگن اُس کی رحمت ہوگئی

خدا جو گوہر ہمیں بناتا فدائے دندانِ یار ہوتے
اگر وہ لعلِ یمن بناتا لبوں پہ اسکے نثار ہوتے
خدا جو مشکِ ختن بناتا تو خالِ عارض پہ پہونچتے صدقے
اگر وہ عنبر ہمیں بناتا فدائے زلفِ نگار ہوتے
خدا جو پتھر ہمیں بناتا تو ہوتے سنگِ آستاں کا تیرے
اگر وہ مٹی ہمیں بناتا تو تیرے رہ کا غبار ہوتے
خیالِ رخسارِ گل رخاں میں ہمارے بہتے دیدہ ہائے پرخوں

چمن میں ہوتے جو اشک افشاں تو رشک ابر بہار ہوتے
تمھارے تیر نگاہ کا رخ ہم اپنی جانب جو دیکھ لیتے
دل حزیں کو نثار کرتے خوشی سے سینہ فگار ہوتے
نکل کے ہم میکدہ سے ساقی ہزار آفت میں مبتلا ہیں
پڑے جو رہتے ترے ہی در پر تو کیوں شکار خمار ہوتے
یہی ہے حسرت یہی تمنا جو بال و پر ہمکو یار ملتے
تو بنکے پروانہ شمع رخ پہ ہزار جاں سے نثار ہوتے
ہم اپنے عصیان لاتعد پہ ہزار افسوس کچھ نہ روئے
جو گرتے آنکھوں سے چار آنسو شفیع روز شمار ہوتے
یہہ بحر الفت تو خوشنما ہے مگر ہیں اسمیں بلا کے موجیں
بڑے مزے سے گذرتی اپنی جو اس سمندر کے پار ہوتے
جو خاکساری میں ہوتے کامل تو دیکھ لیتے ہم نظارہ
غبار بنکر ہوا پہ اڑتے فلک کے سر پہ سوار ہوتے
تمھارا جلوہ نہیں دکھاتے نظر سے گر تم نظر ملاتے
ہمارے یہہ دیدہ ہائے حیراں تمھارے آئینہ دار ہوتے
ہوا یہہ اچھا کہ مٹ گئے ہم کہ خود نمائی بڑی بلا تھی
خدا کا ہوتا نہ فضل حاجی تو ہم خودی کے شکار ہوتے

جو تیرے لہو میں میرا جگر ہے یہی	شہید تیغ ادا بسمل نظر ہے یہی
تمھاری چشم فسوں ساز سے خدا کی پناہ	خراب جس سے ہے عالم وہ فتنہ گر ہے یہی

جو پائے مال تمھارے قدم کے نیچے ہے
ہزاروں ناز سے پالا ہوا جگر ہے یہی

خدا کرے کہ لگے آگ دیدۂ تر کو
کہ راز عشق و محبت کا پردہ در ہے یہی

لگاؤں کیوں نہ کلیجہ سے داغ الفت کو
یہی ہے رونق دل زینت جگر ہے یہی

کمال اہل تحیر کمال حسرت ہے
نہ آئے کچھ بھی نظر حاصل نظر ہے یہی

طریق بے خبری اختیار کرائے دل
کہ راہ کوچۂ جاناں کی راہبر ہے یہی

عدم کی منزلیں دشوار ہیں لا ہشیار
ہزاروں بھٹکے ہیں جس راہ میں سفر ہے یہی

جو یاد زلف سے چھوٹے تو یاد رخ کھینچے
الٰہی شام جدائی کی کیا سحر ہے یہی

غبار راہ مدینہ کی شان کیا کہنا
کہ عاشقوں کیلئے سرمۂ بصر ہے یہی

بیان کیا کرے کوئی تمھاری عظمت کا
نہیں ہو بعد خدا قصہ مختصر ہے یہی

اٹھا نہ سر کو کبھی آستان حضرت سے
جو بیکسوں کا ہے ملجا و ماوا در ہے یہی

زباں پہ نام شفیع الورا ہے حامیؔ
کہ تیر ہائے بلا کیلئے سپر ہے یہی

حسن جب ظاہر نہ تھا یہ جلوہ آرائی نہ تھی
تیری بزم ناز کی خلقت تماشائی نہ تھی

خلوت وحدت میں تھا تو آپ اپنا آئینہ
تیری ذات کبریائی ایسی ہرجائی نہ تھی

اب ہزاروں پھوڑتے ہیں سر تیری دہلیز پر
ایک کو بھی پہلے فکر ناصیہ سائی نہ تھی

سر بصحرا سیکڑوں مجنوں نظر آتے ہیں اب
اس سے پہلے اک طبیعت تیری شیدائی نہ تھی

کچھ خبر تجھکو نہ تھی اپنے فروغ حسن کی
یوں ہویدا تھی نہ تھیں یوں لن ترانی کی [illegible]

تو جو ساقی بن گیا مخمور دنیا ہو گئی
اسطرح عالم میں پہلے بادہ پیمائی نہ تھی

جسطرح دیکھا ادھر بسمل کیا یہاں کیا
مقتل آرائی تھی آنکھیں محفل آرائی نہ تھی

عالم وحشت نظر آتا تھا سارا باغ دہر
رو رہے ہیں اسکے غم میں جتنے آنکھیں میرے
ہو گیا باد خزاں سے گلشن دل پائمال

اس گل خوبی کی جب تک جلوہ فرمائی تھی
اے فلک لب پر کبھی اتنی ہنسی آئی تھی
اس گلستانمیں ابھی پوری بہار آئی نہ تھی

جا کے دیکھا گوشۂ مرقد میں جسنے عاصیا
تھا وہاں بھی جمگھٹا حوروں کا تنہائی نہ تھی

ہائے تڑپے کیوں جگر ہی تو ہے
زخمیِ ناوکِ نظر ہی تو ہے

صورتِ مصطفےٰ کا آئینہ
دیدۂ صاحب نظر ہی تو ہے

دل میں رہ رہ کے جو کھٹکتا ہے
آپ کا ناوک نظر ہی تو ہے

دل نہ کیوں مضطرب ہو اسکے لئے
کہ یہ ہمسایۂ جگر ہی تو ہے

سرد کر دیتی ہے جو دوزخ کو
عاصیوں کی وہ چشم تر ہی تو ہے

جسکو احمد کا میم سمجھے ہیں
پردۂ کثرتِ نظر ہی تو ہے

جو کہ مامن ہے دونوں عالم کا
میرے سرکار کا وہ در ہی تو ہے

یہ ملائک کو بھی نہیں معلوم
واقفِ رازِ حق بشر ہی تو ہے

دیر میں کیا نہیں ہے وہ موجود
یہ بھی زاہد خدا کا گھر ہی تو ہے

یہ بھی اک دن اتر ہی جائیگا
بارِ تن اپنا ایک سر ہی تو ہے

چین دنیا میں کیا ملے عاصی
یہ بھی اک منزلِ سفر ہی تو ہے

دل لیکے میرا کہتے ہیں کس ناز و ادا سے
تم شاد رہو یا نہ رہو میری بلا سے

وہ دل ہے مزے دار جسے غم میں خوشی ہو
اُس درد میں لذت ہے جو بڑھ جائے دوا سے
آئے نہ کبھی ہوش میں دیوانہ ہمارا
کہتے ہیں وہ اپنی نگہہ ہوش رُبا سے
اس راہ سے گزرا ہے کوئی رشکِ چمن آج
بُو آتی ہے پھولوں کی جو نقشِ کفِ پا سے
مطلب تھا یہی غش سے میرا بزم میں اُٹھکے
وہ ہوش میں لائیں مجھے دامن کی ہوا سے
داغِ دلِ سوزاں میں لگی آہ سے آتش
گھر جلنے لگا اپنے ہی دامن کی ہوا سے
بے موت مرے جاتے ہیں عشاق ہزاروں
شرمندہ قضا ہونے لگی تیری ادا سے
ہم رہ گئے منہہ دیکھتے وہ لیگئے دل کو
انداز سے شوخی سے کرشمے سے ادا سے
شانِ بشری میں ہے عیاں شانِ الٰہی
حضرت سے جو ملتا ہے وہ ملتا ہے خدا سے
ہو اک نظرِ رحم ادھر بھی میرے مولا
کب سے کھڑے ہیں شربتِ دیدار کے پیاسے
سایہ تیری دیوار کا سایہ ہے خدا کا

کیا کام غلاموں کو تیرے ظلّ ہما سے
نکمہ ہے گریباں کا تیری آنکھ کی پتلی
لپٹا ہے میرا تار نظر بند قبا سے
مٹی کو ہمارے کہیں برباد نہ کر دے
آتی ہے تنا تیرے کوچے کی ہوا سے
قاتل تیرے خنجر کا مزا اب بھی ہے باقی
آواز یہہ آتی ہے مزار شہدا سے
آدم جو ہوا جرم سے رحمت کو ہوا جوش
عاصی پہ کرم ہوگیا اقرار خطا سے

وہ پوچھتے ہیں کیا مجھ سا بھی دنیا میں حسیں ہے
آئینہ یہہ کہتا ہے ادہر دیکھو یہیں ہے
دنیا میں جو غیرت وہ فردوس بریں ہے
وہ سرور کونین کے روضہ کی زمیں ہے
جو ذرہ ہے طیبہ کا وہ خورشید مبیں ہے
ہر خار مدینے کا گل خلد بریں ہے
ہے رشک ہما طائر بام حرم پاک
پروانہ اسی شمع کا جبریل امیں ہے
خوشبو جو پسینہ میں ہے اس رشک چمن کے
وہ عطر گل جنت میں نہیں ہے

انگلی ایک پہ منقوش ہے جو نام مبارک
ہر پارۂ دل مہر سلیماں کا نگیں ہے
اے صلّ علیٰ نکہت گیسوئے محمدؐ
صدقے ہے جو عنبر تو فدا ناقہ چیں ہے
دیکھو تو عجب لطف ہے ہمخانہ ہیں دونوں
میں دل میں ہوں آنکھوں میں وہ میرے دل کا مکیں ہے
اللہ رے تقرب کہ دکھائی نہیں دیتا
ہر چند وہ نزدیک رگ گردن سے قریں ہے
پہنچا دے مدینہ میں مجھے حضرت الٰہی
آرام وہیں ہے مجھے آرام وہیں ہے
اپنے دل مضطر کا میں کیا حال بتاؤں
اسطرح ہے سینہ میں کہ سینہ میں نہیں ہے
واعظ یہ سمجھتے ہیں کہ سنتا ہوں نصیحت
ظاہر میں ادھر کان ہیں دل اور کہیں ہے
فرقت میں نظر آنے لگے موت کے آثار
جو دم ہے ہمارا وہ دم بازپسیں ہے
اللہ رکھے شافع محشر کا سہارا
وہ حشر میں عاصی کو بچا لینگے یقیں ہے

جو آنکھیں لڑ گئیں پیر مغاں سے | ہوا فارغ میں فکر دو جہاں سے

یہہ حالت ہوگئی ضبط فغاں سے
جگر تک آگ پہونچی ہے زباں سے

جو رکھتے ہیں تیری تصویر دل میں
انہیں کیا خوف تیرے پاسباں سے

بنے رشک گلستاں جیب و دامن
گرے آنسو جو چشم خوں فشاں سے

گئے تھے محفل جاناں میں خوش خوش
جگر تھامے ہوئے آئے وہاں سے

یہہ کسکو دیکھکر وہ منفعل ہیں
ذرا پوچھو تو حوران جناں سے

بلائے ہجر میں پھنس جائیں گر خضر
بہت گھبرائیں عمر جاوداں سے

نظر پڑتے ہی اُس سے دلپہ گویا
گری بجلی تڑپ کر آسماں سے

معطر ہے دماغ حور و غلماں
شمیم گیسوئے عنبر فشاں سے

تعلی شمع نے کی تیرے آگے
تو خود جلنے لگی اپنی زباں سے

ذرا بسمل کو اپنے مڑکے دیکھو
تغافل ایک دم کے مہماں سے

چمن میں شعلہ زن ہے آتش گل
نکل کر دیکھ بلبل آشیاں سے

تمھارے لعل لب میں کیا ہیں اعجاز
ذرا پوچھو کسی معجز بیاں سے

گئے ہوش و حواس و تاب و طاقت
اکیلا میں چلا ہوں کارواں سے

یہہ کسکا آستانہ ہے کہ قدسی
جبیں ملتے ہیں سنگ آستاں سے

نہ پوچھو ہوگا کیا مشتاق کا حال
حجاب اُٹھ جائیگا جب درمیاں سے

در حضرت پہ موت آئے الٰہی
نہ لیجائیں یہ حسرت ہم جہاں سے

پس مردن ہماری خاک یا رب
نہ کرنا دور اسکے آستاں سے

بچا لینگے وہ عاصیؔ کو دم حشر
توقع ہے شفیع عاصیاں سے

دعائے سحر بے اثر ہو گئی — خدا جانے کیسی نظر ہو گئی

وہ اپنے ہی سے بے خبر ہو گیا — جسے یار تیری خبر ہو گئی

جلایا ترے پرتوِ حسن نے — میری آہ بے بال و پر ہو گئی

جو زلفیں رخِ صفا سے ہٹ گئیں — اٹھا پردہ وہ شب سحر ہو گئی

ہر اک سمت بجلی گرانے لگی — بہت شوخ انکی نظر ہو گئی

عدم کا بھی رشتہ نہ سیدھا رہا — لچکنے پہ مائل کمر ہو گئی

جہنم کا بھی ہو گیا گل چراغ — کبھی آنکھ اپنی جو تر ہو گئی

تلاشِ در یار میں عاصیا
میری بیخودی راہبر ہو گئی

اگر کعبہ مسجودِ اہلِ جہاں ہے — تو مسجودِ کعبہ تیرا آستاں ہے

مہ نو پہ نازاں فقط آسماں ہے — فدا تیرے ابرو پہ ہر دو جہاں ہے

تیرے قد بالا سے ہو گیا شاخ طوبیٰ — کہ وہ پایہ گل ہے یہ سرو رواں ہے

یہاں اہل عرفاں کی بھی عقل ہے گم — عجب راز سربستہ تیرا دہاں ہے

نہیں عارضِ پاک پر زلف پیچاں — وہ ہے شمع روشن یہ اسکا دھواں ہے

شبِ عمر آخر ہوئی سنتے سنتے — تیرے زلف کی بھی عجب داستاں ہے

یہ عارض پہ تیرے ہے خطِ معنبر — کہ سنبل کا اطراف گل سائباں ہے

ہے تو زیب کا معشوق عاشق سے — جو دونوں میں ہے فرق شب سے عیاں ہے

قدم اٹھ نہیں سکتے سوئے مدینہ — کہ سر پر گناہوں کا بار گراں ہے

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ — وظیفہ میرے دل کا یہ ہر زماں ہے

خدارا بلا لو مدینے میں حضرت
نہ پھر یہ خاک ہو جائے خاک مدینہ

ہم ہجر سے لب پہ اب میری جاں ہے
تمنا یہی اک کن انکھیاں ہے

دیکھ کر گناہ ہونے تو اپنے عاصیو
کہ آقا تیرا شافع عاصیاں ہے

آفت دل آفت جاں لیجیے
ہم خیالِ چشمِ فتاں لیجیے

کیا تیری محفل سے جاناں لیجیے
چشم گریاں سینہ بریاں لیجیے

داغ ہائے غم سے دل ہے لالہ زار
لائے ہے اک گل گلستاں لیجیے

شامِ فرقت سر پہ لائیگی بلا
یادِ زلفِ عنبر افشاں لیجیے

دردِ دل دردِ جگر آہ و فغاں
ساتھ اپنے ہم یہ ساماں لیجیے

لائے ہے امیدِ وصلِ دائمی
ہائے قیمت داغِ ہجراں لیجیے

وصل ہوتے بھی ہلا دل غمِ فراق
ہائے دل کے دل میں ارماں لیجیے

یادِ مژگاں کی خلش دیگی مزا
ہم چھپا کر دل میں پیکاں لیجیے

شامِ فرقت دیگی لطفِ صبحِ وصل
دل میں یادِ روئے جاناں لیجیے

چشمِ تر کی آبرو کچھ رہ گئی
موتیوں سے بھر کے داماں لیجیے

شافعِ محشر کے لب پر عاصیا
ہم جہاں سے بارِ عصیاں لیجیے

جو مدینے کے چمن کا خار ہے
عاشقوں کا طرۂ دستار ہے

رشکِ جنت کوچۂ دلدار ہے
ابرِ رحمت سایۂ دیوار ہے

جو حسین لکھتا ہے کچھ حسنِ ملیح
وہ نمک پروردۂ سرکار ہے

گر وہ پنہاں ہے تو پھر خلق میں پیدا کیا ہے
گر ہے پیدا تو من و تو کا یہہ جھگڑا کیا ہے

نقشہ روئے محمد میں ہے شانِ واحد
نامِ احمد میں احد ہے یہہ معما کیا ہے

دل ہے خلوت گہ خاص آپکا اے جانِ جہاں
بے حجابانہ چلے آئیے پردہ کیا ہے

دولتِ عشق محمد بھی عجب دولت ہے
یہہ جو ہات آئے تو پھر دولتِ دنیا کیا ہے

عارضِ پاک پہ گیسوئے معنبر دیکھو
صبح اور شام میں اکجا یہہ تماشا کیا ہے

پیشِ نخلِ قدِ رعنائے رسولِ عربی
سرو کیا چیز ہے اور قامتِ طوبا کیا ہے

عکس سے آنکے کفِ پا کے ہیں دو نور عرش
ورنہ اسے چرخ مہ مہر میں کھا کیا ہے

یہہ کہا اسنے کہ نعلین محمد ہوں نصیب
حق نے جب عرش سے پوچھا کہ تمنا کیا ہے

دشتِ یثرب کا ہر اک ذرہ یہہ کہتا ہے کلیم
سامنے میرے ضیائے یدِ بیضا کیا ہے

ہجر میں آتی ہے ہونٹوں پہ میری جانِ حزیں
اب بلانے میں توقف میرے آقا کیا ہے

گر بلاتے نہیں مجھکو تو پھر اے رشکِ مسیح
دردِ فرقت کا بتا دو کہ مداوا کیا ہے

عاصیوں کو نہ ڈرا نارِ سقر سے زاہد
یہہ غلامانِ نبی ہیں انہیں پروا کیا ہے

جمع کر نیکیٔ عمل عمر دو روزہ پہ نہ بھول
جو کہ فانی ہو بھلا اسکا بھروسا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کثرت سے ہیں عاصی کے گناہ
تم سلامت رہو آقا اسے پروا کیا ہے

ہجر میں باقی ہے اب جانِ حزیں تھوڑی سی
ہاں کرم کی نظر اے خسروِ دیں تھوڑی سی

یا رسولِ عربی بات میری بن جائے
ہو عنایت جو دمِ بازپسیں تھوڑی سی

خواب میں بھی نہ کبھی آئے خیال فردوس
گر دینے ہیں ملے مجھکو زمیں تھوڑی سی

عمر بھر نام بھی میں نعمت دنیا کا نہ لوں
بے غل و غش جو ملے نان جویں تھوڑی سی

خاک نعلین مبارک ہو بھلا کس کو نصیب
آنکھ میں رکھتا ہے ہاں عرش بریں تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گنا ہوں سے تو کر لے عاشق
ورنہ فرصت ہے دم باز پسیں تھوڑی سی

در محبوب سے افسوس فرقت ہونیوالی ہے
الٰہی خیر ہو نازل مصیبت ہونیوالی ہے

نہ کیوں خوش ہوں کہ جاں اب تن سے رخصت ہونیوالی ہے
ترے بیمار غم کو آج صحت ہونیوالی ہے

نہیں بیوجہ جاتے ہیں سوئے گور غریباں وہ
کسی ناشاد کی برباد تربت ہونیوالی ہے

وہ کھینچے خنجر بیداد بیٹھے ہیں خفا ہو کر
کسی حسرت بھرے دل کی شہادت ہونیوالی ہے

خرام ناز سے آتے ہیں وہ میدان محشر میں
قیامت میں بھی اک برپا قیامت ہونیوالی ہے

تری سادہ مزاجی پہ دیا تھا ہم نے دل ظالم

دربار میں ہر اک کو لاتے کشاں کشاں
مٹی کے مورتوں کو لازم ہے خاکساری
ظاہر یہ واعظو کہتے جائے نہ کوئی ہرگز

سر منگ میں تمہارے یہ سب اذان والے
گرتے ہیں مثل شبنم اونچی اذان والے
رکھتے ہیں پھیکا پکوان اونچی دکان والے

عاصی بروز محشر حق بخشدیگا کہہ کر
میرے حبیب کے ہیں یہ آستان والے

طوبیٰ کا ذکر قامت والا کے سامنے
یوں آسماں ہے گنبد والا کے سامنے
جام شراب عشق محمدؐ سے مست ہوں
یوسف کجا و حسن رخ مصطفےٰ کجا
درد و فراق کی نہ ملے کیوں دوا مجھے
جب تک رہوں جہان میں عزت سے کیجو
وقت اخیر آئے تو اے خالق کریم
مرقد میں پاؤں دولت دیدار مصطفےٰ

قطعہ

عزت ہے کیا غلام کی آقا کے سامنے
جیسے زمیں ہے عرش معلا کے سامنے
یوسف کا تذکرہ ہو زلیخا کے سامنے
قطرہ کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے
بیمار آگیا ہے مسیحا کے سامنے
یارب نہ شرمسار ہوں اعدا کے سامنے
دم نکلے میرا روضۂ مولا کے سامنے
تا حشر میں رہوں شہ والا کے سامنے

عاصی کو پیش کر کے فرشتے ہوئے خجل
اس غافر ذنوب و خطایا کے سامنے

خوبیاں قرآن سے یہ بات ہے
کیجئے ورد زباں حضرت کا نام
مصحف ناطق ہے روئے مصطفےٰ
گفتگو انکے دہن میں کیا کریں

ذات حضرت عین نور ذات ہے
دو جہاں میں دافع آفات ہے
خال عارض روکش آیات ہے
بات یہ کب لایق اثبات ہے

ہمسری انکی کف پا کیا کریں / مہر و مہ کی کیا بھلا اوقات ہے

کیوں نہ طیبہ کی زمیں ہو پر فضا / بارش رحمت وہاں دن رات ہے

ہجر میں کٹتی ہے اپنی زندگی / رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

عدل کا وعدہ ہے ہر امت کیلئے / فضل کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے

کیوں کوئی جائے یہاں سے نامراد / در تمہارا قبلۂ حاجات ہے

رحمۃ للعالمیں محشر کے روز / عاصیوں کی شرم تیرے ہاتھ ہے

تیرے دریائے کرم کے سامنے
بخشش عاصی بھی کوئی بات ہے

آفت دل آفت جاں اور ہے / عاشقوں کے گھر کا مہماں اور ہے

ہم نہیں ہیں کشتہ رنگ صبیح / اپنا یوسف پیر کنعاں اور ہے

لال ہے گو رنگ مہندی کا مگر / جان من خون شہیداں اور ہے

اشک گرم آنکھوں سے میرے ہیں رواں / برق سے کہدو یہ باراں اور ہے

صورت مصحف کو کیا دیکھا کریں / اپنا قرآں اپنا ایماں اور ہے

ساتھ جسکے ہو جگر بھی چاک چاک / بندہ پرورده گریباں اور ہے

ہو مبارک تمکو خضر آب حیات / عاشقوں کا آب حیواں اور ہے

خاک صحرا چھانتے وہ کیوں مثل قیس / تیرے مجنوں کا بیاباں اور ہے

لکھتے ہیں ناحق کراماً کاتبیں / میرے اسکے عہد و پیماں اور ہے

کیا مجھے موج حوادث سے خطر / میری کشتی کا نگہباں اور ہے

میں نقط ہوں پیرو طرز سخن / اس زمیں کا مرد میداں اور ہے

جوش رحمت کو ہے عاصیؔ کی تلاش
زاہدو یہ لطف عصیاں اور ہے

مژہ کی نوک پر لخت جگر ہے
یہی نخل محبت کا ثمر ہے

کہاں تک یہ خود آرائی کہاں تک
کسی کے حال کی بھی کچھ خبر ہے

اٹھایا ہے جو تیرے عشق کا بار
ہمارا دل ہمارا ہی جگر ہے

رخ روشن پہ زلفیں کھل گئی ہیں
بغل میں شام کی نور سحر ہے

میرے آہوں سے شرماتی ہے بجلی
تجل آنکھوں سے میری ابر تر ہے

ہزاروں جان سے جاتے ہیں عشاق
تیرے کوچہ کی منزل پر خطر ہے

چلے آؤگے تم خود دیکھ لینا
کسی کی آہ میں بھی کچھ اثر ہے

کریں قربان تیغ ابروئے یار
یہی اچھا علاج درد سر ہے

تڑپتے لوٹتے کب تک رہیں ہم
شب ہجراں کی بھی یارب سحر ہے

نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے الٰہی
فقط تیری ہی رحمت پر نظر ہے

رسول اللہ ہیں شافع تو عاصیؔ
نہیں غم کثرت عصیاں اگر ہے

جو دست جنوں بر سر کار ہے
ہوا میں گریباں کا ہر تار ہے

جو سارے حسینوں کا سردار ہے
مرا یار ہے وہ مرا یار ہے

ہیں ابروئے خوش خم پہ اُس کے فدا
یہ کتنی حسیں بانکی تلوار ہے

وہ منت کش لطف عیسیٰ نہیں
جو عشق محمدؐ کا بیمار ہے

ہے سودائے عشق محمدؐ عجیب
کہ سو جان سے ہر اک خریدار ہے

یہہ ہے گرمیٔ حسن کا کسکے شور
کہ یوسف کا بھی سرد بازار ہے

مقام تحیر ہے بزم حبیب
کہ ہر اک یہاں نقش دیوار ہے

وہ قید غم دو جہاں سے چھٹا
جو زلفوں کا تیرے گرفتار ہے

تیرے یاد مژگاں میں اے رشک گل
مجھے فرش گل بستر خار ہے

سلامت رہے ہجر میں درد دل
یہی ایک پہلو میں غمخوار ہے

وہی عاشقوں میں ہوا سربلند
کہ معراج جسکی سر دار ہے

یہہ پوچھیگی حشر میں رحمت تری
کوئی اور باقی گنہگار ہے

رہیگا نہ محروم عاصی کبھی
بڑی اسکے آقا کی سرکار ہے

ستارے نہیں یہہ شب تار کے
شرارے ہیں آہ و شرربار کے

مبارک ہو اوروں کو باغ بہشت
فقط ہم تو طالب ہیں دیدار کے

جنہیں کہتے ہیں ماہتاب آفتاب
وہ پروانے ہیں شمع رخسار کے

نہیں وقت آخر کا عاصی کو غم
کہ لپٹا ہے دامن سے سرکار کے

عشق میں اول فنا درکار ہے
دل سے ترک ماسوا درکار ہے

سینہ پر داغ کو لازم ہے آہ
غنچۂ گل کو صبا درکار ہے

چھوڑیئے بیمار غم کو اے مسیح
آپ کی کسکو دوا درکار ہے

جائے وہ لیسے زلف کا کیونکر خیال
عاشقوں کو تو بلا درکار ہے

ملئے ہاتو سنیں کسی عاشق کا دل
گر تمہیں رنگِ حنا درکار ہے

خلد سے بہتر ہے ہمکو کوئے یار
کسکو جنت کی فضا درکار ہے

بزم کثرت ہے مضر درویش کو
مرد حق کو انزوا درکار ہے

سایۂ دیوار میں تیرے جو ہے
اسکو کب بالِ ہما درکار ہے

طالبوں کو مرد کامل چاہئے
بزم آتش کو ہوا درکار ہے

کس طرح عاصیؔ جدا ہو آپ سے
خوب رو کو مبتلا درکار ہے

لاکھ سچا ہوا کرے کوئی
ہم سے وعدہ وفا کرے کوئی

سر ہی حاضر ہے تیغ خنجر بھی
حق الفت ادا کرے کوئی

بند ہی جب درِ اجابت ہو
کسلئے پھر دعا کرے کوئی

سو طریقے ہیں دل لگی کے مگر
وحشتِ دلکو کیا کرے کوئی

جب توقع ہی وصل کی نہ رہی
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

چھین لے اک نظر میں جو دلکو
ایسے ظالم کا کیا کرے کوئی

اسپہ مچلے ہوئے وہ بیٹھے ہیں
کیوں میرے دل میں جا کرے کوئی

جب ملے دلکو درد کی لذت
کسلئے پھر دوا کرے کوئی

سب مدینہ کو جاتے ہیں عاصیؔ
تیری قسمت کو کیا کرے کوئی

مہ جبیں رخ مہر انور چاندنی بھی دھوپ بھی

ایک ہی کے دونوں مظہر چاندنی بھی دھوپ بھی

پھر بھی ظاہر ہے اس مہ کی نگاہ قہر سے

یکساں کرتی ہے ہمیں چاندنی بھی دھوپ بھی

داغ فرقت ہے جگر میں دلیں یاد ماہرو

ہے عیاں سینہ کے اندر چاندنی بھی دھوپ بھی

کیا صباحت نے ملاحت میں دکھایا اپنا رنگ

ایک جا اللہ اکبر چاندنی بھی دھوپ بھی

ایک عارض آفتاب اور ایک عارض ماہتاب

دونوں جلوے ہیں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی

ساغر مے میں ہے عکس عارض رشک قمر

دیکھنے کا ہے یہ منظر چاندنی بھی دھوپ بھی

اک طرف ایک ماہ رو ہے اک طرف اک مہروش

رہتی ہے بالائے بستر چاندنی بھی دھوپ بھی

رنج کی پروا ہے عاصیؔ کو نہ راحت کا خیال

اسکو ہیں دونوں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی

بو جو حضرت کی پیرہن میں ہے

گل روئے رسول کو دیکھو

جان طیبہ میں سیر کرتی ہے

زلف حضرت کو کس سے دوں تشبیہ

لب وہ شیریں و نسترن میں ہے

بلبلو لطف کیا چمن میں ہے

قالب اپنا فقط دکن میں ہے

مشک ایسا کہاں ختن میں ہے

وصف لب میں ہے کیا سخن شیریں
قند گویا میرے دہن میں ہے

کر رہا ہے ثنائے چہرۂ پاک
یا کہ واصف ترا چمن میں ہے

ایک مدت ہوی کہ دل میرا
انکے گیسوئے پر شکن میں ہے

چل مدینے کو جلد عاصی تو
کیوں اسیر بلا دکن میں ہے

جاناں کمال ضعف سے میرا یہ حال ہے
اب ناز بھی تمھارے اٹھانا محال ہے

بوٹا سا قد ہے اور قیامت کی چال ہے
محشر بھی ٹھوکروں سے ترے پائمال ہے

پردہ میں جلوہ دیکھ کے غش ہو تو کیا کمال
بے پردہ مل کے ہوش میں رہنا کمال ہے

انجام وصل ہجر ہے انجام ہجر وصل
کہتا ہے کون ہجر سے بہتر وصال ہے

اک خاکسار تجھ پہ فدا ہو گیا تو کیا
کیوں دیکھے آئینہ میں یہ گرد ملال ہے

انکی قبا کا وصف کوئی کیا بیاں کرے
دامن ہے آسماں تو گریباں ہلال ہے

جا کر جو پھر نہ پہلو میں آئے وہ دل میرا
اگر نہ جائے دل سے وہ تیرا خیال ہے

جینا ہمیشہ تمکو مبارک رہے خضر
دو دن کی زندگی بھی ہمیں تو وبال ہے

دیکھا نہ زیر چرخ کبھی اسکو سرفراز
جو صاحب کمال ہے وہ پائمال ہے

ہوتا نہیں رہا کبھی اسکا پھنسا ہوا
ہر دام سے بڑھا ہوا الفت کا جال ہے

عاصی گناہ بڑھ گئے اب ہے امید خیر
کہتے ہیں ہر کمال کو آخر زوال ہے

تمھارے ہیں جلوے عیاں کیسے کیسے
ہر اک کے ہیں تیر گماں کیسے کیسے

نہ پایا نشاں ایک نے بھی تمھارا
اگرچہ ہوئے بے نشاں کیسے کیسے

تیرے یاد رخسار گلگوں میں آئے گل
گئے سوئے باغ جناں کیسے کیسے

زمیں بوس ہیں تیرے شاہان عالم
جھکائے ہیں سر آسماں کیسے کیسے

ملا کچھ نہ مضمون تیرے دہن کا
رہے فکر میں نکتہ داں کیسے کیسے

پریشاں نہ کرے صبا زلف جاناں
اسیر اسمیں ہیں ناتواں کیسے کیسے

ہے مشکل بہت قرب خالق کی منزل
لٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے

خدا جانے باطن کا احوال کیا ہے
لحد پر تو ہیں سائباں کیسے کیسے

بیاں کس سے ہو مدح محبوب داور
کہ ہیں گنگ اہل زباں کیسے کیسے

ہوی کشتی کفر غارت ہی آخر
چڑھائے تھے گو بادباں کیسے کیسے

کرو قصد عاصی مدینے کا تم بھی
چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے

یاد گر ہم کو تم ذرا کرتے
ہم بھی کچھ عرض مدعا کرتے

سر ہی کرتے جدا مرے تن سے
حق الفت تو کچھ ادا کرتے

تیغ ابرو سے کام تم لیتے
اپنے کوچہ کو کربلا کرتے

حسن کی گر زکواۃ دیتی کبھی
کاش ہمسے ہی ابتدا کرتے

زلف کے گر کرشمے دکھلاتے
روز نازل نئی بلا کرتے

آپ حاجت روا ہیں حاجتمند
میری حاجت بھی کچھ روا کرتے

کاش ہوتے سگ در عالی
آپ کے سامنے رہا کرتے

کیوں کسی در کے جبہہ سا ہوتے
کیوں کسی سے ہم التجا کرتے

اپنی تقدیر سے ہے ہم کو گلہ
ظلم کا اسکے کیوں گلا کرتے

آخر اک دن انہیں بھی مرنا ہے — خضر کی عمر لے کے کیا کرتے
لطف آتا ہے درد میں جن کو — ایسے بیمار کیوں دوا کرتے

اچھے ہوتے جو بخت عاصیؔ کے
یاد یثرب میں مصطفیٰ کرتے

من زار و ناتوانم فریاد رس الٰہی — بر لب رسیدہ جانم فریاد رس الٰہی
تو ساتر العیوبی تو غافر الذنوبی — تو مالک القلوبی فریاد رس الٰہی
از مکر نفس شیطاں کردم ہزار عصیاں — اکنوں شدم پشیماں فریاد رس الٰہی
سلطان لایزالی خلاق ذو الجلالی — معبود بے مثالی فریاد رس الٰہی
ہنگام فرقت جاں گردد قوی دل ناتواں — کن نزع بر من آساں فریاد رس الٰہی
از دور محشر ارحم رحمے بحال زارم — کس نیست جز تو یارم فریاد رس الٰہی
درد مرا دوا کن عصیاں ز من جدا کن — عشق نبی عطا کن فریاد رس الٰہی
دیدار شاہ شاہاں یا رب بلطف احساں — ما را نصیب گرداں فریاد رس الٰہی
یا رب بوقت آخر تقریر شود میسر — بہر رسول اطہر فریاد رس الٰہی
با ہر گناہ بر سر آیم ذلیل و ابتر — رسوا مکن بمحشر فریاد رس الٰہی
عصیانم زرا گشتہ رویم سیاہ گشتہ — کارم تباہ گشتہ فریاد رس الٰہی
از لطف بذل و احساں خالیست جیب دانا — شد غرق من بعصیاں فریاد رس الٰہی

عاصیؔ امیدوار و در راہ دین احمد
پایم ز لغزش آرد فریاد رس الٰہی

اگر بے یاد جاناں زندہ باشی — پس از مردن بسے شرمندہ باشی

تو بر اوج سپہر حسن و خوبی — یسانِ مہر و مہ تابندہ باشی

تو جانِ عاشقانِ بیدلانی — بدلداری الٰہی زندہ باشی

گرفتی ملک دلہائے دو عالم — سریر حسن را زیبندہ باشی

تو در بحر دل ما آشنایاں — بجائے گوہر ارزندہ باشی

ندارد گرچہ عاصی جز گنہ ہیچ
تو او را از کرم بخشندہ باشی

اے مظہر قدرت خدائی — ظاہر ز تو شانِ کبریائی

تو اصل وجود کائناتی — در شکل بشر تو مصطفائی

حق ساختہ است صورت تو — آئینہ صفات خودنمائی

در روے جہاں مثال چشمی — در چشم زمانہ روشنائی

ما را نہ توان وصل باشد — داریم نہ طاقت جدائی

ما بے تو بلب رسیدہ جانیم — فارغ تو ز حال ما چرائی

ہر کس برت آورد متاعی — من بیکسی و شکستہ پائی

باآں ہمہ نور ماہ گیرد — از مہر رخ تو روشنائی

تو خسروی و کشند پیشت — خوبان جہاں ہمہ گدائی

من ذرہ تو آفتاب تاباں — من خاک نشین تو بر سمائی

تو جائے درون جاں گرفتی — جویائے توام کہ تو کجائی

بے روے تو زیستن نخواہم — جاں را بصر نسیم ارنیائی

بخشش تو بصد امید عاصی — آید پے قسمت آزمائی

از طوق سگاں مدار محروم
آید به امید جبهه سائی

محروم مکن شها ز لطفش
در قبضهٔ قدرت خدائی

یا ربی به عنایت و کرم گوئے
عاصی سگِ آستان مائی

ماہ من جلوه نما گشت به شانِ عجبے
گر به تغییر شده هر کس به گمانِ عجبے

گہه به هر رنگ عیاں گاه ز هر رنگ نہاں
بے نشاں عجبے هست به شانِ عجبے

هیچو هم از مَن دلداده رواں میگذرد
شهسوار عجبے برق عنانِ عجبے

بس که خونیں کفناں داغ تو بر دل فتند
هست صحرائے عدم لاله ستانِ عجبے

نازنینے به صفِ خاک نشیناں نیاید
جلوه فرما شده با شوکت و شانِ عجبے

همه دلدادهٔ او بید چه هوشیار چه مست
فتنهٔ عالم و آشوب جہانِ عجبے

غنچه و گل همه قربان بہار حسنش
گلعذار عجبے غنچه دہانِ عجبے

بلبل از وصل گل من ز غمش نعره زناں
او بشور عجبے من به فغانِ عجبے

آسماں پایه گہش من ابیه پوش
او به شانِ عجبے من به گمانِ عجبے

جاں سلامت چه برد از نگهٔ نازکسے
خورد عاصی به جگر زخم سنانِ عجبے

مرجع کل خداست پنداری
نبی او مصطفےٰ ست پنداری

هر که گردید آشنائے رسول
حق با او آشناست پنداری

نام پاک محمد عربی
دافع صد بلاست پنداری

ذاتِ پاکش برائے عالمیاں
رحمتِ کبریاست پنداری

بہر عشاق او سبب ہم اجل — مژدۂ جان فزاست پنداری
از دو چشمان شوخ و پرفن او — ہر کجا فتنہ ہاست پنداری
از خرامش بہ عرصۂ محشر — حشر دیگر بپاست پنداری
کوئش از کثرت شہیدانش — عرصۂ کربلاست پنداری
جنبش زلف او در آئینہ — مار در آشناست پنداری
ہمہ گل بے وفا و گل رخ من — گل باغ وفاست پنداری
عاصیانیم گر چہ اے زاہد — بخشش از بہر ماست پنداری
ہستی ابد ہر ہیچ حباب — زیر موج فناست پنداری
ہر یکے در جہان بود فانی — ذات حق را بقاست پنداری
اے زمین خاک کن تنم را — کاین امانت تراست پنداری

اے لحد تنگ شو نہ بر عاصی
خادم مصطفےٰ ست پنداری

چو آب نوک پیکاں تازہ کردی — مرا خوں در رگ جاں تازہ کردی
مبارک باد اے دل زیر تیغش — نشانِ عید قرباں تازہ کردی
ہزاراں آفریں بر ہمت باد — کہ رسم سر فروشاں تازہ کردی
خراماں آمدی با تیغ عریاں — تمنائے شہیداں تازہ کردی
فزوں باد اثر اشور ملاحت — کہ زخم دلفگاراں تازہ کردی
زدے آتش بہ داغ سینہ از سوز — بہار این گلستاں تازہ کردی
نثارم بر تو اے نام مدینہ — ہزاراں در دل ارماں تازہ کردی

شگفته باد دائم رویت ای گل — خیال روی جانان تازه کردی
هزاران چون زلیخا محو حسنت — تو عهد ماهِ کنعان تازه کردی
دلم ممنون تیر ترک چشمت — کهن زخمش به مژگان تازه کردی
سرت گردم شب تاریک هجران — خیالِ زلف جانان تازه کردی

شفیع المذنبین عاصی فدایت
که از آب کرم جان تازه کردی

ای دیدهٔ زار در چه فکری — چون ابر بهار در چه فکری
پامال خزانست گلشن دل — ای جان بهار در چه فکری
جانم به لب و گلو به پشت — ای خنجر یار در چه فکری
ای جوش جنون ما کجائی — جوشید بهار در چه فکری
برخیز و علاج درد سر کن — ای مست خمار در چه فکری
دست تو کجا و دامن او — ای مشت غبار در چه فکری

عاصی تو کجا و مدح زلفش
اندر شب تار در چه فکری

گشاده زلف بر رخسار داری — پریشان سنبل گلزار داری
ترا پروای این مسکین چه باشد — هزاران طالب دیدار داری
ندارد تاب دیدن دیدهٔ ما — عجائب جلوهٔ رخسار داری
بگردد گرد تو عالم مگس وار — لب شیرین شکر گفتار داری
ز مژگان تیرهای زهر آلود — ز ابرو تیغ جوهر دار داری

کشیدی خنجر ناز و نہ کشتی ‌‌ مگر از کشتن ما عار داری

نمکدان باخود از شور ملاحت ‌‌ برائے سینۂ افگار داری

دہانت غنچۂ سربستۂ راز ‌‌ کہ در وے صد نہاں اسرار داری

بہار جنت الفردوس اعلےٰ ‌‌ بہ زیر سایۂ دیوار داری

بدور چشم مست خویش جاناں ‌‌ ہزاراں بیخود و سرشار داری

دلا افزونیش لذت دہد بیش ‌‌ عجائب در درون آزار داری

ہزاراں وعدہ ہائے وصلت خویش ‌‌ بہ زیر خنجر انکار داری

دلا از انجام کار خود خبردار ‌‌ کہ قصد کوچۂ دلدار داری

چرا ترسی ز مہر حشر عاصی ‌‌ کہ ظل احمد مختار داری

دل بستۂ گیسوئے آں شوخ طرحدارے ‌‌ یک بیکس و ناچارے در بند ستمگارے

آغشتہ بہ خون دل افتادہ بدام تو ‌‌ صیادو ترحم کن بر حال گرفتارے

رفتم ز سر کویت اے مرہم دل ریشاں ‌‌ با سینۂ مجروحے با دیدۂ خونبارے

یاد رخت ایمانم کفرم سر زلف تو ‌‌ دل دانۂ تسبیحے جاں رشتۂ زنارے

از درد فراق تو جاں بر لب او آمد ‌‌ شاید نہ خبر دارے در حالت بیمارے

موقوف بود دیدن بر قوت بینائی ‌‌ ہم در پس پردہ او ہم بر سر بازارے

بینند بہر ذرہ ارباب نظر او را ‌‌ حسنش نہ بود پنہاں از طالب بیدارے

در صحن چمن اے دل امید رسائی چیست ‌‌ صیاد جفا پیشہ تو مرغ گرفتارے

تعزیر گناہش دہ یا بخش تو عاصی را ‌‌ در دامن تو آمد بے یار و مددگارے

کیوں جوشِ جنوں ہوگا کیوں جامہ دری ہوگی
عالم ہی جدا ہوگا جب بیخبری ہوگی

آنسو میرے کہتے ہیں ٹکڑوں سے جگر کے یوں
کیا لطف سفر ہوگا جب ہمسفری ہوگی

لڑتے ہی نظر اوس سے دل گم ہوا پہلو سے
حیراں ہوں الٰہی یہہ کیا جادوگری ہوگی

دل جلکے نہ پھر تازہ عشرت سے کبھی ہوگا
یہہ شاخِ نہالِ غم اشکوں سے ہری ہوگی

کیوں چلنے لگی باہم پھر شیخ و برہمن میں
اے شوخ تیری اسمیں کچھ فتنہ گری ہوگی

سوزِ غمِ فرقت میں آساں نہیں کچھ رونا
جب شمع بنے دل تب آنکھوں میں تری ہوگی

صحرائے مدینہ میں پہونچا دے جنوں مجھکو
نظارہ کے قابل پھر شوریدہ سری ہوگی

یادِ رخِ گلگوں میں دنیا سے چلا عاصی
گلشن کی طرح تربت پھولوں سے بھری ہوگی

ہوی اِس شان سے عالم میں انکی جلوہ فرمائی
تماشا محوِ حیرت ہے زخود رفتہ تماشائی

بھلا کیا پوچھنا اُس مہ کی شانِ دلربائی کا

خدائی جس پہ صدقے ہے خدا جس کا ہے شیدائی

فروغ حسن محبوباں تمہاری ذات والا ہے
نہیں ہو جان رعنائی نہیں ہو جان زیبائی

کوئی اندھا تمہارے جلوۂ خوبی کو کیا دیکھے
ان آنکھوں سے ذرا پوچھو کہ جو رکھتے ہیں بینائی

دو عالم میں تمہارا ہمسر و ہمتا نہیں کوئی
خدا سے ملتی جلتی ہے تمہاری شان یکتائی

نظر میں دل میں سینہ میں جگر میں جا بجا تم ہو
تمہاری ذات پردہ میں تمہارا جلوہ ہرجائی

حقیقت کیا وہاں ہے قیصر و دارا سکندر کی
جہاں جبریل بھی کرتے ہیں آکر ناصیہ سائی

کوئی مجنوں کوئی لیلی کوئی وامق کوئی عذرا
یہ سب ہیں تیرے دیوانے یہ سب ہیں تیرے سودائی

کسی ذی فہم کا کیا فہم اس کی عقل تک پہونچے
دیا ہو عقل اول کو بھی جس نے درس دانائی

بہت دیکھے ہیں میخانے مگر اے مہروش ساقی
تیری ہی بزم میں آتا ہے لطف بادہ پیمائی

نبوت ہو تو ایسی ہو حکومت ہو تو ایسی ہو
جہاں بے دست و پا سب ہیں وہاں ہے تیری دارائی

کھلا ہے دل کا غنچہ ہے طبیعت باغ باغ اپنی
مدینے کے طرف سے آج جو ٹھنڈی ہوا آئی
پیا ہے جب سے جام عشق شیشہ فکر ہے عاصی
نہ بدنامی کا غم اسکو نہ کچھ پرواے رسوائی

حبیب خدا کو ہے الفت ہماری
ذرا کوئی دیکھے تو قسمت ہماری
کسی کی محبت میں ہیں سر بسجدہ
مبارک ہو ہمکو یہہ وحشت ہماری
در اشک آنکھوں میں ہیں داغ دل میں
خزانہ ہمارا یہہ دولت ہماری
دم نزع پیش نظر تھا جو وہ گل
ہے مسرور پھولوں سے تربت ہماری
ادھر بھی ذرا اک نظر یا محمدؐ
کہ ہے قابل رحم حالت ہماری
یہہ صدقہ تمھاری نعلین کا ہے
ملائک جو کرتے ہیں عظمت ہماری
یہہ خاطر تمھاری ہے سرکار ساری
ہے اللہ کو بھی جو چاہت ہماری
سحر یا محمدؐ ہے شب یا محمدؐ
وظیفہ ہمارا عبادت ہماری
ہم اہل خطا کیوں ہوں محشر میں رسوا
ہے رحمت کے دامن میں عزت ہماری
بجز تیری رحمت کے یارب نہیں ہے
کوئی اور بخشش کی صورت ہماری

دکھا دینگے زاہد کو محشر میں عاصی
کہ کوثر ہمارا ہے جنت ہماری

نہ کیوں ہو جہاں میں دہائی تمہاری
خدا ہے تمھارا خدائی تمھاری
ہوے یوں تو ہونیکو لاکھوں پیمبر
کسی نے نہ یہہ شان پائی تمھاری
کرے جسقدر ناز خالق وہ کم ہے
کہ صورت ہی ایسی بنائی تمھاری

گلوں پر تصدق نہ کیوں ہوتے بلبل — کہ ان میں ہے جلوہ نمائی تمہاری
کہاں بھی وہاں تک کسی کا نہ پہونچا — ہوئی جس جگہ تک رسائی تمہاری
میرے دل میں جلوہ ہے حضرت تمہارا — میری آنکھ میں روشنائی تمہاری
ہوا غل کہ رحمت کے مطلوب آئے — جو امت سر حشر آئی تمہاری
بہت سہل ہے آشنائی خدا کی — میسر ہو گر آشنائی تمہاری
کمال تصور ہوا دل کو حاصل — تو آنکھوں نے صورت دکھائی تمہاری
خدارا بلالو مجھے پاس اپنے — کہ تڑپا رہی ہے جدائی تمہاری

کسی دن دکھا دیگی تاثیر عاصی
در پاک پر جبہہ سائی تمہاری

تمکین جتنی شوخ نگاہی میں رہ گئی — اتنی ہی دیر دل کی تباہی میں رہ گئی
تم شوخ آنکھ شوخ تمہاری نگاہ شوخ — اب کیا کمی ہماری تباہی میں رہ گئی
منزل ہوئی نہ کوچہ جاناں میں بیدھڑک — حسرت یہی فقط دل راہی میں رہ گئی
ثابت تھا میرے قتل کا الزام یار پر — لیکن زبان تیغ گواہی میں رہ گئی
برباد میں ہوا نہ کدورت تیری گئی — میری بہشت خاک تباہی میں رہ گئی
پہنچی بھی گرچہ ہمنے جگر سے کشیدہ آہ — لیکن تلک کے عرش الٰہی میں رہ گئی
اسنے جو مجھکو دیکھ کے آنکھ اپنی پھیر لی — حسرت لپٹ کے نیم نگاہی میں رہ گئی
زاہد بھی دیکھتے ہیں حسینوں کو شوق سے — اب ایک بحث پاک نگاہی میں رہ گئی
جا کی مزاج رہتے ہیں کب گھر میں آپکے — یونس کی آرزو دل ماہی میں رہ گئی
طوفان بحر تیغ سے بیڑا ہوا نہ پار — کشتی اہل کفر تباہی میں رہ گئی

جب نقد جان سے جسم ہو خالی تو پھر یہ
مٹی فقط خزانۂ شاہی میں رہ گئی

عاصی گرے جو اشک ندامت دم اخیر
کچھ آبرو جناب الٰہی میں رہ گئی

نہ کیوں الفت ہو ہم کو رنج و غم سے
کہ انکو ساتھ لائے ہیں عدم سے

خدا جانے مزا کیا دیر میں تھا
جو زاہد آگیا پھر کر حرم سے

ہوئے ہیں خانماں برباد اس میں
مزا الفت کا پوچھے کوئی ہم سے

انہیں تو انہیں لطف آتا ہے ناسخ
وہ کیوں باز آئینگے اپنے ستم سے

ستاتے ہیں مجھے ہر دم یہہ کہہ کر
ستمگر ہوتے ہیں مشق ستم سے

نظر آئیگا تم کو سب کچھ اس میں
بغل میں دل ہے بہتر جام جم سے

میں انکے روئے انور پہ ہوں صدقے
ہوا روشن جہاں جنکے قدم سے

خدا نے لوح کو سو بار چوما
تمہارا نام جب نکلا قلم سے

عرب میں جب ہوئے سرکار پیدا
صدا لبیک کی آئی عجم سے

یہہ ہیں مسند نشین بزم ہستی
خدائی کی ہے رونق انکے دم سے

بہار تازہ خارستاں میں آئی
جہاں گلشن ہوا فیض قدم سے

پڑے ہیں کام سب عاصی کے یا رب
اسے تو بخشدے اپنے کرم سے

جسپہ غنچے ہوں تصدق وہ دہن کسکا ہے
پھول قربان ہوں وہ رنگ سخن کسکا ہے

شوخی بسمل ہے یہہ بے ساختہ پن کسکا ہے
ٹھوکریں کھاتا ہے محشر یہ چلن کسکا ہے

چادر شوق میں حسرت کے ہیں لاکھوں پیوند
بیکسی کہتی ہے یا رب یہہ کفن کسکا ہے

دیکھ کر سینہ پہ داغ کو میرے بولے
رنگ چھایا ہے خزاں کا یہ چمن کسکا ہے

بنکے خورشید درخشاں جو نظر آتا ہے
یہ نیا داغ جگر جسپہ رخ کہن کسکا ہے

ہاتھ میں جام ہے شیشہ ہے ساقی پیتا ہو تو
انتظار اب تجھے اے توبہ شکن کسکا ہے

چھوٹ جاتا ہے مسافر سے وطن وقت سفر
جو مسافر کے ہو ہمراہ وہ وطن کسکا ہے

گر نہیں پر تو لعلِ لب رنگین صنم
تجھمیں پھر رنگ بتا لعل یمن کسکا ہے

جسپہ قربان ہے رضواں وہ ہے کسکا روضہ
جسپہ جنت ہے تصدق وہ چمن کسکا ہے

مثل جسکا ہو نہ وہ ذات مقدس کسکی
جسکا سایہ نہو یارب وہ بدن کسکا ہے

یوں تو ہو نیکو ہوئے او پیمبر بھی مگر
مرتبہ آپکا اے شاہِ زمن کسکا ہے

کر سکے خسرو خوبان دو عالم کی ثنا
یہ زباں کسکی ہے عاصی یہ دہن کسکا ہے

پھولا ہے جو یثرب کا گلستاں میرے آگے
ہے خلد بریں دشت مغیلاں میرے آگے

کہتا ہے مرا دست جنوں جوش جنوں میں
کیا چیز ہے محشر کا گریباں میرے آگے

میں مالک فردوس کا ہوں آل کا مفتوں
حوروں کو نہ لانا کبھی رضواں میرے آگے

خال و خط و رخسار جبیں ریش مبارک
گویا ہے کھلا رحل پہ قرآں میرے آگے

صدقے میں کروں اس دہن پاک پہ سو بار
آجائے اگر چشمۂ حیواں میرے آگے

اس شوق میں جاتا ہوں سوئے روضۂ اقدس
دو چار قدم ہیں مرے ارماں میرے آگے

شیرازہ بکھر جاتا ہے جمعیت دل کا
جب کھلتی ہے وہ زلف پریشاں میرے آگے

ہر قطرۂ خوں کہتا ہے آنکھوں سے ٹپک کر
آئے تو ذرا لعل بدخشاں میرے آگے

ہوں مرغ نوا سنج گلستان محمد
کیا کھولے زباں مرغ خوش الحاں میرے آگے

آنکھوں سے یہ دنبالۂ سرمہ کا بیاں ہے
بل کھا گئی کیا شاخ غزالاں میرے آگے

سر پہ ہے میرے سایۂ سلطان دو عالم
کچھ چیز نہیں چتر سلیماں میرے آگے

کہتا ہے ہر اک عارض پر نور محمد
ہے چاند خجل مہر پشیماں میرے آگے

کچھ ایسی ترقی پہ ہے وحشت مرے دل کی
گویا ہے مدینے کا بیاباں میرے آگے

داغوں نے ترا نے جگر و دل کیے ہیں معمور
کچھ مال نہیں گنج سلیماں میرے آگے

یاد آیا مجھے ناز سے ہنسنا وہ کسی کا
غنچے جو ہوئے باغ میں خنداں میرے آگے

مذہب ہے مرا عشق ہر اک سے ہے محبت
کافر مرے پیچھے ہیں مسلماں میرے آگے

کیا دل کا مرے حال ہوا آئینہ امیر
عیسیٰ ہیں جو بیٹھے ہوئے حیراں میرے آگے

آتا ہے نظر مطلع ابروئے محمد
کھل جاتا ہے جب حسن کا دیواں میرے آگے

ہے روضۂ سرکار مجھے خلد سے بہتر
مذکور نہ کر خلد کا رضواں میرے آگے

شرما کے اڑا دیتا ہوں میں زخم کا دامن
تیغ انکی جب آجاتی ہے عریاں میرے آگے

غیرت سے نہ کیوں جان دوں ان [illegible]
پروانے ہوں جب شمع پہ قرباں میرے آگے

آنکھوں میں ہے جو قلزم حسن شہ والا
قطرہ سے ہے کم یوسف کنعاں میرے آگے

ارمان نکالوں گا میں لپٹا کے گلے سے
شوخی جو کرے خنجر براں میرے آگے

اللہ رے ضیا کہتا ہے دل کا مرے ہر داغ
ذرہ سے ہے کم مہر درخشاں میرے آگے

پایا ہے مدینے میں مزہ نان جویں کا
بے لطف ہیں سب نعمت الواں میرے آگے

آجائے گا جب لب پہ مرے نام مبارک
ٹھہرے گا نہ پھر نزع میں شیطاں میرے آگے

اللہ نے دی ہے مجھے وہ جرأت و ہمت
روبہ سے ہے کم شیر نیستاں میرے آگے

پابند ہیں جو عقل کے ان کا نہیں قائل
جو اہل ہیں دانا وہ ہے ناداں میرے آگے

آسان ہر اک بات بھی دشوار ہے انکو / دشوار ہر اک کام ہے آسان میرے آگے

بے خوف چلا جائیگا فردوس میں عاصی
ہے راہ نما رحمت یزداں میرے آگے

میں جو اٹھ جاؤں جہاں سے تو جہاں غم میں رہے / عشق تو ایک طرف حسن بھی ماتم میں رہے

چارہ گر زخم ہے دل کا میرے رکھو انکا خیال / کچھ اثر سوز بڑھائیگا بھی مرہم میں رہے

سب کے دل ہو گئے پامال بلائے دوراں / پھنس گئے وہ جو تیرے گیسوئے پرخم میں رہے

انکو آیا جو میری موت پہ ماتم کا خیال / بڑھ کے شوخی نے کہا میری بلا غم میں رہے

بے خبر اٹھ گئے بے خبری میں یاں سے / یہہ خبر بھی نہوی کونسے عالم میں رہے

لطف جب آئیگا زاہد تجھے اترانے کا / جائیں فردوس میں عاصی تو جہنم میں رہے

دونوں گھر کر گئے آباد وہ اپنے غم سے / چشم گریاں میں رہے یا دل خرم میں رہے

جلوہ حسن نے کچھ ایسا خود رفتہ کیا / محفل یار میں ہم اور ہی عالم میں رہے

سر ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہوی / ہم تماشائے رخ قاتل عالم میں رہے

اپنے عصیاں پہ دل زار تو اتنا رونا / اشک باقی نہ کوئی دیدۂ پرنم میں رہے

حشر تک ہو چکے مدت ہوی جانے والے / مست ہم روضۂ سلطان دو عالم میں رہے

تو جو ملجائے تو عاصی کو نہیں کچھ پروا
خواہ جنت میں رہے خواہ جہنم میں رہے

ہم بھٹکتے ہیں کہیں شیخ کے بہکانے سے / راستہ سیدھا ہے فردوس کا بتلانے سے

چاہئے ہم کو تو دلدار ہمارا رضواں / دل بہلتا ہے کہیں حوروں کے بہلانے سے

کیوں وہ احسان مسیحا کے اٹھائیں لو / جنکو ملتا ہے مزہ درد کے بڑھ جانے سے

کیا خبر اسکو نہو سوز محبت جس کو
لطف جلنے کا تو پوچھو کسی پروانے سے

غم رسیدوں کو نہ روکے کوئی رونے سے بھی
دل کو ہوتا ہے سکوں اشک کے بہجانے سے

ایک میکش بھی نہیں ہوش میں ساقی کے سوا
آج توحید کی بو آتی ہے میخانے سے

جان بھی جائے تو جائے مری پیتے پیتے
لاش اٹھے بھی تو اٹھے تیرے میخانے سے

گو ہر اک رند کے پینے کا ہے پیمانہ جدا
مے مگر ملتی ہے یثرب ہی کے میخانے سے

پھول ہو جاتا ہے غنچہ دل افسردہ کا
روضۂ شاہِ دو عالم کی ہوا کھانے سے

مالکِ دین بھی ہیں مالک دنیا بھی ہیں
دو جہاں ملتے ہیں اک آپکے ملجانے سے

عاصی اعمال پہ اپنے تو خجل رہ گئیہ
عفو ہو جاتے ہیں تقصیر پہ شرمانے سے

جب سے نسبت ہوئی ساقی ترے میخانے سے
رات دن آنکھ لڑی رہتی ہے پیمانے سے

کیا مے ناز سے مخمور ہیں آنکھیں تیری
مست ہے ساری خدائی اسی میخانے سے

پردہ رخ سے تو اٹھائے تو برہمن کیا ہیں
بت نکل آئیں تری دید کو بتخانے سے

رحم دیکھو مجھے خود رفتہ بنا کر اپنا
کہتے ہیں کوئی نہ بولے مرے دیوانے سے

توڑ کر غیر کا دل منہ نہ لگا پھر اس کو
مے کہیں پیتے ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

دختِ رز کیلئے بن پیر مغاں کا خادم
یہ پری ملتی ہے زاہد کہیں للچانے سے

جائے مے خوں سے پیمانہ چھلک جاتا ہے
آنکھ جب حال جگر کہتی ہے پیمانے سے

غیر کے واسطے کیوں رق بلا وہ بنتے
انکو آتا ہے مزا مجھکو ہی تڑپانے سے

خوف ہے چاک نہ کر دے کہیں اپنا دامن
الحذر کرتا ہے محشر ترے دیوانے سے

پی گئے جام مبارک تمہیں پینا زندو
محتسب آج نکالا گیا میخانے سے

زاہدوں پر کہیں کھلتی ہے حقیقت اسکی
رازِ میخانہ کا پوچھو کسی مستانے سے

مکتبِ عشق میں مجنوں کی حقیقت کیا ہے
درسِ وحشت وہ بھی لے تیرے دیوانے سے

کچھ رہے یا نہ رہے پر رہے نسبت قائم
رحم ہو جائیگا ساقی تیرے کہلانے سے

دل کی مستی کا نہ کر ذکر کسی سے عاصی
رازِ میخانے کا باہر نہ ہو میخانے سے

راز کیوں مستوں کا باہر ہو میخانے سے
خم نے شیشے سے کہا شیشے نے پیمانے سے

کون سا مست گیا اٹھ کے میخانے سے
شیشے بگڑے ہوئے بیٹھے ہیں جو پیمانے سے

میں وہ میکش ہوں اگر قصد کروں پینے کا
جام چلتے ہوئے آئیں ابھی میخانے سے

کشتۂ ناز کی مٹی سے بنا ہے شائد
بوئے خون آتی ہے ساقی تیرے پیمانے سے

جام ہاتھ میں ہیں خم سوگ میں شیشے گریاں
لاش کس مست کی نکلی تیرے میخانے سے

کچھ الگ کوثر و تسنیم نہیں اے واعظ
یہہ ہی بحر میں نکلی ہیں جو میخانے سے

عشق میں اگر تجھے منظور رہے کامل ہو
سوز لے شمع سے اور ساز لے پروانے سے

دلِ مغموم کو اللہ سلامت رکھے
پیتے ہیں خون جگر ہم اسی پیمانے سے

کوچے چاک گریباں کی ہے آمد آمد
پیشوائی کو جو وحشت بڑھی ویرانے سے

عرصۂ حشر سے سید جاوہ گیا جنت میں
کچھ بھی پوچھا کسی نے تیرے دیوانے سے

درد فرقت کا نہ ہوگا کبھی عیسیٰ سے علاج
یہہ مرض جائیگا شربت کی ہوا کھانے سے

اس غزل کو تو پڑھیں شیخ کی صحبت عاصی
یہہ زمیں ہم نے نکالی ہے صنم خانے سے

نشانِ قبر جب پوچھا کسی نے
بتایا ڈھ کے میری بیکسی نے

میرا دل لیکے پھر میرے ہی دشمن
جگر سینے میں ہے میرے نہ دل ہے
یہی ہوتے ہیں الفت کے قرینے
مجھے لوٹا تمھاری سادگی نے

تیری یہ نیم وا چشم فسوں ساز
ہزاروں حسرتوں کا کر دیا خوں
نہ مرنے دیتی ہے مجھکو نہ جینے
میرے سینے میں اک تیری نہیں نے

جلایا آتش غیرت میں مجھکو
جواب لن ترانی آگے آکر
ترا منھ چوم کر تیری ہنسی نے
دیا انکو انہیں کی آرسی نے

ہزاروں جنتیں ہوں داغ تمنا
گلہ بیجا ہے اب دل دیکے انکا
ترے جلوے کے قابل ہیں وہ سینے
بنایا انکو غارت گر ہمیں نے

وہ آئے پر نہ آیا آپ میں میں
یہاں میں ہائے بسمل زخم مجھکو
کیا گم مجھکو ایسا بیخودی نے
رلایا برسوں اک دم کی ہنسی نے

یہاں حوریں بھی ہیں محو تماشا
جگر تھامے ہوئے آئے وہ آخر
بھلایا خلد کو تیری گلی نے
کیا کیا کام دل کی بیکلی نے

وہ بے پایاں ہے بحر عشق جسمیں
دل اغیار کے ٹکڑے بھی بیشک
ہزاروں ڈوبتے دیکھے سفینے
نگینے ہیں مگر جھوٹے نگینے

کروں جنت میں گر ذکر لب یار
ابھی آجائیں کوثر کو پسینے

دکن میں ہے بہت بے چین عاصی
بلالو اُس کو پھر حضرت مدینے

ہر گل داغ شگفتہ نظر آتا ہے مجھے
جب تصور میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے

آج پھولوں میں کلیجا نظر آتا ہے مجھے
آنکھ کہتی ہے کہ روضہ نظر آتا ہے مجھے

کیا بتاؤں تمھیں حیران ہوں کیونکر میں کہوں — دل کے آئینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے مجھے

کیا تجلی ہے کہ اٹھتی ہے نظر جب اپنی — ہر طرف نور تمہارا نظر آتا ہے مجھے

اُٹھکے رُخ سے جو ہٹا پردہ تو بولے موسیٰ — آج پھر طور کا نقشہ نظر آتا ہے مجھے

آبلہ پھوٹ گیا ہے کوئی شاید اسکا — خون دل آنکھوں سے بہتا نظر آتا ہے مجھے

دیکھ کر آنکھ انہیں کہتی ہے اللہ اللہ — تیری قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

روضۂ پاک کا ہر نخل بنا ہے موسیٰ — پتہ پتہ ید بیضا نظر آتا ہے مجھے

دیکھتا ہوں جو ملا کر رخ سرکار سے میں — نور مہتاب کا میلا نظر آتا ہے مجھے

رنگ لعل لب جاں بخش نبی کے آگے — لعل کا رنگ بھی پھیکا نظر آتا ہے مجھے

شور برپا ہے قیامت کہیں وہ آئے ہیں — سارا محشر تہ و بالا نظر آتا ہے مجھے

تو ہے وہ جان جہاں تجھ پہ ہو عالم صدقے — جسکو دیکھوں ترا شیدا نظر آتا ہے مجھے

یاد آتا ہے اسے روضۂ حضرت شاید — دل جو سینے میں تڑپتا نظر آتا ہے مجھے

رفعت گنبد سرکار کے آگے عاصی
گنبد چرخ بھی نیچا نظر آتا ہے مجھے

تمھارے کوچے سے جائے عاصی بھلا یہ کس کی مجال بھی ہے
قتیل تیر نگاہ بھی ہے شہید تیغ جمال بھی ہے
کشادہ ابرو کے نیچے رخ پر سیاہ سا ایک خال بھی ہے
حریم کعبہ کھلا ہوا ہے اور اس میں حاضر بلال بھی ہے
جہاں کے سارے حسین دیکھے جہاں کے سارے جمیل دیکھے
کوئی تمھارا جواب بھی ہے کہیں تمھارا مثال بھی ہے

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
عجب طرح کا ہے یہہ تماشا جمال بھی ہے جلال بھی ہے

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ نہ پوچھو مجھ سے میری تمنا
یہی ہے مقصد یہی ہے مطلب یہی تو میرا سوال بھی ہے

ہٹا کے آئینہ روبرو سے ذرا تو دیکھو تڑپ کسی کی
رہوگے محوِ جمال کب تک نہیں کسی کا خیال بھی ہے

تمھارے رخسار کی تجلی خمیدہ ابرو کا اسپہ جلوہ
سپہرِ خوبی پہ ہے یہہ ثابت کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

اسی کے شمع جمال پر میں مثال پروانہ جل رہا ہوں
اسی کی تو اب لگی ہوی ہے اسی کا ہر دم خیال بھی ہے

رہے تصور ترا سلامت یہی ہے ہمدم یہی ہے محرم
انیس عیش و نشاط بھی ہے رفیق رنج و ملال بھی ہے

مزیل ایمان عابداں ہے جلائے دلہائے عاشقاں ہے
شراب کہتے ہیں جسکو زاہد حرام بھی ہے حلال بھی ہے

نہیں ہے اک حال صوفیوں کا گواہ اسپر ہے لی مع اللہ
عروج بھی ہے نزول بھی ہے فراق بھی ہے وصال بھی ہے

فضا نہ بھاویگی مجھکو رضواں نظر میں سرکار کا ہے روضہ
میں باغ جنت کو خاک چاہوں کہ اسکے آگے یہ مال بھی ہے

ہزار روٹھو تم اس سے جاناں نہیں ہے عاصی کا اس پہ بس چلتا

سنا ہی لیگا کہتیں وہ اک دن یہہ اسکو حاصل کمال بھی ہے

یاد برق نگہ یار جو تو آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو دل جلنے کی بو آتی ہے

تیرے جھونکوں سے جو فردوس کی بو آتی ہے
کیا صبا روضۂ سرکار سے تو آتی ہے

ہم وہ بیکس ہیں کہ میخانۂ عرفاں سے یہاں
جب شراب آتی ہے بھر بھر کے سبو آتی ہے

ایک ہم ہیں کہ گنہ کرنے کی عادت ہمکو
ایک تم ہو کہ تمہیں رحم کی خو آتی ہے

کام لیا کرتے ہیں خونابۂ دل سے اپنے
عاشقوں کو بھی تو ترکیب وضو آتی ہے

کشمکش میں ہے مری جان حزیں فرقت میں
نہ تو وہ آتے ہیں نہ موت نہ تو آتی ہے

بخیہ گر کیا دل صد چاک ہمارا سینا
اسکی کچھ تجھ کو بھی ترکیب رفو آتی ہے

میرے سینے سے نکلتی ہے تڑپکر جو آہ
دل کو اس ظالم سفاک کے چھو آتی ہے

فاتحہ پڑھنے کو یاں کون تھا آنیوالا
بیکسی ایک مری قبر پہ تو آتی ہے

دیکھ کر چیں بہ جبیں اس بت خود آرا کو
موج ہر ایک لرزتی لب جو آتی ہے

قبر عاصی پہ وہ گل دیکھ کے فرماتے ہیں
مغفرت کی مجھے ان پھولوں سے بو آتی ہے

متفرقات

من از لب جاں بخشت کے عہد وفا خواہم
یک زخم بدل جاناں از تیغ ادا خواہم

ترسم کہ شوی برہم از غیرت یکتائی
گر از تو ترا جویم گر از تو ترا خواہم

گیرم کہ بلائے جاں آں زلف دوتا باشد
من از سر ہر مویش صد گونہ بلا خواہم

از زخم نگاہ خود اے یار چہ می پرسی
تا سور بدل دارم حاشا کہ شفا خواہم

ہر کس بہ غم عشقت سودائے دگر دارد
من لذت درد تو از جملہ جدا خواہم

دل محو خیال تو چشم بہ جمال تو
غیر از تو کرا بینم غیر از تو کرا خواہم

از ہجر تو بیمارم وصل تو دوائے من
اے عیسیٰ بیماراں من از تو دوا خواہم

صد عہد وفا بستی صد بار شکستی تو
صد بار جفا دیدم باز از تو وفا خواہم

ایں جسم نزار من ہمچوں خس و خاشاکے
در کوئے تو اندازد از باد صبا خواہم

ہر دم ز ادائے تو صد گونہ جفا پیدا
ہر لحظہ ز اندازت من تازہ جفا خواہم

مقصود دل عاصی جز وصل تو جاناں نیست
از باب قبول تو تاثیر دعا خواہم

من و داغ عشق رویش بہ چمن چہ کار دارم
کہ درون سینہ و دل ہمہ لالہ زار دارم

مفگن خدنگ ہر سو پئے تیر غمزۂ تو
جگرے بہ خوں طپیدہ دل بیقرار دارم

چو بیائی اے ستمگر بہ شناسی ترحم را
کہ ہجوم بیکسی ہا بہ سر مزار دارم

نہ روم چو عندلیباں بہ نظارۂ گلستاں
کہ درون خانۂ جاں گل نو بہار دارم

تو بیا کہ بر سرِ رہ ز خزانۂ دل و چشم ‌‌ ہمہ گوہر آلی ز پئے نثار دارم

چو شگافی سینہ ام را تو ز سوزِ عشق بینی ‌‌ کہ بجائے خون تازہ بجگر شرار دارم

بہ تصوّرِ لبانت نہ چرا سرور باشد ‌‌ کہ بساغرِ دل خود مے خوشگوار دارم

چو بدیدہ ہائے عالم ز رہِ تو سر بریدہ ‌‌ بخدا چشم وائم ز صبا غبار دارم

نہ بود چرا جمالش بہ نگاہِ من ہمیشہ ‌‌ کہ بصحفۂ دل خود ہمہ نقش یار دارم

سزد ار بکامِ عاشق سخنم گوار آید ‌‌ کہ من این حدیث شیرین ز لب نگار دارم

چہ عجب قبول افتد بجناب یار عاصی
بہ نثارِ رحمتِ او دلِ شرمسار دارم

قربان نگاہِ یار کردیم ‌‌ درمانِ دلِ فگار کردیم

اسبابِ طرب گزید زاہد ‌‌ ما وردِ تو اختیار کردیم

لبیک قضا یہ گفت ما را ‌‌ در کوئے تو چون گزار کردیم

دادیم جوابِ بے مثالی ‌‌ آئینہ بہ پیش یار کردیم

سر رشتۂ عمر بود کوتاہ ‌‌ پیوند بہ زلف یار کردیم

در یادِ گلِ رخِ تو دل را ‌‌ سودازدہ بہار کردیم

بر بوئے حیات جاودانی ‌‌ جان بر لبِ او نثار کردیم

از ذکرِ بہارِ حسن آن گل ‌‌ آرایش صد بہار کردیم

ناواقفی ما فقط ہمین بود ‌‌ بر عہدِ تو اعتبار کردیم

عاصی بشمار ہم نیامد
چون داغِ جگر شمار کردیم

وہ پردہ جو رخ سے اٹھائے ہوئے ہیں
دو عالم کو بیخود بنائے ہوئے ہیں

ذرا اُنکی آنکھوں کے دیکھو کرشمے
کہ اہل نظر کو لٹائے ہوئے ہیں

دلِ ناتواں کو میں کیونکر بچاؤں
نظر کو وہ بجلی بنائے ہوئے ہیں

شہید ادا ہیں نہ دو غسل ہم کو
کہ خون جگر میں نہائے ہوئے ہیں

خدا جانے کس وقت یہ تیر نکلے
جگر کو نظر سے ملائے ہوئے ہیں

کوئی لطف دیدار موسیٰ سے پوچھے
کہ چوٹیں نظر کی وہ کھائے ہوئے ہیں

دکھاتا ہے منظور خود اپنا جلوہ
وہ آئینہ مجھکو بنائے ہوئے ہیں

کہیں بنکے لیلیٰ کہیں بنکے مجنوں
وہ اپنے تماشے کو آئے ہوئے ہیں

نہ کعبہ تھا پہلے نہ بتخانہ کوئی
یہ دونوں تمھارے بنائے ہوئے ہیں

بظاہر ہے آئینہ روئے محمد
وہ اپنے کو اس میں چھپائے ہوئے ہیں

لپٹ جائے رحمت نہ کیوں ہمسے عاصی
ندامت سے گردن جھکائے ہوئے ہیں

پہنچ کے خود تاثیر آجائے دعا ایسی تو ہو
درد اٹھے پیشوائی کو دعا ایسی تو ہو

وہ جگر کو تھام لیں ایسا تو ہو نالہ کوئی
پہنچے اسکے دل تک آہ رسا ایسی تو ہو

دل اسیر زلف ہو کیا [illegible] جا کر
ایک بلا پر دوسری نازل بلا ایسی تو ہو

پار ہو دل کے کوئی ایسا تو ہو تیر نظر
انجمن مقتل بنے تیغ ادا ایسی تو ہو

رند سمجھیں مجھکو واعظ پیر [illegible]
تیری طرز نگہ کو مرد خدا ایسی تو ہو

کھنچ رہی ہے وہ نازک [illegible]
کوئی صورت پیاری پیاری دلربا ایسی تو ہو

خون دل خون جگر آنسو ملا کر [illegible]
دست و پائے یار کے قابل حنا ایسی تو ہو

جان جائے سر نہ اٹھے آستانِ یار سے
وہ جفا پر اپنی شرمائے وفا ایسی تو ہو

لخت دل کھایا کرے خون جگر پیتا رہے
جو مریض عشق ہے اسکی غذا ایسی تو ہو

درس گاہ عشق میں مانیں مجھے استاد قیس
میری شہرت خلق میں بعد فنا ایسی تو ہو

سوچ کر اے حضرت دل اس سے ہم کنار ہوا
رو نکر دے وہ تمھاری التجا ایسی تو ہو

جسکی خلقت نور سے ہو پھر اُسی میں جا ملے
ابتدا ہو جیسی ویسی انتہا ایسی تو ہو

دل بہلجائے نکلکر کوچۂ دلدار سے
گلشن فردوس کی رضواں فضا ایسی تو ہو

ایسے ویسے جرم کی پرسش ہو کیا روز جزا
جوش رحمت کو بھی آجائے خطا ایسی تو ہو

بیگنا ہوں کو بھی میرے جرم پر آجائے رشک
کوئی صورت مغفرت کی عاصیا ایسی تو ہو

جدا ہوں نہ تجھ سے مگر اے خدا جو میں ہوں سو میں نہیں جو ہے سو تو
تری ذات دریا میں اک بلبلا جو میں ہوں سو میں نہیں جو تو ہی سو تو

میں مظہر اگرچہ ہوں یارب ترا میری ذات ہی گو ترا آئینہ
مگر تو ہے باقی مجھے ہے فنا جو میں ہوں سو میں نہیں جو تو ہی سو تو

اگرچہ عطا علم سارا کیا مجھے اپنی صورت پہ پیدا کیا
مگر میں ہوں بندہ تو مولا مرا جو میں ہوں سو میں نہیں جو تو ہے سو تو

ہے ہستی مری گرچہ ہستی تری ہے سب مجھ میں تیری ہی جلوہ گری
میں مخلوق ہوں تو ہی خالق مرا جو میں ہوں سو میں نہیں جو تو ہی سو تو

ترے نور سے گو میں پیدا ہوا اگر مجھ سے کہتا ہے جلوہ ترا
نہ شامل ہوں تجھ میں نہ تجھ سے جدا جو میں ہوں سو میں نہیں جو تو ہی سو تو

خلا میں بھی میں ہوں ملا میں بھی میں ہر اک چیز میں جابجا بھی میں ہوں
مگر فرق اتنا ہے اے کبریا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

مری شان گرچہ تری شان ہے مری آن گرچہ تری آن ہے
مگر حاجتی میں تو حاجت روا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

ترا نور مجھ میں ہے سرتاپا مرے تن بدن میں ہے جلوہ ترا
مگر پھر بھی کہتا ہوں یہ برملا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

اگر ہوں بھی سردارِ کون و مکاں مرے دست قدرت میں ہوں دو جہاں
مگر بادشاہ تو ہے میں ہوں گدا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو

بھروسہ ہے رحمت پہ پروردگار ہوئے مجھ سے سرزد گنہ بیشمار
بیاں کیا کروں اپنا میں ماجرا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو

مرا نام عاصی خطاکار ہے ترا نام ستار و غفار ہے
مری بخشدے یا خدایا خطا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

قبلۂ دل کعبۂ جاں حضرت تسکین شاہ — پیشوائے اہل عرفاں حضرت تسکین شاہ
فقر کے مسند نشیں تاج توکل زیب سر — مالک درویشی کے سلطاں حضرت تسکین شاہ
تھی زبانِ پاک اُنکی گنج مخفی کی کلید — کاشف اسرار یزداں حضرت تسکین شاہ
رہبر اہلِ طریقت رہنمائی اہل شرع — دونوں راہوں کے نگہباں حضرت تسکین شاہ
ساز و برگ بینوایاں چارۂ بیچارگاں — بے سر و ساماں کے ساماں حضرت تسکین شاہ
قاسم جام شراب عشق محبوب الست — ساقی بادہ پرستاں حضرت تسکین شاہ
آسمانِ علم عرفانِ خدائے پاک کے — ماہِ تاباں مہر رخشاں حضرت تسکین شاہ

آپکے نورِ فیض سے سارا جہاں معمور ہے
آفتابِ چرخِ عرفاں حضرت تسکین شاہ

کیوں نہ پھر اجڑا ہوا اپنا بسا آباد ہو
خانۂ دل میں ہیں مہماں حضرت تسکین شاہ

میں اکیلا کہنہ کشتی بحرِ ناپیدا کنار
موجزن ہے غم کا طوفاں حضرت تسکین شاہ

تم لگا دو ہاتھ تو دم بھر میں بیڑا پار ہو
بحرِ غم میں ہوں پریشاں حضرت تسکین شاہ

آپکی فرقت میں ہم کب تک رہیں فرمائیے
چشم گریاں سینہ بریاں حضرت تسکین شاہ

اب دعائے مغفرت عاصی کے حق میں کیجئے
بڑھ گئے ہیں اسکے عصیاں حضرت تسکین شاہ

دست بستہ ہیں کھڑے خدام در پہ دیکھئے
اے شہِ تسکیں ذرا ادہر پھیر کر دیکھئے

دردِ ہجراں سے نہیں آتا مجھے دم بھر قرار
دل ہے مثلِ ماہیٔ بے آب مضطر دیکھئے

مضطرب دل ہے جگر مضطر پریشاں حال ہوں
اک نظر میری طرف بھی بندہ پرور دیکھئے

بہہ رہے ہیں دیدۂ تر سے مرے لختِ جگر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے قلبِ مضطر دیکھئے

آتشِ ہجراں سے دل جلکر ہوا مثلِ کباب
اشکِ خوں اڑنے لگے ہیں بنکے اخگر دیکھئے

ہو جنہیں منظور سیرِ طورِ سینا دیکھنا
کہدو اُنسے روضۂ تسکین کو آکر دیکھئے

شامیانہ ہے کھنچا لطف رسول اللہ کا
مرقد پر نور پر رحمت کی چادر دیکھیے
راہ میں محبوب کے عاصیؔ بھٹکتا ہے کہیں
ہیں شہ مسکین و بیکس اس کے رہبر دیکھیے

مثلث بر قصیدہ حضرت امیرؔ مرحوم

ہے التجا کرم میں نہ دیر اب ذرا لگے | کشتی مری تباہ ہو پار اے خدا لگے
ایسی ہوا چلے کہ مدینے کو جا لگے

جلتے ہیں استخوان تپ فرقت سے رات دن | میں گھل رہا ہوں محبت سے رات دن
کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے

ایسے کہاں نصیب کہ ہو شاہ تک گزر | ڈرتا ہوں میں زمین مدینے کی چوم کر
ایسا نہ ہو کہ پھر کبھی افلاک کو برا لگے

سرمے کے بدلے آنکھوں میں اپنی لگائے حور | ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور
دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے

ہرگز نہ ہو خوشی میں الم سے تو بے خبر | اے دل شب فراق سے روز وصال تک
ایسا نہ ہو کہ پھر ترے پیچھے بلا لگے

کہ مصطفیٰ ہیں ساری خدائی کے اے امیرؔ | حضرت جدھر نکلتے تھے غل کرتے تھے فقیر
ہم بیکسوں غریبوں کی تم کو دعا لگے

ہمراہ شوق عاصیؔ گم کردہ راہ کے | بھیجا سلام امیرؔ کا روضے پہ شاہ کے

لیکن زمیں سے نہ قدم اے صبا لگے

مثلث دیگر

برباد ہوئے خود بھی دلکو بھی ستا بیٹھے
اک مست کی آنکھوں سے آنکھ اپنی لڑا بیٹھے
تھا فتنہ جو خوابیدہ ہم اسکو جگا بیٹھے

دل میں تو کدورت تھی ملنے کا بہانا تھا
وعدے کے وفا سے تو مقصود ستانا تھا
آئے تو تھا آئے بیٹھے تو الگ بیٹھے

نازک جو سنے حالت دل سینے میں گھبرایا
اب میری عیادت کا ظالم کو خیال آیا
اے موت تجھے ناحق ہم آج بلا بیٹھے

ہمنے ہی کیا اسکو دل دیکے ستم آرا
کس منہ سے کریں ہم پھر ظالم کا گلہ شکوا
ہم اپنے ہی ہاتوں سے آفت یہ مچا بیٹھے

تو ہم کو رولاتا تھا اب ہم کو تو رو یا کر
اے چرخ ستم پرور منہ اشکوں سے دھو یا کر
جینے ہی سے فرقت میں ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

آتی ہے وفا میری جب یاد انہیں اکثر
کہتے ہیں یہی سب سے مرقد پہ مری رو کر
اک عاشق صادق تھا ہم اسکو گنوا بیٹھے

ہاں تھی تو خطا دل کی الفت کا تقاضا تھا
یہہ جوش محبت تھا یہہ جوش تمنا تھا
ظالم تجھے سینے سے جو آج لگا بیٹھے

کیا اس سے ہوا حاصل غم ہو گیا پھر دونا
کیوں آپ کیا ظاہر افسانۂ دل اپنا
تم خود بھی ہوئے غمگیں اسکو بھی رلا بیٹھے

اب کون رہا مونس اب کون رہا ہمدم | اے جانِ دلِ عالم قربتیں تمھاری ہم

اک دل تھا جو پہلو میں اسکو بھی جلا بیٹھے

یا درد بڑھے دل کا یا اُسکا مداوا ہو | یا وصل میسر ہو یا خون تمنا ہو

دل اک بُتِ ظالم سے اب ہم تو لگا بیٹھے

مرنا ہی غنیمت تھا قصہ ہی مٹا ہوتا | پھر غیر سے کیوں تمنے ملنے کا کیا وعدا

کیوں بنکے مسیحا تم مُردے کو جلا بیٹھے

لبریز ہوا عاصی اب عمر کا پیمانا | پھر ہائے مدینے کو اتبک نہ ہوا جانا

ہم اپنی ہی غفلت سے قسمت کو سلا بیٹھے

مثلّث دیگر بر قصیدۂ حضرت جامی علیہ الرحمۃ

بزمِ کثرت تا این و آں خلوت سرا | گاہ در دل سازو گہ در دیدہ جا

ہر دو جائے تست یا بدرُ الدجیٰ

از قدِ طوبیٰ نگیریم کام | طوبیٰ آمد قدِ تو وقتِ خرام

گر خرامی سوئے ما طوبیٰ لنا

با دلم چوں بندگاں خدمت گزار | من نہ گویم بندۂ خویشم شمار

نیست حکمی بندہ را بر بادشا

آفریں بر جنبشِ مژگانِ تو | خواہم از دل بر کشم پیکانِ تو

لیک از دل بر نمی آید مرا

دو دو پیدا شمع تا کے زیرِ غلف | پردہ بکشا چوں نمودی آں دو زلف

تا رخت ببینم بعد از عمرہا

از الم ہا در چمن تسلیم فرد — تا بہر چشمے زراحت سرمہ برد

چشم من دارد غبارے از صبا

عرض کن حاصی چو جامی بیدریغ — گر بسر جامی جدا سازی ز تیغ

بہ کہ سازی ز آستان خود جدا

خمسہ بر قصیدۂ مصنف

ہوس ہے بادشاہی کی نہ سودائی ہما مجھکو — خطاب جاہ و دولت کی نہیں رغبت ذرا مجھکو

نہ حاجت سیم کی مجھکو نہ پروائے طلا مجھکو — نہ ہے اکسیر کی خواہش نہ شوق کیمیا مجھکو

میسر ہو الہی خاک کوئے دلربا مجھکو

کہاں تک دل مرا فرقت میں غم کھائے خداوندا — مریض غم وطن ہی میں مر جائے خداوندا

یہ میرا جذبۂ دل کچھ رنگ دکھلائے خداوندا — کوئی تدبیر پیدا ایسی نکل آئے خداوندا

کہ یثرب میں وطن سے پھر بلا لیں مصطفیٰ مجھکو

مریض ہجر ہوں کیا ہو طبیبوں سے دوا میری — ترے ہی رحم پر ہے منحصر یارب شفا میری

برآئے مدعا میرا جو سن لے تو دعا میری — یہی ہے آرزو میری یہی ہے التجا میری

دکھاوے یا الہی پھر در خیر الوریٰ مجھکو

ہماری آہ سے اب جسم کے اعضا پگھلتے ہیں — شرر بنجاتے ہیں جو اشک آنکھوں سے نکلتے ہیں

جگر دل دونوں پہلو میں بہ رنگ شمع جلتے ہیں — ادھر اک آگ لگتی ہے جدھر کروٹ بدلتے ہیں

کہ سوز عشق نے آتش کا پتلا کر دیا مجھکو

رہیگا ہجر کا یہ درد و غم باقی نہ پھر اصلا
وہیں کھل جائیگا میرے دل پژمردہ کا غنچا
یہ بیمار محبت ہے یقیں ہو جائیگا اچھا
رفیقو دیکھ لینا اور ہی ہو جائیگا نقشا
مدینے کی اگر لگجائے گی ٹھنڈی ہوا مجھکو

ہوئے چھ سال پورا انتظار فصل باری میں
چلے گلشن کو سب مصروف ہیں آہ و زاری میں
گزرتے روز و شب ہیں نہایت بیقراری میں
وہ بلبل ہوں کہ پر جسکے کٹے فصل بہاری میں
مدینے کو اڑا کر لیچل اے باد صبا مجھکو

یہ کہکر مجھکو مخالف میرے مجھپر طعن کرتے ہیں
کہوں کیا اس سے جو صدمے مرے دل پر گزرتے ہیں
نہیں وہ پوچھتے بھی آپ جنکے غم میں مرتے ہیں
یہ طعنے تیر بنکر کلیجے میں اترتے ہیں
خجل وہ ہوں اگر صورت دکھادو تم ذرا مجھکو

تصور میں نظر آجائے صورت میرے جانانکی
پکارے دل مرا آمد ہوئی اب مہر درخشاں کی
ہیں تن لفظیں نمایاں ہو تجلیات صبح خنداں کی
الٰہی دور ہو جائے سیاہی شام ہجراں کی
ڈراتی ہے بہت فرقت کی کالی بلا مجھکو

کیا وحشت جنوں نے حال یہ تار گریباں کا
یہانتک سلسلہ پہنچا مرے حال پریشاں کا
کہ اس سے سی رہا ہوں چاک میں صحرا کے داماں کا
گماں ہونے لگا ہے دن پہ بھی اب شام ہجراں کا
رسول اللہ کی زلفوں کا سودا ہو گیا مجھکو

کبھی میں خنجر ابرو پہ رکھتا ہوں گلا اپنا
یہ چشم شوق کہتی ہے نہ دیکھا دلربا ایسا
کبھی بسمل میں ہوتا ہوں تمہارے تیر مژگاں کا
تصور میں تمہارے رخ کا جم جاتا ہے جب نقشا
شب فرقت میں ملتا ہے تڑپنے کا مزا مجھکو

اگرچہ جل رہا ہوں روز و شب میں نار فرقت میں
مگر رکھیگا مدینہ مجھکو آغوش محبت میں

خدا نے لکھ دیا روز ازل ہی میری قسمت میں
مروں گا جا کے میں ہاں دیکھ لینا کوئی حضرت میں

کہو صورت نہ دکھلائے یہاں میری قضا مجھکو

خدا کے فضل سے تقدیر میری ہو گی گر یاور
کروں گا عرض یہ جا کر بہ پیش روضۂ انور
نگاہ رحم ہو ای رحمۃ للعالمین مجھ پر
در میخانہ پر آیا ہیں تیری پھر گدا بن کر

شراب وصل سے مدہوش کر دینا مجھکو

در میخانہ پر تیرے رہے میری جبیں ساقی
نہ جاؤں تیرے دروازے سے میں کہیں ساقی
عطا ہو قبر کو میری یہیں تھوڑی زمیں ساقی
یہیں مر کر بھی میری خاک رہ جائے یہیں ساقی

جدا میخانے سے اپنے نہ کر بہر خدا مجھکو

نگاہیں صورت تصویر حیرت کر رہ گئیں ایسی
کہ گویا کھنچی ہے صاف اک الماس کی تختی
سراپا محو حیرت ہوں کہ کیا حالت ہوئی میری
نہ اپنی ہی خبر مجھکو نہ حیرانی میں اوروں کی

بنایا ہے تمھاری انجمن نے آئینا مجھکو

ہر اک منزل ہی کیا راحت فزا راہ مدینہ کی
دم عیسیٰ سے بڑھ کر ہے ہوا راہ مدینہ کی
ہے اک جاں روح بخش باد صبا راہ مدینے کی
عجب دلکش نظر آئی فضا راہ مدینہ کی

گماں تھا ہر قدم پر گلشن فردوس کا مجھکو

دکھاتے تھے جبل ہر اک کو تمکین و وقار اپنا
کیا تھا وقف نظارہ ہر اک نے لالہ زار اپنا
زمیں کہتی تھی حور و نگاہ ہی غازہ یہ غبار اپنا
دکھاتی تھی عجب انداز سے جلوہ بہار اپنا

نظر آتی تھی شان کبریائی جا بجا مجھکو

کبھی پیکر شراب آرزو مستانہ چلتا تھا
کبھی باہر تڑپ کر اپنے شغف سے نکل [illegible]
کسی کا شوق رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا تھا
کبھی دل خود بخود [illegible]

کہوں کیا راستے میں جل رہا تھا کیا مزا مجھکو

گنہگاروں کو حضرت اپنے دامن میں چھپا لینگے
قدم لغزش میں آجائیں تو وہ آکر سنبھالینگے
مری بگڑی ہوئی تقدیر کو حضرت بنا لینگے
غریق بحر عصیاں کو وہ محشر میں بچا لینگے
یہی امید ہے رحمت سے انکی عاصیا مجھکو

خمسہ دیگر بر غزل حضرت جلیل مدظلہ استاد مصنف

خدایا نہ ظل ہما چاہیئے
نہ باغ جناں کی فضا چاہیئے
نہ اکسیر و سیم و طلا چاہیئے
مجھے درد دل کی دوا چاہیئے
غبار رہ مصطفےٰ چاہیئے

ستارے وہ قسمت کے چمکا گئے
کہ گھر بیٹھے دل میں مرے آگئے
تصور میں صورت بھی دکھلا گئے
جسے چاہتے تھے اُسے پا گئے
اب اسکے سوا اور کیا چاہیئے

نہ ہو مضطرب اتنا بہر خدا
بر آئے گا اک دن ترا مدعا
کشش ہو ادھر کی اگر اک ذرا
مدینہ پہنچنا ہے دشوار کیا
دل زار فضل خدا چاہیئے

درست اسلئے گر مری نسبت رہے
تو دونوں طرف جذب الفت رہے
توسط کی پھر کچھ نہ حاجت رہے
یہ پیک تصور سلامت رہے
نہ قاصد نہ باد صبا چاہیئے

گلستاں میں جی لگیگا نہ جی
نہ پھولوں سے حاصل ہو فرحت کبھی

ہوائے چمن سے ہوگی خوشی | صبا کیا کھلا ئیگی دل کی کلی
تمھاری گلی کی ہوا چاہئے

تمنا وصال بتاں کی نہیں | طلب مجھکو حور جناں کی نہیں
نہ مجھے آرزو عز و شاں کی نہیں | ہوس نعمت دو جہاں کی نہیں
مجھے خواجہ دوسرا چاہئے

نہ چاہیں کسی رشک گلزار کو | نہ پوچھیں کسی کبک رفتار کو
نہ دیکھیں کسی لالہ رخسار کو | یہ کہتی ہیں آنکھیں کہ دیدار کو
جمال حبیب خدا چاہئے

ہے جس دل میں درد ابسیدا فریں | یہ نعمت نہیں ملتی ہے ہر کہیں
کبھی وہ نہ جائے دوا کے قریں | مزے سے کوئی درد خالی نہیں
مگر اپنے دل میں مزا چاہئے

جو ہو اک نظر سرور کائنات | تو منزل کی سختی سے پاؤں نجات
میں تنہا ہوں وحشت میں گزرے گی رات | سفر میں یا توجہ رہو ساتھ ساتھ
کہ ہوں نابلد رہنما چاہئے

نہ پاؤ ہو کوئی عہد ذلیل | کہ عاصی کا ہی وہ معین و کفیل
خدا خود نکالیگا اسکی سبیل | بلائینگے حضرت تمہیں بھی جلیل
مگر صدق دل سے دعا چاہئے

خمسہ دیگر بر قصیدۂ حضرت امیر مرحوم

سیکڑوں تیر و تبر سینے پہ کھانے والے | آہ بھی دل سے کبھی لب پہ نہ لانے والے

بھوک میں پیاس میں سر اپنا کٹانے والے ۔۔۔ گھر خوشی سے رہ خالق میں لٹانیوالے

چند صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

ظلم کیا کیا نہیں حضرت کے نواسوں پہ ہوا ۔۔۔ اشقیا دیتے تھے ہر روز انہیں رنج بنا

اہل بیت نبوی کا نہو کیوں رتبہ سوا ۔۔۔ بیٹھنے پائے بھی گھر میں نہ مگر شکر کیا

ایسے ہوتے ہیں مصیبت کے اٹھانیوالے

آل اطہار نبی کا کوئی کیا وصف کرے ۔۔۔ واقف راہ خدا تھے وہی سب سے اچھے

جو پھرے انسے وہی چاہ ضلالت میں گرے ۔۔۔ لگے پیرو جو ہوئے وہ سر منزل پہنچے

رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پہ آنیوالے

کرتے ہیں بے سبب انکار نبوت ناداں ۔۔۔ سیکڑوں اسپہ دلیلیں ہیں ہزاروں برہاں

شاہد شان محمدؐ نہیں تنہا قرآں ۔۔۔ لکھ گئے اپنی کتابوں میں نبوت کے نشاں

علماء موسیٰ و عیسیٰ کے زمانیوالے

مال و دولت پہ نہ تھی شاہ دوعالم کی نظر ۔۔۔ ورنہ ہو جاتے طلا سارے جہاں کے پتھر

آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی حضرت نے ادھر ۔۔۔ گنج پرویز کی جانب جو ہوا شہ کا گذر

کنجیاں لائے تھے نذر خزانے والے

سیکڑوں تیر کلیجے پہ لگے غم نہ کیا ۔۔۔ راہ حق میں نہ تھی کچھ جان کی انکو پروا

انکی جرات کا شجاعت کا بھلا کیا کہنا ۔۔۔ بھوک میں پیاس میں اک ایک ہزاروں سے لڑا

کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانیوالے

گو بہتر کے مقابل ہوئے اعدا لاکھوں ۔۔۔ سامنے شیروں کے روبہ تھے بہتیا لاکھوں

اک نظر میں ہوئے ظالم تہ و بالا لاکھوں ۔۔۔ کربلا میں جو ہوئے کوہ دل اکیلا لاکھوں

یہ بہادر تھے کوئی آنکھ چرانے والے

تھامتے تھے کبھی ہاتوں سے کلیجا پیاسے | اور کبھی حیدر دکھا دیتے تھے اپنا پیاسے
ایکدم بھی نہ رہے شاہ کے اعدا پیاسے | حیف صد حیف رہے خود لب دریا پیاسے

حشر میں چشمۂ کوثر کے لٹانیوالے

ناز سے فخر سے کہتے تھے یہ اعدا باہم | آج ہم نے کیا محبوب خدا کو پُر غم
گرچہ دنیا میں ہوئے اپنے کئے پر خرّم | کیسے پچھتائینگے دوزخ میں جلینگے جب ہم

خیمۂ آلِ محمدؐ کے جلانے والے

ہر زمانے میں رہی اسکی نمائش اعلا | دشمنوں میں بھی پیاپے کبھی ذکر رہا
کوششیں لاکھ ہوئیں زور کسیکا نہ چلا | آجتک نقش شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا

مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانیوالے

غیب سے آئی ندا عاصی محزون دلگیر | چل مدینے کو سوئے پادشہ عرش سریر
کیسی دلکش ہے یہ اُستاد سخن کی تقریر | تو بھی راہی ہو مدینے کیطرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہیں جانیوالے

خمسہ دیگر بر غزل حضرت امیر مرحوم

مطلع نور خدا مظہر سبحاں ہے یہی | جو مرے آئینۂ دل میں ہے مہماں ہے یہی
جسپہ قربان ازل سے ہے مری جان ہے یہی | یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

یہ تو صورت ہے مری صورتِ جاناں ہے یہی

یاد میں گیسو کے ہوتی ہے بسر شب بخدا | مصحفِ رخ کے تصور میں ہوں دن کو رہتا

میں نہیں جانتا مسجد ہے کہاں دیر ہے کیا
کفر و اسلام سے کچھ کام نہیں تیرے سوا

عاشقوں کا تو یہی دین ہے ایمان ہے یہی

تیرے مستوں کی نہیں دولت دنیا پہ نگاہ
انکے نزدیک برابر ہے گدا شاہنشاہ
ظاہری شوکت و زینت کی نہیں انکو چاہ
بستر ٹاٹ کا دو پارچہ کمبل کی کلاہ

تاج خسرو ہے یہی تخت سلیماں ہے یہی

جسکی ہستی سے ہوا اِس عالم ہستی کا قیام
بیستا اپنے کو سمجھ رکھ اسی ہستی سے کام
جب ہوا ہستی مطلق کا تیرے دل میں مقام
اپنی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام

مذہب پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہی

ہے تیرے در پہ کھڑا عاصی محزون و دلگیر
اک نظر فیض کی اسپر بھی ہو اسے ہر شہیر
انبیا اولیا سلطان ہیں اسی در کے فقیر
دونوں عالم میں نہیں تیرے سوا کوئی امیر

یہی دانش ہے یہی بوجھ ہے عرفاں ہے یہی

تضمین

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا
درس دکھا جا درس دکھا جا درس دکھا جا
غم فرقت جو رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا ہے
تو آنسو بنکے خون دل بھی آنکھوں سے ابلتا ہے
کہوں کیا ہائے سینے میں مرا دل کیونکر مچلتا ہے
تڑپ بڑھتی ہے جب دل کی تو منہ سے یہ نکلتا ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

رہوں کب تک کہو یا رب پریشاں یا رسول اللہ
ہوا عیش کا ہو جلد ساماں یا رسول اللہ
ستاتی ہے بہت اب شام ہجراں یا رسول اللہ
دکھا دو وصل کی پھر صبح خنداں یا رسول اللہ

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

بیاں میں کیا کروں فرقت میں حضرت ماجرا دل کا
کرے اب صبر دو دن میں نہیں یہ حوصلہ دل کا
کچھ ایسی چوٹ کھائی ہے کہ پھوٹا آبلہ دل کا
بڑی حسرت سے کہتا ہوں میں حضرت مدعا دل کا

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

ہزاروں داغ ہیں دل میں ہزاروں داغ سینے میں
یہاں صورت دکھا دو یا بلا لو پھر مدینے میں
مزا آتا ہے کھانے میں نہ کچھ لذت ہے پینے میں
غرض بے آپ کے حضرت نہیں کچھ لطف جینے میں

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

مدینے سے یہاں لاکر کیا برباد قسمت نے
کیا دامان دل کو پرزے پرزے دست حسرت نے
مجھے گھیرا ہے بیکس جان کر درد و مصیبت نے
جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے تیغ فرقت نے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

لگی ہے آگ کچھ ایسی کہ دل جلنے لگا ساقی
ہے دل غش میں ذرا دے اپنے دامن کی ہوا ساقی
بلا لے میکدے میں اپنے پھر بہر خدا ساقی
میں صدقے جام اک دیدے مئے دیدار کا ساقی

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

مجھے جب یاد ساقی وہ ترا میخانہ آتا ہے
جو میرے سامنے لیکر کوئی پیمانہ آتا ہے
تو رہ رہ کر کلیجا منہ کو بیتابانہ آتا ہے
تڑپتا ہوں خیال نرگس مستانہ آتا ہے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

تری فرقت میں زخم دل مرے پھر ہو گئے آلے
کمال ضعف سے اٹھتے نہیں ہیں پیا اپنا لے
ابھرنے پھر لگے پالی چرا کر دل کے سب چھالے
جگر کا کیا ٹھکانا پڑ گئے ہیں جان کے لالے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

ترا وہ جلوۂ مستانہ جس دم یاد آتا ہے
مجھے اپنے دل بیخود کا عالم یاد آتا ہے

جگر کا زخم اور وہ لطف مرہم یاد آتا ہے — وہ دینا جام مئے بھر بھر کے پیہم یاد آتا ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

ترے دیدار کا بھوکا ہوں جبتک بیدار ہوتا ہوں — تو غم کا ناشتہ کرنے کو منہ اشکوں سے دھوتا ہوں
تصور میں لب رنگیں کے جاناں خون روتا ہوں — تری حسرت جگا دیتی ہے جب تو میں سوتا ہوں

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

کہوں کیا درد فرقت ان دنوں کچھ بڑھ گیا ایسا — پریشاں ہیں اطبا سب کہ کچھ بھی کم نہیں ہوتا
نہ سوجھی کچھ دوا اسکی تڑپ کر رہ گئے عیسیٰ — تیرے ہی رحم پر ہے منحصر جاناں علاج اسکا

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا — جو گل کھلتا تھا اس گلشن میں وہ تھا راحت کا
تمہارے غم نے اسکو کر دیا مسکن مصیبت کا — جو تم چاہو تو پھر ہو جائے یہ گلدستہ عشرت کا

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

نہ دن کو چین ملتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے — تیری فرقت مجھے دن رات بے حد ستاتی ہے
لبوں پر جان ہے جاناں نہ آتی ہے نہ جاتی ہے — تیرے دیدار کی حسرت لہو ہر دم رلاتی ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

نکرنا مجھکو پھر غم کا نشانہ یا رسول اللہ — یہی ہے طائر دل کا ترانہ یا رسول اللہ
نہیں گر مجھ سے ممکن میرا آنا یا رسول اللہ — تمہیں دشوار کیا صورت دکھانا یا رسول اللہ

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

حسیں ہو مہ جبیں ہو دلربا ہو نازنیں تم ہو — دو عالم ایک خاتم ہے تو خاتم کے نگیں تم ہو
تصور میں ہر اک کے ہو ہر اک کے دلنشیں تم ہو — حقیقت میں بہار باغ دنیا کے حسیں تم ہو

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

سنبھالوں کس طرح جاناں میں اپنے قلب مضطر کو — میں روکوں آستیں رکھ کر کہاں تک دیدۂ تر کو
بدل دو اپنی رحمت سے میری قسمت کی چکر کو — چھپاؤ کشتۂ غم سے نہ اب روئے منور کو

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

نظر آتے نہیں کیوں آپ اسکے دل نشیں ہوکر — گوارا اسقدر دوری رگ جاں سے قریں ہوکر
ستاتا ہی فلک عاصی کو مار آستیں ہوکر — نگاہ رحم کیوں رحمۃ للعالمین ہوکر

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

مخمس برغزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

بر عارض خود نقاب داری — خورشید تہ سحاب داری
تو چاہ ذقن پر آب داری — از آب رخت گلاب داری

وز تاب لبت شراب داری

شکر خجل از لبان شیریں — بر خال فدا ہزار پرویں
قربان نکنم چرا دل و دیں — چوں سنبل تر دو زلف مشکیں

دو نرگس مست خواب داری

پیش مہ روئے تا اے شہ من — خورشید چراغ زیر دامن
ابرو تہ بود چشم پر فن — پس صبح بیاض جبہہ روشن

دو مصرع لاجواب داری

اے سرو روان ز نازنینیم — اے جان جہان و [illegible]

هستی تو اگرچه دلنشینم — من تشنه ام ترا چه بینیم

تو روئے چو آفتاب داری

اے راحت جاں بیقرارم — فرما نظری بحال زارم
شد کش در انتظارم — من عاشق زارم و نزارم

از من تو چه اجتناب داری

درد غم عشق تست هردم — بیتابی دل نمی شود کم
با عذر نیاز و چشم پرنم — پیش تو به عجز سر نهادم

بر من تو چرا عتاب داری

در هجر تو حال من خراب است — نے خواهش خور نه میل خواب است
این نقش وجود من حباب است — این هستی من مرا حجاب است

تو از چه برخ نقاب داری

گریم همه شب بیاد آن رو — روزم سیه است از آن دو گیسو
سوزد چو تنور صدر و پهلو — بر آتش عشقت اے جفاجو

تا چند دلم کباب داری

هستیم نحیف و زار بے تو — دل ریش و جگر فگار بی تو
سیماب وشیم یار بے تو — مارا نبود قرار بے تو

این طرفه که تو حجاب داری

کے بود چنین امید امشب — گویاست نوید عید امشب
باید رخ یار دید امشب — یارم بسرم رسید امشب

اے دیدہ چہ میل خواب داری

ما چند ز دیدہ خون فشانیم — تا کے بہ فراق تو بمانیم
زود آ کہ بلب رسیدہ جانیم — ما بے تو ضعیف و ناتوانیم

بے ما تو چگونہ تاب داری

آنانکہ بحسن آفتاب اند — بر آتش عشق او کباب اند
در الفت او بسی خراب اند — عاجز چو تو کشتہ بے حساب اند

خود را تو چہ در حساب داری

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

گہ خال شدہ عارض زیبائے تو بوسم — گہ گشتہ صبا غنچہ لبہائے تو بوسم
گہ شانہ شدہ زلف چلیپائے تو بوسم — گہ سرمہ شدہ نرگس شہلائے تو بوسم

گہ رنگ حنا گشتہ کف پائے تو بوسم

در ہجر تو روزم ز صد آفت بہ شب آمد — ہر شب کہ بیامد بہ سرم یک غضب آمد
اے آمدنت ہستی ما را سبب آمد — زود آے کہ در یاد تو جانم بلب آمد

لعل لب جان بخش مسیحائے تو بوسم

مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی تو — دیں حب رخت کفر شکست الفت گیسو
آئی چو مہ نو بہ شبے اے بت نیکو — از فرط ادب سجدہ کنم در خم ابرو

در جوش جنون زلف چلیپائے تو بوسم

اے چشم فلک مثل تو در دہر ندیدہ — سر وی چو تو در گلشن عالم نہ دمیدہ

گاہی چو بیابی بمن در و رسیدہ
جاروب ز مژگان کنم و فرش ز دیدہ

ہر جا کہ نہی پائے خود آں جائی تو بوسم

خواہم کہ بیایم بحریم حرمت راہ
لیکن نشود یار مسر اتا در درگاہ
آیم بہ گلستاں بہ تمنائے تو اے ماہ
چوں وصل تو دستم نہ دہد شام و سحرگاہ

گل را بخیال رخ زیبائے تو بوسم

با قصر بہرے دلم و نے خواہش گلزار
صحرا نہ طلب سازم و نے مائل کہسار
مطلب نہ ز فردوس نہ از حور سروکار
شاہا بدلم ہست تمنا کہ بیک بار

آں عتبۂ والائے فلک سائے تو بوسم

شد منفعل از ماہ رخت مہر درخشاں
شرمندہ ز حسن تو بود یوسف کنعاں
گویم چہ شود حال من خستہ ہجراں
بینم چو جمال تو بخواب ای مہ تاباں

در پائے فتم خاک قدم ہائے تو بوسم

آید نہ بہر دیدہ و دل نور جلالت
واقف نبود ہر بشر از حد کمالت
عاصی چہ رسد تا بہ در قصر جلالت
محروم ہمی گشتم من عاجز ز وصالت

بس پائے خیالت بہ تمنائے تو بوسم

تضمین مصرعہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ

محبوب خاص خالق ارض و سما ہے تو
سرتاج انبیاء و شہ اولیا ہے تو
خورشید آسمان سخا و عطا ہے تو
سب خلق تیرے نور سے نور خدا سے تو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو بحرِ کائنات کا دُرِّ یتیم ہے	تیرا نہ ہے عدیل نہ کوئی سہیم ہے
مختارِ کارخانۂ ربِّ عظیم ہے	محتاج تیری خلق ہے اور تو کریم ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دونوں جہاں میں تیری بزرگی ہے آشکار	جھکتا ہے تیرے سامنے ہر ایک ذی وقار
ہے خلق ساری تیرے کرم کی اُمیدوار	ہے تیرے ہاتھ میں قلمِ عفو کردگار

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہا ہے تیرے دم سے غلامو کی ہست و بود	پایا ہے دو جہاں نے تیری نور سے وجود
دریا اگر نہ ہو تو حبابوں کی کیا نمود	اے چشمۂ عطا و کرم بحرِ فیضِ وجود

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیرا ہی زلہ خوار ہے دنیا میں ہر کوئی	اور عاقبت میں بھی تیری محتاج ہیں سبھی
جنّ و بشر ملک ہو ولی یا کہ ہو نبی	کس کی مجال ہے کہ کرے ہمسری تری

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رونق فزائے انجمنِ لامکاں ہے تو	سایہ ہے جسکا عرش پہ وہ آسماں ہے تو
دونوں جہاں میں باعثِ امن و اماں ہے تو	شیرازۂ صحیفۂ کون و مکاں ہے تو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے باعثِ وجودِ جہاں سیّد الانام	وابستہ تیرے دامنِ دولت سے ہیں تمام
تیرے بغیر نکلا نہ ہرگز کسی کا کام	وجہِ قبولِ توبۂ آدم ہے تیرا نام

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پہنچے جو عرش پر شبِ معراج مصطفٰے	تھی اک طرف تو کثرتِ ارواحِ انبیا

ادا ایک سمت فوج ملائک کا تھا پرا
شانِ حبیب دیکھ کے کہتے تھے برملا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہو جائے ہر وصف جو ہر موئے تن زباں
شمہ نہ ہو سکے تیرے اوصاف کا بیاں
ہر چند طول ہے تیری مدحت کی داستاں
لیکن ہے میرا اور یہی قول ہر زماں

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایسا کیا ہے تیغ رسالت نے بند و بست
سب مٹ گئے جہاں میں جتنے تھے بت پرست
جو سر بلند تھے انہیں تو نے کیا ہی پست
تجھ سے ہیں سب جہان کے زبردست زیر دست

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرتاج آسمان و زمیں نور خاص رب
شاہِ اُمم خدیو عجم خسرو عرب
عالی نسب بلند حسب ہاشمی لقب
تو مثل مہر انبیا ذرّے ہیں تیرے سب

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترک ادب ہے گرچہ ہماری یہ گفتگو
لیکن نکال لیتے ہیں ہم دل کی آرزو
محبوب خاص حضرت جل و علا ہے تو
لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسکو نہ کیوں نجات ہو جو تیرا نام لے
عاصی کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام لے
وقت اخیر شان رحیمی سے کام لے
تیرے سوا پناہ کہاں یہ غلام لے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

گر لمعۂ از مہر درخشان تو یابند
ور پرتوے از گوہر دندان تو یابند

بوئے اگر از سیب زنخدان تو یابند — گر قطرهٔ از چشمهٔ حیوان تو یابند

جاں از سر نو باز شہیدان تو یابند

اے منفعل از تابِ رخت مہرِ درخشاں — شرمنده ز حسنِ تو بود یوسف کنعاں

چوں سایہ بپائے تو فتد سنبل پیچاں — گردِ سرِ زلف تو بگردند غزالاں

تا بوئے از آں زلف پریشان تو یابند

تا چند کنی جور و جفا اے ستم آرا — بنما رخ پر نور تو اے شوخ خدارا

جز یاد تو در خاطر ما نیست دگر را — برہم بزنند ار دلِ دیوانهٔ ما را

پر حسرت و اندوه بیابان تو یابند

اے زلف چلیپائی تو غارت گر دلہا — چشمانِ سیہ مست تو و ساغر صہبا

دو عارضِ پر نور تو رشک ید بیضا — آیند به بزم تو بہم خضر و مسیحا

آبے مگر از چاه زنخدان تو یابند

زلف تو بود دام دل و جان خردمند — کے گشت رہا ہر کہ بیافتاد دراں بند

اہل ہوس اسرار نگاهِ تو چه دانند — زاں نوک مژه گر سر زخمش به کشانند

صدہا به دلم ناوک و پیکان تو یابند

پیشِ لب و دنداں تو اے خسرو خوباں — خجلت زده در عدن و لعل بدخشاں

آئی چو دمی بہر تفرج به گلستاں — در جیب کند غنچه و گل نیز بداماں

گر شمه از بوئے گریبان تو یابند

اے منفعل از طرز خرام تو قیامت — سرو چو تو رسته نه به بستان لطافت

تا سایہ صفت دور بناشیم ز پایت — یاراں چه بجویند به میدان محبت

گوئے دلِ ما نیز بداماں تو پابند

آں ساقیِ غارتگرِ دین و خرد و مستی — کز یک نگہ بست رہِ ہوش بہ پستی
در بزمِ تو ہر کس چہ کند بادہ پرستی — پیراہنِ جاں چاک کنند از رہِ مستی

گر رشحۂ از جامِ تو مستانِ تو پابند

عمریست بہ خاکِ درت افتادہ ام اے جاں — شد ہجرِ تو رسم بجانِ من نالاں
آخر چہ جوابش دہی اے سرو خراماں — روزیکہ شود پرسشِ احوالِ شہیداں

خونِ ہمہ عشاق بداماں تو پابند

ہر چند بود جلوۂ آں ماہ بہر جا — حاصل چہ ازاں گر نبود دیدۂ بینا
عاصی چہ رسد کس بسراغِ بتِ یکتا — جویند بسے کوہ و بیابان چو زلیخا

عاجز بدلت آں مہِ کنعانِ تو پابند

خمسہ دیگر بر غزل حضرت ناظم سلمہ اللہ

بالذات اگرچہ تو عیاں ہو نہیں سکتا — مظہر تیرا بے نام و نشاں ہو نہیں سکتا
تو لاکھ چھپے جلوہ نہاں ہو نہیں سکتا — جز تیرے مجھے اور گماں ہو نہیں سکتا

یہ ہو نہیں سکتا یہ نہاں ہو نہیں سکتا

بتلاتی ہے سب حال عنایت تیری مجھکو — ہو جاتی ہے معلوم حقیقت تیری مجھکو
دکھلاتی ہے آئینہ جو وحدت تیری مجھکو — ہر شے میں نظر آتی ہے صورت تیری مجھکو

جلوہ جو عیاں ہے وہ نہاں ہو نہیں سکتا

کرتا نہیں میں نالہ و فریاد ہمیشہ — رہتا ہوں تصور میں تیرے شاد ہمیشہ

یہہ منزلِ مقصود ہے آباد ہمیشہ | رہتی ہے میرے دل میں تیری یاد ہمیشہ
مہمان سے خالی یہہ مکاں ہو نہیں سکتا

یہہ تو کہو تنہائی میں پاؤں تمہیں کیونکر | محفل میں ہیں دشمن میں بلاؤں تمہیں کیونکر
داغِ جگر اپنا میں بتاؤں تمہیں کیونکر | احوالِ شبِ درد سناؤں تمہیں کیونکر
یاری نہیں دیتی ہے زباں ہو نہیں سکتا

شمشاد ہے قامت تیری رخسار ہیں دو گل | چشمان سیہ ہیں تیری دو ساغرِ پر مُل
تو غنچہ دہاں زلف تیری غیرتِ سنبل | اے گل تیری فرقت نے بنایا مجھے بلبل
کچھ کام بجز شور و فغاں ہو نہیں سکتا

ہے محفلِ دشمن میں جو تکرار مجھی سے | معلوم ہوا کیوں ہے یہہ اصرار مجھی سے
مطلب ہے کہ سن لیں میرا اظہار مجھی سے | وہ پوچھتے ہیں حالِ دلِ زار مجھی سے
یہہ حال ہے میرا کہ بیاں ہو نہیں سکتا

اب رحم میرے حال پہ ہو بہرِ خدا کچھ | تجھ پہ ہو بیمارِ محبت کی دوا کچھ
یہہ سوچ کے ملجائیگا الفت کا صلا کچھ | رو رو کے میں کہتا ہوں ہے پاسِ وفا کچھ
ہنس ہنس کے وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہو نہیں سکتا

تو جامِ مجازی کا یہاں دور ہے زاہد | عشاق کی ہستی کا عجب طور ہے زاہد
تجھ میں یہہ کہاں حوصلہ غور ہے زاہد | یہہ پردہ ہے اس پردہ میں کچھ اور ہے زاہد
بجز عشق خدا عشق بتاں ہو نہیں سکتا

تو زخمِ جگر لائقِ مرہم نہیں ناظم | لذت مگر اس درد کی کچھ کم نہیں ناظم
رسوائی کا عاصی کو بھی ماتم نہیں ناظم | بدنام اگر عشق میں ہوں غم نہیں ناظم

کیا راحت جاں آفت جاں ہو نہیں سکتا

خمسہ دیگر بر غزل ایضاً

فقط یہ عرض ہمارا سلام کر کے پلٹ
پلٹ جو پیر سے انکی تو نام کر کے پلٹ
ہو جس طریق سے مقصد تمام کر کے پلٹ
ادھورا آج بھی قاصد نہ کام کر کے پلٹ
ادا تمام ہمارا پیام کر کے پلٹ

کچھ اسکا شکوہ خدا کی قسم نہیں قاصد
بلا ہی لیں تو عنایت یہہ کم نہیں قاصد
جو بات قابل رنج و الم نہیں قاصد
اگر وہ تجھ سے نہ بولیں تو غم نہیں قاصد
تو انکے سامنے جا کر سلام کر کے پلٹ

اسی کے بندۂ الفت ہیں راہب و عابد
اسی کے در کے ہیں سب شیخ و برہمن ساجد
اگرچہ آئینے دو ہیں پر ایک ہے شاہد
ادھر ہے کعبہ ادھر دیر ہے تو اے زاہد
یہاں سلام وہاں رام رام کر کے پلٹ

ہماری قتل کی اسے سیر دیکھنے والو
قتیل ناز پہ اتنا کرم تو فرماؤ
خدا کیواسطے قاتل سے تم ذرا پوچھو
کریگا دفن بھلا کون تیرے عاشق کو
جو لی ہے جان تو کچھ اہتمام کر کے پلٹ

تیرے فراق میں دونوں ایرہا ہی بے آب
یہہ بیقرار ہیں انکو تو شب کو وہ بیتاب
وہ پاؤ زلف میں خستہ یہہ یاد رخ میں خراب
تیری تلاش میں کہتا ہے مہر سے مہتاب
کہ صبح کر کے چلا میں تو شام کر کے پلٹ

اگرچہ ناز کا قاتل کے دل رہا تھا مزا
مگر جو شوق تھا عاشق کو ذبح ہونیکا

سمجھ کے دل کہیں رہ جائے پھر نہ یہہ جھگڑا — رکی جو تیغ تو ناظم رگِ گلو نے کہا

ذرا سا کام ہے باقی تمام کر کے پلٹ

خمسہ ایضاً

بلا ہو جائیگا سودائے جاناں میں سمجھا تھا — کرونگا تار تار اپنا گریباں میں سمجھا تھا

رہیگا صورتِ سنبل پریشاں میں سمجھا تھا — کریگی دل کو خونی زلفِ پیچاں میں سمجھا تھا

پہنیگا کفر کے پھندے میں ایماں میں سمجھا تھا

کیا تھا قتل پر اسکو بڑی مشکل سے آمادہ — یہہ سمجھا تھا کہ طے ہو جائیگا ہر روز کا جھگڑا

یہ کیا معلوم تھا دشمن بیگانہ خود گلا اپنا — ہزار اُسنے کیا مڑ مڑ کے شکوہ سخت جانی کا

سنیگی بار کی شمشیر براں میں نہ سمجھا تھا

تمھارے عشق میں برباد کی ہے میں نے عمر اپنی — نہیں انصاف سے کہدو نہیں یہ بات کیا سچی

محبت میں وفا کی کون سی صورت اٹھا رکھی — نہیں اپنا سمجھ کر میں نے اپنی جان تک دیدی

خود اپنے دل کو اپنا دل میں پہچان لیا نہ سمجھا تھا

نہ تھا معلوم اسکے پیچ و خم ہیں عشق کے پھندے — سمجھتا تھا میں ان حلقوں کو اپنی آنکھ کے حلقے

تصور میں مزے لیتا تھا سیر سنبلستاں کے — نظر میں پھرتی ہے زلف گرہ گیر اسکے دیکھے سے

گلے پڑ جائیگی زنجیر زنداں میں نہ سمجھا تھا

بلا سے ہونے تھے جور و جفا میں حشر تک جیتا — تصور بھی نہ کرتا موت کا میں حشر تک جیتا

خضر سے مانگتا آب بقا میں حشر تک جیتا — نہ کرتا اپنے مرنے کی دعا میں حشر تک جیتا

وہ ہو نکلے اتنے نالاں تنہے گریاں میں سمجھا تھا

سیہ آگاہی تھی ہو گئے مجھ پہ طلسم نار و لیکن
گل و بلبل کا افسانہ یہی مجھ کو یاد تھا لیکن
خبر تھی ملتی ہے جرم محبت کی سزا لیکن
ہنسائیگا بیہ رونا انہیں معلوم تھا لیکن

رولائیگا مجھے وہ روئے خنداں میں سمجھا تھا

نہ پوچھو مثلِ بلبل خلد میں ہوں کس لئے مضطر
کہوں کیا اشک کیوں آنکھوں میں کیوں آ ہی لیتے
بتاؤں کیا کہ کس کے واسطے ہیں وقت یہاں پرسر
گل گلزار طیبہ یاد آجاتے ہیں رہ رہ کر

مجھے یہ خار دیگا باغ رضواں میں نہ سمجھا تھا

سنو عاصی یہ کہتا ہے سدا تم کو سنو ناظم
بجا کہتے ہو کہتے ہو جو تم مقطع میں یہ ناظم
مزے لیکے ٹکسالی زباں کی داد دو ناظم
خدا کے فضل سے میں جانشینِ داغ ہوں ناظم

مجھے مانیگے شاعر زباں داں میں سمجھا تھا

مسمّط در معراج شریف

کیوں جہاں نور سے معمور ہوا آجکی رات
کیوں ترقی پہ ہے تاروں کی ضیا آجکی رات
کیوں سماوات پہ ہے جشن بپا آجکی رات
کس لئے دن سے منور ہے سوا آجکی رات
کیوں سنوار گیا ہے عرش علا آجکی رات
کونسا ہوگا قمر جلوہ نما آجکی رات

دیکھنا کس کا ہے منظور خدا آجکی رات

کس کے جلوے سے ہے پر نور یہ عالم سارا
طور کا کس لئے پھر آج کھنچا ہے نقشا
سارے عالم کو لٹانے لگا جلوہ کس کا
آج ہر دشت ہے کیوں وادیٔ ایمن سے سوا
کس لئے غش میں ہیں پھر آج جناب موسیٰ
کس کے رخسار منور سے ہٹا ہے پردا

ذرہ ذرہ ہے جو خورشید بنا آجکی رات

کیوں سجے جاتے ہیں فردوس معلی کے مکاں
کیوں جواہر سے ہیں آراستہ حوران جناں
مست کیوں فرط مسرت سے ہیں سارے غلماں
ہر طرف کس لئے ہے عیش و طرب کا ساماں
آج آتا ہے نظر کس لئے خرم رضواں
کونسا گلبدن اس باغ میں ہوگا مہماں

کیوں ہے جنت کی فضا روح فزا آج کی رات

فرط شادی سے ہے پھولا ہوا کیوں پیرہن گل
بھر گیا کس لئے پھولوں سے صبا کا دامن
وصف میں کس کے ہے مصروف زبان سوسن
پتہ پتہ ہے کیوں چاند سے بڑھکر روشن
چہچہے کرتے ہیں کیوں باغ میں مرغان چمن
کیوں ہر اک غنچہ پہ ہے آج غضب کا جوبن

دلربا کیوں ہے ہر اک گل کی ادا آج کی رات

ہے جو آب شجر طور جو ہر شاخ شجر
رو کش شمع سر طور ہے اک اک گل تر
قمقمے نور کے آتے ہیں نظر سارے ثمر
بہتی ہے نہر رواں قلزم رحمت بنکر
ہو کے حیرت زدہ کہتی ہے یہ رضواں کی نظر
کسکی آمد ہے یہ ہے کون حبیب داور

کس لئے خلد کا عالم ہے نیا آج کی رات

کسکی پابوسی کا مشتاق ہے عرش اعلیٰ
کونسا صدر نشیں ہوتا ہے رونق افزا
جا بجا قدسیوں کا آج ہے مجمع کیسا
لامکاں منتظر جلوہ ہے یا رب کسکا
کس لئے عطر فشاں آج ہے جنت کی ہوا
کیوں ملک کہتے ہیں سب صل علیٰ صل علیٰ

وجد میں کس لئے ہیں ارض و سما آج کی رات

کیوں جھکی پڑتی ہے سجدے کو فرشتوں کی جبیں
پر بچھائے ہوئے کیوں آج ہیں جبرائیل امیں
انبیا دیکھتے ہیں شوق سے کیوں سوئے زمیں
چشم بر راہ ہے کس ماہ کے لئے عرش بریں
کیوں نہاں رات کے پردے میں ہے خورشید مبیں
ماہ کیوں آج خجالت سے ہوا گوشہ گزیں

حور و غلماں ہوئے کیوں غرق حیا آج کی رات

کون آتا ہے یہ تخلیق جہاں کا مقصد — لامکاں میں ہے بچھے آج یہ کس کی مسند
کسکا ہے نام جسے کہتے ہیں احمد احمد — کونسا گل ہے یہ سرتاج بہار سرمد
قدسیوں کو ہوی کیوں آج مسرت بیحد — گلشن قدس میں کس گل کی ہے آمد آمد

باغ وحدت کی ہے کچھ اور ہوا آج کی رات

چھائی ہے میکدۂ دہر پہ رحمت کی گھٹا — اور بدلی ہوی ہے گلشن عالم کی ہوا
جمگھٹا ہے مے توحید کے میخواروں کا — کانوں میں آرہی ہے قلقل مینا کی صدا
دمبدم بادۂ عرفاں کا ہے ساغر چلتا — بیخود و مست نظر آتے ہیں ارباب صفا

ہے شب قدر سے بڑھکر بخدا آج کی رات

ہر جگہ جوش مسرت کا نیا ہے عالم — آج عشرت سے بدل جائینگے سب رنج و الم
زلف کی طرح بکھر جائیگا شیرازۂ غم — ہو گئے اب فکر کے اوراق بھی درہم برہم
آج آتی ہے نظر ساری خدائی خرم — کہتے ہیں فرط مسرت سے فرشتے باہم

نور حق ہوتا ہے عیاں خدا آج کی رات

واقف سر خدا ختم رسل شاہ امم — باعث فخر جہاں مایۂ ناز آدم
غنچۂ باغ حدوث و گل گلزار قدم — جوہر کان وجود و در دریائے عدم
مہر و مہ کہتے تھے پردوں میں فلک کے باہم — جسکے رخساروں سے پر نور ہیں دونوں عالم

بہر سیر آتا ہے وہ بدر دجیٰ آج کی رات

کیسے بن ٹھن کے چلے ہیں مرے مولا دیکھو — دل پسے جاتے ہیں لاکھوں کے چلنا دیکھو
چشم حق بیں پہ ہے مازاغ کا سرما دیکھو — سر اقدس پہ سجا بانکا عمامہ دیکھو

دلربا یا نہ وہ حسنِ شہ والا دیکھو
آؤ آؤ ذرا یہہ طرفہ تماشا دیکھو

خود خدا ہوگیا ہے محوِ لقا آجکی رات

فخر سے کہتا تھا تن تن کے براقِ حضرت
مجھسے کب ہے کسی مرکب کو بھلا کچھ نسبت
فضلِ خالق سے ملی آج مجھے جو عزت
کسکو کونین میں حاصل ہوئی ایسی دولت
آج ہے وہیں نظر باز و تکے سیرِ عظمت
اوج پر ہے شبِ معراجمیں سیرِ قسمت

پشت پر ہیں میرے محبوبِ خدا آجکی رات

قدسی کہتے تھے ہے کیا شکل ہی ساری دیکھو
آرزو پوری ہوئی آج ہماری دیکھو
وہ چلی آتی ہے حضرت کی سواری دیکھو
ہر قدم پر ہے فدا بادِ بہاری دیکھو
اور جلوداری میں ارواح ہیں سارے دیکھو
پیشوائی کو بڑی رحمتِ باری دیکھو

عرش پر آتے ہیں محبوبِ خدا آجکی رات

نورِ حضرت کا نہ تھا نورِ الٰہی سے جدا
ظاہری شان یہ ہوتا تھا بشر کا دھوکا
دیکھ لیتی تھی کبھی انکو جو چشمِ بینا
اور ہی شان نظر آتی تھی اسکو بخدا
کھل گیا راز یہ معراجمیں آخر انکا
اٹھ گیا خلوتِ توحید کا جیدم پردا

ایک جا ہوگئے دو نورِ بقا آجکی رات

حق نے معراجمیں یہ سرورِ عالم سے کہا
کہ نہیں ہے مجھے محبوب کوئی تمسے سوا
مجھمیں اور تممیں نہیں اب کوئی حائل پردا
مٹ گیا رنگ دوئی آج جدا وہ نقشہ
تاج اب ہمنے شفاعت کا تمہیں کو بخشا
فکر امت کے گناہوں کی نہ کرنا اصلا

جو کرو ہوگی وہ مقبول دعا آجکی رات

کسکی نعلینِ مبارک کا تصدق یہ تھا
ہوگئی امتِ مرحومہ جو دوزخ سے رہا

رحمتِ حق کے مزے لوٹے نہ شہ نے تنہا — عاصیوں کو بھی شرف آپ نے شرکت کا دیا
کیوں خیال انکو نہ معراج میں اسکا رہتا — رات دن جسکے لئے کرتے رہے رو رو کے دعا

بھول سکتے تھے وہ امت کو بھلا آج کی رات

ذکرِ معراج سے ہوتا ہے عجب دل کو سرور — رنج و غم ہوتے ہیں عشاق کے دل سے کافور
عاصی ہیچمداں کا ہے بھلا کیا مقدور — کر سکے کچھ شبِ معراج کی حالت مسطور
ناظر اللہ تمھارا تھا تم اُس کے منظور — یادگارِ شبِ معراج مبارک ہیں حضور

ہر طرف جشن ہے شاہانہ بپا آج کی رات

ترجیع بند

چناں بخستہ دلم را فراق سیمبرے — کہ ماند تاب اقامت نہ طاقتِ صبرے
نہ ہست آہ جگر را بہ کوئے او گذرے — چگونہ عرض کنم حال خود بہ آں قمرے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئے ما نمی برد خبرے

عطا ہوں مجھے پر و بال یا رسول اللہ — کہ اڑ کے پہنچوں میں اس سال یا رسول اللہ
کیا فراق نے پامال یا رسول اللہ — میں کیسے عرض کروں حال یا رسول اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئے ما نمی برد خبرے

پڑا دکن میں ہوں ناچار تم سے کون کہے — تڑپ رہا ہے دلِ زار تم سے کون کہے
قریبِ مرگ ہے بیمار تم سے کون کہے — پلاؤ شربتِ دیدار تم سے کون کہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مانی برد خبرے

تمہارے ہجر میں ہر روز تازہ آفت ہے
ہمارے حق میں ہر اک شب شب قیامت ہے
جگر پہ کوہ الم جان پہ مصیبت ہے
یہ تم سے کون کہے جو ہماری حالت ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مانی برد خبرے

تڑپ رہا ہوں میں دن رات درد فرقت سے
بلا لو جلد مدینہ میں اپنی رحمت سے
گذر رہی ہے دکن میں بڑی مصیبت سے
مگر یہ کون کرے عرض جا کے حضرت سے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مانی برد خبرے

مدینہ آؤں شہ انس و جاں یہ مشکل ہے
کروں فراق میں ضبط فغاں یہ مشکل ہے
رہوں دکن میں سہوں دکھ یہاں یہ مشکل ہے
سناؤں حال دل ناتواں یہ مشکل ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مانی برد خبرے

غم فراق سے ہے دل مضطرب سینے میں
قرار ہی نہیں کچھ اب یہاں کے جینے میں
نہ لطف کھانے میں ملتا ہے کچھ نہ پینے میں
یہ جا کے کون کہے جا کے اب مدینے میں

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مانی برد خبرے

پڑا ہوں روضہ سے اب دور یا رسول اللہ
رہا نہ آنے کا مقدور یا رسول اللہ

کیا ہے ضعف نے معذور یا رسول اللہ
ہوں عرض حال سے مجبور یا رسول اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مائی برد خبرے

ہوئی ہے ہجر میں اب زندگی میری دشوار
جگر مریض اُدھر ہے تو دل اُدھر بیمار
کہ کر رہا ہے ترقی یہ دن بدن آزار
میں کیسے حال کروں عرض آپ سے سرکار

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مائی برد خبرے

بدل گئی ہے روش آجکل زمانے کی
ہوئی ہے راہ بھی اب بند آنے جانے کی
فلک کو فکر ہے ہر دم میرے ستانے کی
رہی سبیل نہ کچھ دردِ دل سنانے کی

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مائی برد خبرے

دکن میں ہو نہیں سکتی میری بسر حضرت
رفیق ہے مرا کوئی نہ چارہ گر حضرت
بنے ہیں طائرِ بسمل دل و جگر حضرت
خدا کے واسطے عاصیؔ کی لو خبر حضرت

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مائی برد خبرے

ترجیع بند

دیوانہ بنایا مجھے سودائے نبی نے
شوریدہ کیا آپ کی شیریں لقبی نے
شیدا کیا اون گیسو کی بوالعجبی نے
بڑھکر یہ کیا درد سے درماں طلبی نے

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پروانۂ شمع رخ محبوب خدا ہوں — بلبل کی طرح عارض گلگوں پہ فدا ہوں
میں قمری سرو قد شاہ دوسرا ہوں — اس باغ میں یوں صبح و مسا نغمہ سرا ہوں

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

عقبیٰ کی نہ خواہش ہے نہ دنیا کی تمنا — کوثر کی نہ فردوس معلا کی تمنا
شمشاد سے مطلب نہ طوبیٰ کی تمنا — ہے دل میں شہ یثرب و بطحا کی تمنا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

مشہور یہ ہے قیس تھا لیلیٰ کا طلبگار — وامق کو تو دنیا میں تھا عذرا سے سروکار
تھا خسرو پرویز بھی شیریں کا خریدار — میں تو ہوں فقط احمد مرسل کا گرفتار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں بلبل شیدا کے طریقے سے جدا ہوں — میرا نہیں مذہب کہ کسی گل پہ فدا ہوں
جز روئے محمد نہ کسی غیر کو چاہوں — گر ہوں تو اسی شمع کا پروانہ سدا ہوں

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پھولوں کی تمنا نہیں جز بوئے محمد — جنت بھی گوارا نہیں بے روئے محمد

یارب تو بنا مجھکو سگ کوئے محمدؐ — ہر وقت مری آنکھ رہے سوئے محمدؐ

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جاں برلب و در دل ہوسِ روئے تو دارم
در گردنِ دل حلقۂ گیسوئے تو دارم
مد نظر آں قامتِ دلجوئے تو دارم
میگویم و دزدیدہ نظر سوئے تو دارم

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں وہ ہوں کہ دل اور پہ وارا نہیں کرتا
گر حور بھی آئے تو نظارا نہیں کرتا
اس شیشے میں پریوں کو اتارا نہیں کرتا
بے شاہ کے جنت بھی گوارا نہیں کرتا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جی اٹھتے ہیں مردے بھی یہ شیریں سخنی ہے
گل سر بگریباں ہیں یہ گل پیرہنی ہے
شرمندہ ہیں غنچے بھی یہ غنچہ دہنی ہے
سایہ نہیں پڑتا ہے یہ نازک بدنی ہے

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

فردوس میں پہنچا جو وہ اللہ کا پیارا
جس سمت گزرتا تھا وہ سروِ چمن آرا
ہر ایک لگا کرنے تعجب سے نظارا
ہر حور کا باہم یہی ہوتا تھا اشارا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آمد — دودیست کزو بوئے کباب جگر آمد
چوں روئے تو از دور مرا در نظر آمد — بے ساختہ النفسرہ ز قلبم بدر آمد

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اس حسن سے تابندہ ہے گیسو کا ہر اک تار — خوشبو سے مہکتی ہے سر پاک پہ دستار
ہے سنبل پیچاں انہیں حلقوں میں گرفتار — کہتی ہے قیامت بھی تیری دیکھ کے رفتار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ذرا چشم فسوں کار کی تاثیر — کرتی ہے جہاں اک نگہ ناز سے تسخیر
جن و بشر و حور و ملک سب ہی ہیں نخچیر — نقاش ازل نے بھی کہا کھینچ کے تصویر

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ہے کس شان سے خط رخ پرانوار — گویا کہ خضر آب بقا کے ہیں طلبگار
گردوں پہ خجل ہوتے ہیں عیسیٰ دم گفتار — یوسف نے کہا دیکھ کے وہ جلوہ رخسار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کی دکھائے مجھے صورت — تا عمر نہ چھوڑوں میں کبھی وہ در رحمت
دنیا سے نہ کچھ کام نہ ہو خواہش دولت — یہ کہتا ہوں دیکھ کے میں جانب حضرت

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میدان قیامت میں جب آئیں شہ ابرار
حاضر رہے اس جا پہ یہ عاصی دل افگار
ہو لطف وہاں پیش جو آجائے یہ تکرار
خالق یہ کہے اور رہے میرا ابھی ہو اظہار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ترجیع بند

محو نظارہ خود صد چو زلیخا داری
نفس روح فزا چوں دم عیسیٰ داری
دست پر نور مثال ید موسیٰ داری
جلوہ خالق یکتا بہ سراپا داری

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن وہ حسن کہ عشق جس پہ ہے سارا عالم
مردوں میں آتا ہے اعجاز سخن سے ترے دم
دست روشن سے جھپکتے ہیں نگاہیں پیہم
جس نے دیکھا تجھے کہنے لگا اے شاہ امم

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مہر و مہ عارض پر نور پہ تیرے ہیں فدا
لعل لب کو ترے جان بخش ہے کہنا زیبا
دست روشن ہے ترا مجمع انوار خدا
دل سے عشاق کے ہر دم یہی آتی ہے صدا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب ہوئے چہرۂ رخ پہ معراجیں رونق افزا
نورِ خالق سے منور ہو سراپا دیکھا
وجد میں آئے مسرت سے کلیم و عیسیٰ
ہر ملک کہنے لگا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چہرۂ پاک ترا زینتِ روئے گلزار
ماہ و خورشید چمکتے ہوئے دونوں رخسار
ہے ہوائے لبِ جاں بخش علاجِ بیمار
تیرا ہمسر نہیں کونین میں کوئی زنہار

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن جب مبدءِ فیاض سے تقسیم ہوا
پس اسی شئے سے ہوا دہر میں اسکا شہرا
ہر حسیں کو ہوئی مخصوص کوئی چیز عطا
تجکو خالق نے کیا مظہرِ کامل اپنا

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کہتے ہیں تجکو حسینانِ جہاں شاہنشاہ
رتبۂ حسن سے تیرے تو ہوئے کیا آگاہ
ہر حسیں کی ہے یہ حسرت ہو غلامِ درگاہ
ہاں تجھے دیکھ کے کہتے ہیں یہی سبحان اللہ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سنبل و گل لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن
جسمِ اطہر ترا خورشید لبِ ریش گردن
نازک اندام دل آرام حسین عیسیٰ فن
تجھ پہ سو جان سے قربان ہیں اے فخرِ زمن

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہر اک دلبر طناز کے دل کا ہے مکیں
گرچہ مشہور زمانہ ہو بہت کوئی حسیں
تیرے دروازے پہ جھکتی ہے حسینوں کی جبیں
ہمسری تیری کرے حسن میں ممکن ہی نہیں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گلشن خلد میں پہنچے جو ہمارے سرکار
پھولا رضواں بھی مسرت سے سنبھی جیب گفتار
جلوۂ رخ سے دوبالا ہوا حسن گلزار
چوم کر قدموں کو کہتی تھیں یہ حوریں بار بار

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پڑھتے تھے حسن حسینان جہاں کا قصہ
پردہ جب رخ سے ترے اٹھ گیا جاناں ناگاہ
کبھی جب آن تجلی میں سنتے تھے کسی کا شہرہ
دل یہ کہنے لگا بیساختہ وللہ الحمد

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا
گنگ ہیں اہل زباں سارے جہاں کے اس جا
عاصی ہیچ مداں وصف کرے کیا تیرا
بالیقیں مجمع اوصاف ہے ذات والا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مناجات برائے دفع طاعون

یاالٰہی ہم ہیں بندے پرخطا
تیری رحمت کی نہیں کچھ انتہا

بیکسوں کا کون ہے تیرے سوا — ہم غریبوں کی تو سن لے التجا

بہر نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

بے کس و بے بس ہیں ہم ناچار ہیں — رنج سے غم سے نحیف و زار ہیں
امتی سید ابرار ہیں — رحم کر ہم پر کہ ہم بیمار ہیں

بہر نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

گو گنہ ہم سے ہوئے ہیں بے شمار — تو تو ہے غفار اے پروردگار
بڑھ رہا ہے روز دل کا اضطرار — اب ہے کیا رحمت میں بار التجا

بہر نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

تو اگر ہو جائے یارب خشمناک — تاب کیا لائے ہماری مشت خاک
قہر تیرا کر دے اکدم میں ہلاک — ہے مگر رحمان تیری ذات پاک

بہر نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

عفو کر یارب ہمارے سب گناہ — ہو گئے اعمال سے اپنے تباہ
سرنگوں آئے ہیں ہم سب عذرخواہ — جز ترے اب کس سے ہم مانگیں پناہ

بہر نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

کر لیا طاعون نے اپنا عمل
چل رہی ہے ہر طرف باد اجل
آگیا آرام میں سب کے خلل
حشر برپا ہے وطن میں آجکل

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

یا خدا کیسی ہے یہ سمی ہوا
کہتے ہیں سب درد ہے یہ لا دوا
ہر بشر ہے رنج و غم میں مبتلا
چارہ گر پھر کون ہو تیرے سوا

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہیں پریشاں حال بندے تیرے سب
ہو گئے ہیں رنج و غم سے جاں بلب
ہو مبدل رحم سے بار غضب
عرض یہ کرتے ہیں تجھ سے با ادب

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہم ہیں بندے تو خداوند کریم
ہے دو عالم پر ترا فیض عمیم
تو ہے قادر بے عدیل و بے سہیم
اور صفت تیری ہے رحمان و رحیم

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

کر دیا ہے اس بلا نے نیم جاں
فضل سے کر دے تو اپنے شادماں
الاماں اے رب اکرم الاماں
ہے یہی تجھ سے دعائے بیکساں

بہر نعلین محمد مصطفیٰ

یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہو گیا ہے پانی پانی اب جگر
ہو گئی حالت ہماری پُرخطر
مبتلائے رنج ہیں شام و سحر
رحم کر یا رب ہمارے حال پر

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں بیقرار
رو رہے ہیں تیرے بندے زار زار
تیری رحمت کے ہیں اب امیدوار
رحم فرما اے میرے پروردگار

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

اے کریم و کارساز دو جہاں
ہے تیری ہی بارگہ دار الاماں
یہ مصیبت سخت ہے ہم ناتواں
چھوڑ کر ہم در تیرا جائیں کہاں

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

آیا جو دنیا میں اک دن جائیگا
ہے مگر یہ عرض اے ربّ العلا
خوف مرنے سے کریں ہم کیوں بھلا
اضطراری موت سے ہم کو بچا

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

عرض ہے عاصی کی اے ربِّ کریم
وقت آخر کا بہت ہے اسکو بیم
کر عنایت اسکو تو قلبِ سلیم
دست رس پائے نہ شیطانِ رجیم

بہرِ نعلینِ محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ساقی نامہ

ساقیِ ذی مرتبہ عالیجناب
بادۂ توحید اب پلا دے شتاب

آج ہے دیکھ میری حالت خراب
اپنے بادہ نوش سے کیسا حجاب

اے کہ فی برقع و کی نقاب
سایۂ تشبیہ جیسے ہو آفتاب

عرض ہے اے ساقیِ مستِ الست
تیرے مے خانے کا ہوں مے پرست

آج پھر آیا ہوں میں ساغر بدست
اتنی پلا مجھ کو کہ ہو جاؤں مست

جامِ مے سے چھوڑ دی دنیا سے دل
عالمِ حیرت کی خبر لا دے دل

مردہ دل آیا ہوں جلا دے مجھے
جامِ مے فیض پلا دے مجھے

بادۂ وحدت سے چھکا دے مجھے
غیر کے جھگڑوں سے چھڑا دے مجھے

نقش مٹے آنکھ سے ناسوت کا
رنگ جمے آنکھ میں لاہوت کا

جاہ و زر و سیم کی پروا نہیں
دولتِ فانی پہ میں شیدا نہیں

فکرتِ دنیا غمِ عقبیٰ نہیں
اس کے سوا اور تمنا نہیں

مجھ پہ تیری چشمِ عنایت رہے

میری قدح خواروں میں عزت رہے

ترک میں اب میکشی کرتا نہیں
پی کے مے اب مکر کرتا نہیں
زہد کا دم آج سے بھرتا نہیں
قاضی و مفتی سے میں ڈرتا نہیں

کیوں نہ پیوں بے گنے جام شراب
تو ہے اگر ساقی یوم الحساب

ابر امنڈ آیا سر کوہسار
ساقیا پھر آگئی فصل بہار
جوش پہ ہے مستی پروردگار
رند سبوکش ہیں بہت بیقرار

جلوہ دکھا مہر جہاں تاب کا
دور چلے جام مے ناب کا

باعث مستی جہاں تیری ذات
تشنہ جگر در پہ ہوں پھیلائے ہاتھ
مست نظر آتی ہے سب کائنات
جام وہ دے ساقی عالی صفات

جام سے عالم کی خبر گھر میں ہو
ساغر جمشید بھی چکر میں ہو

نشہ یہ اترے نہ میرا زینہار
جام وہ دے ساقی گلگوں عذار
آنکھوں سے دیکھوں میں مے خمار
گلشن توحید کی دیکھوں بہار

رنگ ملے زندۂ جاوید کا
پھول ہوں گلشن توحید کا

ساقی ہے مشہور ترا فیض عام
آج ہوں حاصل میرے دل کے مرام
در پہ ترے آیا ہوں میں تشنہ کام
صدقے ترے ایسا پلا ایک جام

دل میں توحید سے معمور رہو
غیر خدا آنکھوں سے مستور رہو

دیکھ کے ساقی میں تیرے التفات
میکدے کی اپنے سمجھ کر زکوات

عین علی کہہ کے بڑھاتا ہوں ہات
جام دے اک بھر کے شراب نجات

رنگ دکھا اپنی عنایات کا
قلب کو آئینہ بنا ذات کا

تجھ سے ہے ساقی یہ میری التماس
سلب ہوں جس سے میرے ہوش و حواس

بھر کے پلا ساغر وحدت اساس
چاک کروا ہستی میں خاکی لباس

آنکھوں میں ہو نشہ شان قدم
ویسے مٹے نقش حدوث ایکدم

جام وہ دے صدقہ خرابات کا
نشہ بڑھے معرفت ذات کا

لطف ملے سیر مقامات کا
پردہ اٹھے دل سے شیونات کا

تیرا ہی میں محو نظارا رہوں
تو ہی نظر آئے جدھر رخ کروں

قید ہے یہ عالم کثرت مجھے
آج ملے وصل کی دولت مجھے

روز نئی ہوتی ہے وحشت مجھے
ایسا پلا ساغر وحدت مجھے

ساقی و میخوار و مے کیف و جام
ایک نظر آنے لگیں لا کلام

صدقے تیرے ساقی عالیجناب
ہو میری مقصود کا اب فتح باب

دُور میرے قلب کا ہو اضطراب
آج پلا دے مجھے ایسی شراب

صورت آئینہ میں حیراں نہ ہوں
وادیٔ حیرت میں پریشاں نہ ہوں

ساقیٔ مہر شرف آفتاب
آج محبت کی پلا کر شراب
یوں رہے حالت میری کب تک خراب
دل سے تعین کا اٹھا دے حجاب

پھر نہ تصور رہے دل کا مکیں
ایسا چڑھے نشۂ عین الیقین

جام وہ دے ساقیٔ بزم ودود
دل سے مٹے نقشۂ نام و نمود
جس سے ہو طے منزلِ غیب و شہود
کھلنے لگے قلب پہ سر وجود

ہوش رہیں عقل کی راہوں سے گم
خود میں رہوں اپنی لگا ہوں سے گم

ثابتہ اعیان سے کر دے جدا
تیری عنایت کے فدا ساقیا
آئے نظر پھر نہ کوئی دوسرا
جام منزّا مجھے ایسا پلا

رنگ اڑے عالم تشبیہ کا
نشہ چڑھے آٹھوں پہر تنزیہ کا

ساقیٔ ذی حوصلہ عالی دماغ
ڈھونڈوں اگر لے کے میں لگا چراغ
دے مے گمنامی کا بھر کر ایاغ
مجھکو بھی میرا نہ ملے کچھ سراغ

نام و نشاں سے میں مبرا رہوں
وہم و گماں سے بھی منزّا رہوں

عالم کثرت کا نہ پاؤں اثر — نقشۂ وحدت ہی نہ آئے نظر
دونوں ہوں آنکھوں سے نہاں سربسر — اسکی خبر ہو نہ کچھ اُس کی خبر

صدقے تیرے فیض کے میں ساقیا
جام مئے بیخودی ایسا پلا

آج اٹھے آنکھوں سے سارے حجاب — جام بنے دلکا مرے آفتاب
بھر دے تو اِس جام میں ایسی شراب — جس سے ہر اک رند ہو فیض یاب

ساقی یہ مقبول مناجات ہو
سینہ مرا کنج خرابات ہو

عاصی نا اہل کا کیا حوصلہ — خود سے جو طالب ہوئے فیض کا
حوصلہ ساقی کا بہت ہے بڑا — اسلئے جرأت سے یہ کی التجا

عرض ہے ساقی یہ میری صاف صاف
گر ہو خطا اسمیں تو کردے معاف

مسدس

صد شکر ہوئی شام جدائی کی سحر آج — پیدا ہوا مدت کی دعاؤں میں اثر آج
میخانۂ اجمیر میں ہے میرا گزر آج — کچھ کیف دکھاتا ہے نیا درد جگر آج

ساقی کی اداؤں کا یہ انداز جدا ہے
لڑ جائیں نگاہوں سے نگاہیں تو مزا ہے

جس صبح کے مشتاق تھے آئی وہ سحر آج — مقصود جو تھا دل میں وہ ہے پیش نظر آج

اترا ہیں مقدر پہ نہ کیوں دیدۂ تر آج
تقدیر نے رونے کا دکھایا ہے اثر آج

کیا کام نکالا ہے میری شب کی دعا نے
میخانۂ اجمیر میں پہنچایا خدا نے

اللہ رے میخانۂ اجمیر کی عظمت
جمشید کا رتبہ نہ سکندر کی حقیقت
دارا کو بھی حاصل نہیں دربانوں کی عزت
یہ میکدۂ پاک ہے میخانۂ الفت

رندو نشیں یہاں رنگ اویسِ قرنی ہے
اجمیر کے شیشوں میں شرابِ یمنی ہے

کہتے ہیں اسے اہلِ نظر میکدۂ نور
پیمانوں کی آنکھیں ہیں مے عشق سے مخمور
ہر خم ہے یہاں بادۂ توحید سے معمور
مستی میں نظر آتا ہے ہر شیشہ سے چور

جو خم ہے وہ غیرت دہ خورشیدِ فلک ہے
ہر قطرۂ مے دانۂ تسبیحِ ملک ہے

یہ میکدہ ہے مسکنِ اربابِ طریقت
چلتا ہے شب و روز یہاں جامِ محبت
آتے ہیں پئے بادہ کشی اہلِ حقیقت
لٹتی ہے یہاں شام و سحر فیض کی دولت

اہلِ خرد و ہوش ہیں مدہوش اسی میں
زاہد نظر آتے ہیں قدح نوش اسی میں

میخانۂ اجمیر ہے یا خلد کا ...... گلزار
یہ جام سے نایاب ہیں یا حور کے رخسار
یہ شیشے ہیں یا گردنِ خوبانِ طرحدار
یہ بادۂ پر جوش ہے یا رحمتِ غفار

جب دستِ مہوش میں پیالہ نظر آئے
ڈالی پہ شگفتہ گلِ لالہ نظر آئے

میخانہ ہے یا درِ فردوس کھلا ہے
شیشون مین یہ بادہ ہے کہ دارو شفا ہے

کیا عطر فشان روح فزا اِس کی ہوا ہے
ہر جام کا لب بھی لبِ عیسیٰ سے سوا ہے

بے تاب و توان تاب و توان پاتے ہین اِس مین
مُردے بھی جو آتے ہین تو جی جاتے ہین اِس مین

اِس میکدۂ پاک کا احوال جُدا ہے
آئینۂ توحید ہر اِک جام بنا ہے

ہر خُم کا نیا رنگ ہے انداز نیا ہے
میخانہ ہے یا مخزنِ اسرارِ خدا ہے

ہر جام دکھاتا ہے نئی شان صمد کی
شیشون سے صدا آتی ہے اللہ احد کی

اِس میکدۂ پاک کا کچھ فیض ہے ایسا
جس بزم مین دیکھو ہے اسی فیض کا چرچا

ہے ہاتھ مین ہر رند کے پیمانہ یہین کا
اُڑ اُڑ کے گئے فیض یہین سے کئی ہر جا

مقصود ملا ہے تو اسی در سے ملا ہے
کچھ فیض ملا ہے تو اسی گھر سے ملا ہے

یہ گلشنِ جنت ہے کہ میخانۂ اجمیر
اللہ رے ضیائے رُخِ جانانۂ اجمیر

پیمانہ کوثر ہے کہ پیمانۂ اجمیر
ہے شمعِ سرِ طور بھی پروانۂ اجمیر

اپنے شرفِ حسن پہ ناز اُس کو بجا ہے
سردارِ حسینان اسے کہیے تو بجا ہے

میخانہ یہ میخانۂ رحمت نظر آیا
میخوار ہر اک صاحبِ ہمت نظر آیا

گردش مین یہان ساغرِ وحدت نظر آیا
ہر رند غریقِ مئے الفت نظر آیا

پیمانہ چھلکتا ہے اُبلتی ہے صراحی

کیا جوش پہ ہے بادۂ عرفان الٰہی

ساقی کا مجھے رنگ نرالا نظر آیا
کیا پوچھتے ہو آنکھوں کو کیا کیا نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا
آنکھ اٹھی جدھر نور اُسی کا نظر آیا

مجبور ہون تفصیل کی رخصت نہین مجھکو
خاموش ہون کہنے کی اجازت نہین مجھکو

اے ساقیِ اجمیر پلا فیض کا اک جام
ممکن نہین جاؤن ترے میخانے سے ناکام
وہ جام کہ جس جام کا ہو نیک سرانجام
آیا ہون بہت دور سے سنکر مین ترا نام

پیاسا ہون بہت دن سے لگی دل کی بجھا دے
اب ساقیِ میخانۂ یثرب سے ملا دے

ہین منتظر چشم عنایت ترے میخوار
چہرون سے ہے یون رنگِ عقیدت کا نمودار
یا ساقیِ اجمیر صدا دیتے ہین ہر بار
گویا کہ سمجھتے ہین تجھے رحمتِ غفار

پیمانے کے طلبگار ترے در پہ کھڑے ہین
یہ تشنہ جگر چشمۂ کوثر پہ کھڑے ہین

جتنے ہین ترے میکدۂ پاک مین میخوار
ظاہر مین ہین دیوانے حقیقت مین ہین ہشیار
مستی تو انہین بادہ کشون کو ہی سزاوار
ہین بیخبر اپنے سے مگر دل سے خبردار

مستی سے تری عشق سے گو ہوش نہین ہین
دل اُن کے مگر ذکر سے خاموش نہین ہین

ساقی تو چھلکتا ہوا اک جام پلا دے
اور دل کے مصفا اُسے آئینہ بنا دے
وہ جام کہ جو دل سے کدورت کو مٹا دے
وہ آئینہ جو صورتِ محبوب دکھا دے

میخانۂ سرکار کا میخوار رہوں میں ❊
پیمانہ کش لذت دیدار رہوں میں ❊

تو ساقی اجمیر ہے میں رند بلا نوش
کیفیت دنیا ہو مرے دل سے فراموش
وہ جام پلا جس سے ہو مستی کو مری جوش
ہر دم رہوں میں بادۂ توحید سے مدہوش

جھگڑا نہ رہے پھر خرد و ہوش کا باقی
ہاں اک نظر فیض ادھر بھی مرے ساقی

تو شیشہ سہا طرہے توحید سے معمور
وہ مے تو پلا ساقی میخانۂ پر نور
اور زنگ دوئی آئینۂ دل سے رہے دور
کر دے جو مجھے نشۂ توحید سے یوں چور

ہر چیز میں توحید کا جلوہ نظر آئے
آنکھ اٹھے جدھر نور اسی کا نظر آئے

وہ مے تو پلا جس سے کھلے سر حقیقت
وہ مے تو پلا جس سے لطائف کو ہو قوت
وہ مے تو پلا جس سے بڑھے نور بصیرت
وہ مے تو پلا جس سے ملے قرب کی دولت

وہ جام دے جو واقف حالات کرا دے
وہ جام دے جو سیر مقامات کرا دے

تو سرور و سر حلقۂ ارباب صفا ہے
ظاہر میں اگرچہ یہ لباس فقرا ہے
تو دلبر و دلدار ہے محبوب خدا ہے
باطن کا تو سلطان ہے امیر الامرا ہے

میں مفلس و بے مایہ و مسکین و گدا ہوں
محتاج ہوں بیکس ہوں غریب الفقرا ہوں

ساقی وہ مے ہوش ربا مجھکو پلا دے
جو دل میں مرے جوش محبت کو بڑھا دے

پردہ مری آنکھوں سے کدورت کا اٹھادے
بے پردہ مجھے جلوۂ دیدار دکھاوے

دیوانہ رہوں حسنِ رخِ مصطفوی کا
پروانہ نہوں شمعِ جمالِ نبوی کا

تیغِ غمِ احمدؐ سے دل افگار ہوں ساقی
فرقت کا مرض ہے مجھے بیمار ہوں ساقی
دنیا کے حوادث میں گرفتار ہوں ساقی
اب تیری عنایت کا طلبگار ہوں ساقی

ایسا کوئی پیمانہ مجھے آج پلا دے
جو دردِ جدائی کو مرے دل سے مٹا دے

ساقی میں تری چاند سی صورت کے تصدق
ساقی میں ترے گنبد و تربت کے تصدق
ساقی میں تری چشمِ مروت کے تصدق
ساقی میں ترے لطف و عنایت کے تصدق

اب دیر نکر ساقی اجمیر کرم میں
پہونچا دے مجھے روضۂ سلطانِ امم میں

آیا ہوں دکن سے تری سن سن کے میں اوصاف
سنتا ہوں غریبوں پہ بہت ہیں ترے الطاف
وہ جام پلا جس سے ہو سینہ مرا شفاف
شہرہ ہے عنایت کا تری قاف سے تا قاف

آیا ہوں گدا بنکے غنی لطف سے کر دے
جھولی مرے دل کی درِ مقصود سے بھر دے

غم کو مے عشرت سے بدلنا نہیں منظور
مستانہ رہے چال سنبھلنا نہیں منظور
بے جادۂ الفت مجھے چلنا نہیں منظور
گردابِ محبت سے نکلنا نہیں منظور

ہاں بادۂ رحمت میں بھگو دے مجھے ساقی
دریائے محبت میں ڈبو دے مجھے ساقی

دنیا کی مین عزت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین راحت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین حشمت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین دولت کا طلبگار نہین ہون

ساقی مجھے اُس شاہ سے اکبار ملا دے
مجھکو مرے سرکار کا دربار دکھا دے

پروانۂ شمع رخِ محبوبؐ خدا ہون
بیتاب ہے دل روضۂ اقدس سے جدا ہون
بلبل کیطرح عارض گلگون پہ فدا ہون
آوارہ وطن مین ہون گرفتار بلا ہون

ساقی مجھے اِس بندِ مصیبت سے چھڑا دے
صدقہ ترے پھر روضۂ سرکار دکھا دے

خاصان خدا کا تجھے سردار سنا ہے
غمگینون کا ہر حال مین غمخوار سنا ہے
کرتا ہے تو غمزدون کو بہت پیار سنا ہے
بے یار کا آ[illegible] مددگار سنا ہے

بندِ غمِ فرقت مین گرفتار ہون ساقی
اب تجھ سے رہائی کا طلبگار ہون ساقی

نازل ہے عجب نور کہ پر نور ہے دربار
جلوے مین تجلی کدۂ طور ہے دربار
ہے رحم خدا فیض سے معمور ہے دربار
یہ ہند کی اقلیم مین مشہور ہے دربار

غمگین پلٹتا نہین مغموم یہان سے
سائل کوئی جاتا نہین محروم یہان سے

روضہ ہے ترا روضۂ سرکار کا نقشا
خلقت تری خلق شہ ابرار کا نقشا
دربار ترا ہے اسی دربار کا نقشا
نقشا ہے ترا احمدِ مختار کا نقشا

تو آئینہ حسنِ رخِ مصطفےٰ ہے

تو مظہرِ انوارِ رسولِ عربی ہے

وہ جام دے جو نورِ بصیرت کو بڑھا دے
وہ جام دے جو دردِ محبت کو بڑھا دے
وہ جام دے جو عشق کی لذت کو بڑھا دے
وہ جام دے جو شوقِ زیارت کو بڑھا دے

یوں مستی میں طے شہرِ مدینہ کا سفر ہو
خود ہوش کو بھی میرے نہ کچھ اس کی خبر ہو

پہلے بھی یہ عزت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ لذت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ نعمت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ دولت مجھے اکبار ملی ہے

اس میکدۂ پاک کا میخوار رہا ہوں
پیمانہ کشِ بادۂ دیدار رہا ہوں

بندِ غمِ فرقت میں گرفتار ہیں آنکھیں
اب پھر اسی لذت کی طلبگار ہیں آنکھیں
مشتاقِ جمالِ شہِ ابرار ہیں آنکھیں
چھ سال سے پھر تشنۂ دیدار ہیں آنکھیں

ساقی وہ پلا جام شرابِ مدنی کا
پھر لطف دکھائے جو غریب الوطنی کا

ہیں مرتد و کافر بھی ترے فیض کے قائل
ساقی ترا میخانہ ہے میخواروں کی منزل
منہ مانگی مرادیں ہوئیں ہر ایک کی حاصل
خالی نہ گیا تیرے کرم سے کوئی سائل

میں غمزدہ خود ہوں مجھے مغموم نہ کرنا
اپنے کرم و فیض سے محروم نہ کرنا

وحشت مجھے ہوتی ہے چمن میں مرے ساقی
دن رات تڑپتا ہوں دکن میں مرے ساقی
بے چین میں رہتا ہوں وطن میں مرے ساقی
سوزش ہے نئی داغِ کہن میں مرے ساقی

مین جلتا ہون فرقت مین مری جان بچا دے
اس آگ کو دیدار کے پانی سے بجھا دے

اے خاصۂ خاصان خدا میری مدد کر
محبوب شہ ہر دوسرا میری مدد کر

اے پشت و پناہِ فقرا میری مدد کر
دل بند شہ عقدہ کشا میری مدد کر

مشکل مین غریبون کی مدد کام ہے تیرا
غمخوار و معین الغربا نام ہے تیرا

ساقی نامہ

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
توبہ کو سے پہ کرتے ہین میکش نثار آج

اترا رہا ہے باغ مین ہر میگسار آج
کیا جوش پر ہے رحمت پروردگار آج

قطرے ٹپک رہے ہین یہ روی سحاب سے
یا مے اُبل رہی ہے خم آفتاب سے

نکھرا ہوا ہے مستی مین ہر گلبد نکا رنگ
ہر پنکھڑی مین گل کی ہے لعل یمن کا رنگ

بدلا ہوا ہے آج نسیم چمن کا رنگ
شبنم کے قطرے قطرے مین دُرِ عدن کا رنگ

جلوہ ہے ہر طرف سے عیان آفتاب کا
ہر پھول بنگیا ہے پیالہ شراب کا

میخانۂ احد کا نیا انتظام ہے
قاضی کا کچھ پتہ ہے نہ مفتی کا نام ہے

آتا ہے وہ جو بادہ کشون کا امام ہے
بادہ کشون کے ہاتھ مین اہتمام ہے

سایہ ہے میکدے پہ خدائے کریم کا؛

بہرہ ہے در پہ لطفِ غفور الرحیم کا

تقسیم ہوتے ہیں مے وحدت کے اسمیں جام
اس میکدے کا عرش سے بڑھکر ہے احترام
میخانۂ ازل ہے اسی میکدے کا نام
زاہد بھی سجدہ کرتے ہیں آکر صبح و شام

یہ میکدہ بھی ثانیِ بیت الحرام ہے
ساغر ہیں مقتدی تو صراحی امام ہے

خلعت کا فرش کرتے ہیں میخانے میں خلیل
پلکوں سے جھاڑتے ہیں زمیں یوسفِ جمیل
چھڑکاؤ کرنے لائے ہیں جنت سے سلسبیل
جامِ شراب رکھتے ہیں ہو دوش جبرئیل

آمد ہے ایک ساقیِ گلگوں عذار کی
ٹوٹیگی آج مہر خمِ انتظار کی

شہرا ہے میکدے میں یہ کس کے ظہور کا
پانی برس رہا ہے چمن میں جو نور کا
گردش میں ہے جو جام شرابِ طہور کا
سبزہ اگا ہے رحمتِ ربِ غفور کا

کس رشکِ گل کے آنے کی دھوم ہے
کیوں آج بلبلوں کا چمن میں ہجوم ہے

عشرت فزا ہے گلشنِ توحید کی ہوا
نہریں رواں ہیں بادۂ اطہر کی جا بجا
دکانِ گل فروش بنا دامنِ صبا
جوبن بنا ہے آج عروسِ بہار کا

چشموں میں نور عکسِ رخِ آفتاب ہے
اک مہر ہے فلک پہ تو اک زیرِ آب ہے

چلتا ہے دورِ جامِ محبت کا صبح و شام
کیفِ خوشی سے مست ہوئے انبیا تمام
مدہوش ہیں پیمبر نظر آتے ہیں خاص و عام
استادہ صف بصف ہیں ملائک پئے سلام

آمد کا اُس کی شور ہے اب شش جہات مین
خالق نے چن لیا ہے جسے کائنات مین

آمد ہے آج ساقیٔ بزمِ الست کی
مستی فزا ہے چال بھی ہر ایک مست کی
تقدیر اوج پر ہے ہر اک مے پرست کی
توبہ کو فکر پڑ گئی اپنی شکست کی

تشبیہہ آئی ذہن مین یہہ آفتاب کی
بھٹی اُتر رہی ہے فلک پر شراب کی

آتا ہے میکدے مین جہان کو وہ آفتاب
خیر البشر دیا ہے خدا نے جسے خطاب
ہے نورِ چشم خالقِ عالم کا بے حجاب
نبیون مین بے نظیر رسولون مین لاجواب

مختارِ کارخانۂ ہر دو جہان ہے جو
شیرازۂ صحیفۂ کون و مکان مین جو

پائیگا اُس سے اوج شجاعت کا میکدہ
رونق پذیر ہوگا رسالت کا میکدہ
زورون پہ اب رہیگا صداقت کا میکدہ
آباد ہوگا آج سے وحدت کا میکدہ

جبتک رہیگا نور فشان آفتابِ فیض
اس میکدے مین بٹتی رہیگی شرابِ فیض

پیدا ہوئے ہین ہفت جہان جسکے واسطے
پیدا ہوئے ہین کون و مکان جسکے واسطے
پیدا ہوئے زمین و زمان جسکے واسطے
پیدا ہوئے ہین دونون جہان جسکے واسطے

آتا ہے وہ امیر فلک بارگاہ آج
رونق فروز ہوتا ہے وہ بادشاہ آج

آمد ہے اسکا جو ساقیِ گردون جناب کی
جاری ہوئین جہان مین سبیلین شراب کی

توڑی ہے زاہدوں نے قسم اجتناب کی | میخوار و فکر کیا ہمیں روزِ حساب کی

پینے میں تم شراب کے رکنا کبھی نہیں
میخانۂ کریم میں مے کی کمی نہیں

قاصیؔ زبان کو روک سمند قلم کو تھام | کر ختم اب سخن کہ مطول ہوا کلام
اے عاشقانِ جلوۂ روئے شہِ انام | مولو دسنئے اب کہ مسدس ہوا تمام

ہوتا ہے ذکر جس جگہ خیر الانام کا
ملتا ہے سامعین کو تحفہ سلام کا

مثنویِ طاعون

دگرگون آج کل رنگ جہان ہے | پریشان حال ہر پیر و جوان ہے
کہیں نالہ کہیں ہے آہ و زاری | ترقی پر ہے ہر دم بیقراری
نہ دن کو مطمئن ہوتا ہے کوئی | نہ شب کو چین سے سوتا ہے کوئی
عوض رحمت کے اب نازل بلا ہے | جدہر دیکھو ادھر محشر بپا ہے
قضا نے کر لیا ہے اپنا مسکن | بلا کھائے ہوئے پھرتی ہے دامن
قیامت ڈھا رہی ہے ہر طرف موت | یہی سنتے ہیں اب یہ فوت وہ فوت
[illegible] | نہیں ملتا ہے مرنے پر بھی آرام

کوئی روتا ہے کہکر ہاے بیٹا　　کوئی چلا رہا ہے وا ے بابا

کوئی ہے بھائی کے صدمے سے نالان　　کوئی ہے ماں کے مرنے سے پریشان

کسی نے ٹھانی ہے ترک وطن کی　　کسی کو فکر ہے گور و کفن کی

وبا کا اک طرف شور و شغب ہے　　بلا طاعون کی اس پر غضب ہے

گرانی ہو رہی ہے روز افزون　　ترقی پر ہے بیماری طاعون

مرض کا جوش ہے مرنیکا غم ہے　　تباہی فصل کی اس پر ستم ہے

نہ گھر مین چین جنگل مین نہ آرام　　ہر اک ہے مبتلائے رنج و آلام

خوشی کا ہو گیا مفقود سامان　　ترقی کر رہا ہے غم کا طوفان

ہوا کیا ناموافق چل رہی ہے　　دکن کی کیاری کیاری جل رہی ہے

نہ وہ چہلین نہ اب وہ چہچہے ہین　　نہ اب وہ خوش دلی کے قہقہے ہین

کسی کا گھر نظر آتا ہے سنسان　　کسی کا ہو گیا بالکل ہی ویران

کسی نے جاکے جنگل کو بسایا　　کسی نے زندگی سے ہاتھ اٹھایا

کوئی مصروف تدبیر سفر مین　　کوئی سہما ہوا بیٹھا ہے گھر مین

کوئی مشغول حفظ ما تقدم　　توکل پر کسی کا پاؤن محکم

نظر آتے نہین جانے کے آثار　　ترقی پر ہے بیماری کی رفتار

گناہون نے ہمین یہہ دن دکھایا　　دریغا اٹھ گیا رحمت کا سایا

بلایا ہمنے خود گویا بلا کو　　کہ لائے جوش مین قہر خدا کو

عوض یہہ اپنے ہی افعال کا ہی　　نتیجہ خوبی اعمال کا ہے

یہہ پھل اپنے نہالون نے دیا ہے　　ہمین برباد اپنون نے کیا ہے

دریغا بوئے کانٹے اپنے حق مین
رہین غفلت سے اپنی بند آنکھین

خدا کے کام مین کی ہمنے سستی
برائی مین دکھائی خوب چستی

مسلمانی کے چھوڑے ہمنے سب کام
مسلمانی کا خالی رکھ لیا نام

بنائی وضع اہل کفر کی سی
پرستش کر رہے ہین ہم بتون کی

سحر سے شام تک بے طاعتی ہے
صلوٰۃ وصوم کی بے حرمتی ہے

امور شرع کی کرتے ہین تحقیر
خدا کے حکم مین ہر وقت تقصیر

ہمیشہ عقل ودانش پر ہین نازان
بنے دانا حقیقت مین ہین نادان

خدا کے کام مین دینے لگے راے
وہی کہنے لگے جو ذہن مین آے

وہ ماہ صوم کی حرمت نکرنا
خدا کے حکم کی عظمت نکرنا

اسی سے ہین ہوا قہر الٰہی
یہہ ہے اب تیسری ہمپر تباہی

اسی سے ہین ہوئی طغیانی رود
ابھی تک جسکے ہین آثار موجود

اسی سے ہین ہمارا نیک سلطان
گیا دنیا سے سوئے باغ رضوان

اسی سے ہین یہان طاعون آیا
اب آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا کیا

نہوگا دور یہہ قہر الٰہی
کرین جبتک نہ ہم سب عذرخواہی

کرین توبہ بصدق دل مسلمان
کرین دن رات کار دین وایمان

صلوٰۃ وصوم کے پابند ہولین
کدورت سے دلون کو اپنے دہولین

کہ تا چھوٹے نہ پھر راہ شریعت
برائی پر نہو مائل طبیعت

بدل دین اپنے ہم عادات بد کو
کرین بس یاد اللہ الصمد کو

پکارین نام لیکر ہم خدا کا
وسیلہ لین جناب مصطفیٰ کا

کہین رو رو کے اے خلاق اکبر ۔ بلا یہہ ناگہان آئی ہے ہم پر

الہی گرچہ بندے ہین گنہگار ۔ ترا تو نام ہے ستار وغفار

کرم کی ہو نظر ہم پر الہی ۔ بہت گہر آگئی ہم پر تباہی

گنہ سے اپنے ہم شرما گئے ہین ۔ سزا اعمال بد کی پا گئے ہین

توہی حقا خدا ہے بے بسون کا ۔ توہی فریادرس ہے بے کسون کا

الہی ہم ضعیف و ناتوان ہین ۔ حزین ہین خستہ دل ہین نیم جان ہین

جگر اب ہوگیا ہے پانی پانی ۔ بلا گہیرے ہے ہم کو ناگہانی

بہت زورون پہ طوفان بلا ہے ۔ بہنور ہین اب جہاز آکر پہنسا ہے

تری مخلوق سب اردی ہے یارب ۔ یہہ کشتی غرق اب ہوتی ہے یارب

شکستہ ہوگئی ہے جا بجا سے ۔ بچانا اس کو طوفان بلا سے

الہی ہوگئے ہم زار و ناچار ۔ بجز تیرے نہین کوئی مددگار

تصدق بادشاہ مرسلین کا ۔ تصدق رحمۃ للعالمین کا

تصدق نام پاک مصطفیٰ کا ۔ تصدق اہل بیت مجتبیٰ کا

تصدق چار یار باصفا کا ۔ تصدق غوث پاک رہنما کا

الہی دور کر طاعون ہم سے ۔ تو کر رحمت کو اب مقرون ہم سے

دلون کو سب کے کر تو خرم وشاد ۔ رہے پاک اس بلا سے حیدرآباد

یہی اک ہے مسلمانون کا مامن ۔ مسلمان ہین اسی کے زیر دامن

اسی سے ہے مسلمانون کی عزت ۔ اسی سے ہے مسلمانون کی حرمت

بڑی ہے یہہ مسلمانون کی دولت ۔ اسے آباد رکہنا تا قیامت

سلامت رکھ جہان کے بادشہ کو ۔ ترقی عمر اور اقبال میں ہو
مسلمانوں کو اپنی عاطفت سے ۔ الٰہی رکھ تو خیر و عافیت سے
تمنا مجھ سے بیدل رکھتا ہے عاصی ۔ الٰہی عاقبت ہو اُس کی اچھی ہا
بسر دنیا میں عزت سے کرے وہ ۔ الٰہی مرتے دم مومن مرے وہ

مثنوی دیگر فارسی

بنام آنکہ نامش قوت جانہاست ۔ ثنایش قوت روح روانہاست
پناہ انس و جان قدسیانست ۔ خداوند زمین و آسمان ست
ضیائے دیدۂ باریک بینان ۔ خیال خاطر عزلت گزینان
تمنائے دل امیدواران ۔ تسلی بخش جان بیقراران
براہ شوق او شوریدہ سرہا ۔ ز تیغ عشق او زخمی جگرہا
زہے سر خم کن بالا بلندان ۔ زہے صید افگن مشکین کمندان
برون از حیطۂ نازک خیالان ۔ درون دیدۂ آشفتہ حالان
بنام اوست حسن و عشق نازان ۔ ازو تازہ مذاق عشق بازان
ازو آبی بروئے نازنینان ۔ ازو تابی بہ حسن مہ جبینان
بہر محفل ز لطفش گفتگوئے ۔ ز فیضش ہر گلے را رنگ و بوئے
طراوت بخش گلزار جہانست ۔ بحکم او بہار و ہم خزانست

بہار گلشن عالم ز مہرش — بود باد خزان یک نام قہرش
بیک جا سنبل و ریحان دمیده — بیک جا خارہائے سر کشیده
دہان غنچہ ہا زو در تبسم — زبان سوسن از وے در تکلم
ہوائے کوئے او باد بہاری — بہر گلبن ز فیضش آبیاری
صدف را گوہر پر آب داده — حجر را جوہر نایاب داده
ہمہ صید افگنان نخچیر اوبند — ہمہ پابستہ زنجیر اوبند
ہزاران لیلی و شیرین و عذرا — بہ شوق جستجویش سر بصحرا
ہزاران دل براہش ہمچو خاک اند — ہزاران در فراقش سینہ چاک اند
تجلیش گہے سوز جگر ہا — گہے روشن ز نور او سحر ہا
بہار کوئے او رشک جہانست — غبارش غازه روئے بتانست
دو صد یوسف بہ عشقش چون زلیخا — بہ حسن او بسے بلقیس شیدا
کرم فرمائے حال مستمندان — شفا بخش درون دردمندان
زہے ستار و غفار و رحیمے — بحال بندگان خود کریمے
بدرگاہش ملائک ایستاده — ہمہ شاہان غلام سر نہاده
زہے شاہنشہ و خلاق بیچون — کہ لطف او بود از قہر افزون
بعالم ہست و در عالم نہانست — نشانہا دارد و اما بے نشانست
اگرچہ صورت و مثلے ندارد — بہر صورت کہ میخواہد برآید
سزد او را غرور و کبریائی — رسد او را خودی و خود نمائی
برا و یکسان ہمہ ادنے و عالی — کہ باشد بارگاہش لاابالی

یکے را دولتِ وصلش میسّر　　یکے در آرزویش خاک بر سر

یکے را رہ دہد در خلوتِ خویش　　براند از دیگرے را دور از پیش

یکے را دل پر از کفران و طغیان　　یکے روشن دل از انوارِ ایمان

یکے غنچہ دہان و لالہ رخسار　　یکے دیو سیاہ و مردم آزار

برد گاہے بہ دوزخ صالحان را　　گہے فردوس بخشد ظالمان را

ہمون پاک لایق حمد و سجود است　　ہمہ معدوم و صرفا او را وجود است

بچشم اہل بینش یا الٰہی　　دہد ہر ذرہ بر ذاتت گواہی

تو ہر مصنوع را بینی نشانی　　دہد از صانع قدرت نشانی

ہمہ ہا مخزنِ اسرار او بیند　　ہمہ ہا پرتو انوار او بیند

زہستیش ہمہ راہست ہستی　　ہمہ را از شرابش جوشِ مستی

ہمون یک ہستی معبود دریاب　　بود ہستی ہا چون نقش برآب

ہمہ فانوس ہا و شمع تابان　　ہمہ چون جسم خالی او بود جان

نمی باشد کسے را اندرین شک　　ہمہ آئینہ ہا شاہد ہمون یک

کرا یارا بوصفش واکند لب　　ہمان بہتر کہ سازم عرض مطلب

الٰہی بر من عاصی بہ بخشاے　　نظر بر خستہ حالیم بفرماے

ندانم چون شود انجام کارم　　کہ جز عصیان جوے نیکی ندارم

سفر دور و ندارم توشۂ راہ　　بجز لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

بسر دارم ز عصیان ہا گران بار　　خداوندا توئی ستار و غفار

چو دانستم ترا غفار و رحمان　　زخجلت آدم سر در گریبان

ندارم از خجالت روے گفتار — الٰہی گنہگارم گنہگارم گنہگارم

الٰہی آمدہ ام در پناہت — مکن رسوا مرا روز قیامت

ز فضل خود بفرما کار با من — مفرما کار چون کردار با من

ببخش از لطف این مسکین گدا را
شفیعم کن محمد مصطفےٰ را

مثنوی بطور خاتمہ دیوان حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

الٰہی کن عطا آتش بیانی — کہ تا سازم عیان سوز نہانی

منم در دست کش پیمانۂ دل — شرار آہ آتش خانۂ دل

الٰہی نالہ ام کن آتش انگیز — شرارے در دل شوریدہ ام ریز

الٰہی آنچنان بنواز جانم — کہ گردد نالہ مغز استخوانم

الٰہی دہ زبان این بے زبان را — نشانے بخش تو این بے نشان را

الٰہی در بیان من افسردہ — درخشتے نشانم تو مردہ

الٰہی نعمتے از خوان رحمت — من درویش را فرما عنایت

دل پژمردہ را طبع روان بخش — تن فرسودہ را تازہ جان بخش

منم بے مایہ و مسکین غریبے — بدہ از گنج لطف خود نصیبے

کلامم را شکر ریزہ دہن کن — قبول خاطر اہل سخن کن

الٰهی تلخیم با نوشش در باز
سخن بشکر دهن تنگ بشکر ساز

الٰهی بخشش در طبعم روانی
که جوشد از دلم بحر معانی

الٰهی سینه ام را طور گردان
ز نور جلوه ات معمور گردان

ز فیضت بهره ور طبع نظامی
ز جام لطف تو سرمست جامی

بسعدی شد عطا شیرین بیانی
بخسرو شاهد ملک معانی

چه گوهرها که از بحر سخایت
فرو بارید نیسان عطایت

بمن هم رشحه از فیض سرمد
بسرخیل سرافرازان محمدؐ

تعالی الله چه نام آمد بگفتن
که چسپید بوسه جان بر لب من

زهی مسند نشین بزم ارشاد
گرامی گوهر دریای ایجاد

فلک فرسا سوار عرش پیمای
همایون پر همای لامکان سای

حکیمان جهان را حکمت آموز
دبیر عقل کل را دانش اندوز

هلال آسمان نعل سمندش
شکار لامکان صید کمندش

فلک تخت و ملایک بارگاهی
همه شاهان عالم را پناهی

نخستین موج بحر آفرینش
ضیای دیدهٔ ارباب بینش

بهشت حسن را خرم بهاری
بشهر خوبروی شهریاری

دل پاکان همه قربان پایش
سر شوریدگان با در هوایش

حسینی نازنینی خوش ادای
خداوند جهان را دلربای

زهی گلدستهٔ بند باغ قدرت
که باشد نام دوستش ابر رحمت

رؤف خسته حالان را معینی
کریمی رحمةٌ للعالمینی

بحق قدوسیان راهست تاراج
یکی از شان پاک اوست معراج

وزیر پادشاه روز محشر
شفاعت خواه عاصی پیش داور

سری کو خاک راه مقبلانست
هوایش خدمت صاحبدلانست

من و این خدمتی الله اکبر
گدای را شده دولت میسر

بحمدلله درین فرخنده آوان
مرتب گشت این پاکیزه دیوان

به تنز نسد کلام تازهٔ و نو
دوبالا گشته است این مهر را ضو

کلام خسرو ملک معانیست
چمن در روی بهار جاودانیست

زبان او کلید گنج عرفان
دو صد گنجینه در هر حرف پنهان

زبانش در دهن موجیست دریا
ولی موجیکه با ابرست همتا

زبانش موج دریای بیانست
به سائل ابرسان گوهر فشانست

دماغ عارفان زین عنبرین بوست
صفای صافیان از صافی اوست

شکرپاش دهان نوش خندان
خردبخش دماغ هوشمندان

غزل پیرا کن مرغ سخندان
زبان دان ساز مرغان خوش الحان

نشاط آموز گلهای نزندشت
پسند طبع مشکل پسند است

بمیدان سخن مانند بهرام
زفرط خاکساری عاجزش نام

بعهد ما بدین اعجاز حاشا
در احیای سخن چون او مسیحا

کلامش نقل بزم قدسیانست
شراب محفل روحانیانست

گلستان سخن را نوبهاری
زجامی و نظامی یادگاری

فروغ شمع ایوان نجابت
چمن پیرای گلزار سیادت

گلے بشگفت در باغش کہ خورشید
زخود شرمندہ شد تا روے او دید

زگلزار بیانش کرنسیمے
رساند بر مشام گل شمیمے

زشاخ گل ودد در باغ بستان
بجاے برگ گل مرغ غزلخوان

خیالش بود تا گردد بدین سان
بہم الماس با لعل و بدخشان

مگر چون این سعادت بخت من بود
سعادت بر سعادت گشت افزود

کہ این گلدستہ را من تازہ بستم
گلے را با گلے شیرازہ بستم

بہ یکجا ساختم دُرہاے غلطان
بہ آب و تاب چون مہر درخشان

بہاے ہر درے صد بحر وکان باد
ہمیشہ مشتریش قدر دان باد

تو این کار مرا مسعود گردان
الہی عاقبت محمود گردان

گلزار چشت کی

سیر

پہاڑی نیچر

پلا ساقی شراب فیض کا جام
کہ اس آغاز کا ہو نیک انجام

خراماں ہر طرف باد سحر ہے
تماشا صبح کا پیش نظر ہے

زمین دکھلا رہی ہے جلوۂ طور | فلک برسا رہا ہے بارش نور
شفق گلگونہ روئے سحر ہے | ضیا کا ماہ سے عزم سفر ہے
نظر آتے ہین سمت شرق انوار | نمایان صبح صادق کے ہین آثار
تجلی بڑھ رہی ہے آسمان کی | صدا کانون مین آئی ہے اذان کی
چراغ اب شب کی محفل سے سدھارے | فلک سے ہو گئے رخصت ستارے
شفق سے دن کے عامل آ رہے ہین | مُصلّی سوئے مسجد جا رہے ہین
چھپا مہتاب آغوش سحر مین | ہوا خورشید نور افشان نظر مین
ہوا جب باغ عالم مین اُجالا | نظر شاداب اک گلزار آیا [illegible]
نظر کی جب ہوئی دور تک رسائی | ہوائے فیض باغ جنت آئی
نظر آیا عجب سامان گلشن | ہوئے ہوش وخرد قربان گلشن
فضا نے رنگ ہے اپنا جمایا | چمن پر ابر رحمت کا ہے سایا
نشاط آمیز گلشن کی ہوا ہے | خرامان ناز سے باد صبا ہے
شگفتہ ہین ہزارون باغ مین گل | ترنم ریز ہر گل پر ہے بلبل
خوشی ہر گل کی آمد کی ہے ایسی | ہین فرش راہ آنکھین آرزو کی
ہر اک گل کا وہ دل آویز جلوا | [illegible] چشم تمنا
گلستان پر قیامت کا ہے جوبن | صبا کا بھر گیا پھولون سے دامن
طرب انگیز ہے پھولون کی خوشبو | ہر اک کیاری بنی ہے رشک مینو
دل اہل صفا ہر اک کلی ہے | روش یا پھول والون کی گلی ہے
خرامان ہر طرف ہین لالہ رخسار | کہ جنت ہے وہ بالا حسن گلزار

گلون کے عشق مین شور عنادل
دلون کو کر رہا ہے نیم بسمل

صدائے شور مرغانِ خوش الحان
خوشی سے کر رہی ہے گل کو خندان

ہین جتنے سرخ پوش اس باغمین گل
وہ ہین قطراتِ خونِ چشم بلبل

ہجوم ماہرویان چار سو ہے
تماشا گردِ راہ آرزو ہے

دمِ عیسیٰ درختون کی ہوا ہے
ہراک پتہ یدِ بیضا بنا ہے

نظر جس نخل پر پہونچی نہ سر کی
نپائی شوق نے فرصت سفر کی

ترشح دہو رہی ہے عارضِ گل ہا
صبا سلجھا رہی ہے زلفِ سنبل

گلون پر قطرے شبنم کے پڑے ہین
گلون مین لعل کے موتی جڑے ہین

ہزارون ساقیانِ نازک اندام
پلاتے ہین شراب فیض کے جام

چمن مین ذکرِ حق سے ہے جو تفریح
گلون کو دانہ شبنم ہے تسبیح

بپا ہر سمت ہے آوازِ قلقل
چھلکتے چل رہے ہین ساغرِ گل

مسیحا کے چمن مین ہوش ہین گم
ہوا کہتی ہے مردے کو کہ قم

چمن مین کہہ رہی ہے جانِ بلبل
ہے قابل دلمین رکھنے کے ہراک گل

ہراک گل مین جمالِ عارضِ دوست
صدا بلبل کی اسپر ہے ہمہ اوست

ہراک گل کے ہے کف پر جام وحدت
ہراک گل سے جدا ہے رنگ کثرت

کسی کے دل مین مخفی سوزشِ آہ
کسی کا ذکر جہری اللہ اللہ

ہراک غنچے سے پیدا شانِ ہستی
ہراک گل سے نمایان جوشِ مستی

ہراک غنچے کا دلدادہ جہان ہے
ہراک گل پہ ہجوم بلبلان ہے

کسی طائر کی بولی ہے جو تو تو ہا
کسی طائر کے لب پر ذکر ہو ہو ہا

شگفتہ پھول جو ہوتا ہے ناگاہ ۔ پکار اٹھتا ہے گلشن مین ہو اللہ
کسی بلبل کے لب پر یہ فسانہ ۔ قطعہ ۔ کسی طائر کا گل پر یہ ترانہ
وہی ہے رنگ و بوے لالہ و گل ۔ وہی ہے ہائے ہوے شور بلبل
نہالِ گل پہ کہتا ہے ہر اک طیر ۔ نہین اپنے سوا گلزار مین غیر
عمایدِ زیب بخشِ انجمن ہین ۔ برنگِ غنچہ گلگون پیرہن ہین
ہزارون رنگ کے پھولون سے معمور ۔ جہان مین ہی جو خواجہ باغ مشہور
وہ خواجہ سرور اجمیر ہین جو ۔ وہ خواجہ افسر اجمیر ہین جو
ضیاے دیدۂ اہلِ جہان ہین ۔ چراغِ خاندانِ چشتیان ہین
یہی سر حلقۂ قدوسیان ہین ۔ یہی اس بوستان کے باغبان ہین
فروغِ بزمِ مہ رویان ہین گویا ۔ سراجِ محفلِ خوبان ہین گویا
انہین سے گرم ہے عرفان کا بازار ۔ انہین سے ہے تر و تازہ یہ گلزار
یہان ہر گل مین خوشبوے احد ہے ۔ ہر اک مین رنگِ اللہ الصمد ہے
حسین جتنے نظر آئے چمن مین ۔ ہر اک ممتاز اپنے بانکپن مین
ہر اک گل کی جدا انداز و نزاکت ۔ ہر اک گل کی نئی شانِ لطافت
گلِ خوش رنگ اک آیا نظر مین ۔ نمایان نورِ حق شکلِ بشر مین
ز افلاک و عناصر رخت بستہ ۔ بہ خلوت گاہِ بیرنگی نشستہ
دُرِ نایاب تاجِ بادشاہی ۔ گلِ گلزار محبوبِ الٰہی
درِ پاک اہلِ حاجت کا ہے ملجا ۔ لقب ہے بابا شرف الدین جنکا
امامِ اہلِ عرفان شیخِ کامل ۔ بزرگِ پاک باطن صاحبِ دل

یہ ہین سر حلقۂ خلوت نشینان
یہ درد دردمندان کی دوا ہین
کوئی کیسا ہی آجائے سوالی
اسی دم وا دسے ہوتا ہے دلشاد
ہر اک ناشاد ہوتا ہے یہان شاد
مقاصد ہوتے ہین اس در سے حاصل
چراغ بزم ارباب صفا ہین
یہ ہین سرچشمۂ فیضان باری
بمعنی شاہ در صورت گدائے
فقیرانہ بظاہر گرچہ ہے شان
زہے عالی نسب ذی رتبہ شاہے
فروغ خاندان چشت ہین یہہ
پہاڑی شہر سے کچھ دور ہے جو
جو ہے انوار رحمانی سے معمور
ہے اس کوہ فلک فرسا کا دامن
سیاہی یہہ جو سنگ کوہ پر ہے
جبل یہہ رہنمائے اہل تمکین
ہے اسپر روضۂ پرنور ان کا
پہاڑی نور سے ہے گرچہ معمور

یہ ہین سر دفتر عزلت گزینان
غریبون کی مراد و مدعا ہین
کبھی جاتا نہین اس در سے خالی
یہان لاتا ہے جو مظلوم فریاد
انہین سے مفتخر ہے حیدرآباد
نظر پڑتے ہی کھلتا ہے در دل
ضیائے دین اہل وفا ہین
ہین ان سے فیض کے انہار جاری
گدا و شاہ را حاجت روائے
مگر اقلیم باطن کے ہین سلطان
یہ وہ ہین جس سر ہر کج کلاہے
بہار بوستان چشت ہین یہہ
تجلی ہین مثال طور ہے جو
ہر اک پتھر ہے جس کا قبلۂ نور
دل اہل صفا سے بڑھکے روشن
سواد دیدۂ اہل نظر ہے
سکون بخش قلوب اہل تسکین
فلک کی آنکھ کا گویا ہے تارا
یہہ روضہ اسپہ ہے نور علی نور

ہر ایک در نور سے معمور اس کا ہر اک ذرہ چراغ طور اس کا
مزارِ پاک شاہِ نامور ہے کہ عکس عرش اعظم کوہ پر ہے
پہاڑی کی جو سیڑھی نردبان ہین تجلی مین برنگ کہکشان ہین
جو زینے اس کے مہتابی نما ہین مقاماتِ عروجِ اولیا ہین
یہی زینہ ہے قصرِ معرفت کا یہین سے چڑھتے ہین درجہ بدرجا
یہین سے منزلِ عرفان کی ہے راہ اسی سے ہوتے ہین واصل الی اللہ
نظر اس شان سے آتا ہے روضا کہ جسم کوہ کا یہ دل ہے گویا
نتھا سر جھکاتا ہے فلک بھی جبین فرسائی کرتے ہین ملک بھی
ہوا فردوس کی آتی ہے اس جا شگفتہ دل کا ہوجاتا ہے غنچا
رہ اخلاص سے آنے کی جا ہے دکن مین کعبۂ اہلِ صفا ہے
یہان آتے ہین اہلِ دل بصد شوق جبین فرسائی کا ہوتا ہے جب ذوق
یہان دن رات آتے ہین حق آگاہ غزالانِ حرم کی ہے چراگاہ
عبادت گاہ ہے اہلِ صفا کی زیارت گاہ ہے اہلِ وفا کی
مزار پاک کے نزدیک آ کے ذرا بیٹھے کوئی گردن جھکا کے
صفائی قلب کی ہوتی ہے حاصل بدلتی نور سے ہے ظلمتِ دل
کثافت دل کی مٹجاتی ہے ساری لطائف قلب کے ہوتے ہین جاری
اُسے ملجاتی ہے عرفان کی شہ راہ پکار اٹھتا ہے دل اللہ اللہ
مئے وحدت سے دل ہوتا ہے معمور خیالِ غیر ہوجاتا ہے کافور
وہ جب کرتا ہے اپنے حال پر غور نظر آتے ہین اس کو اور ہی طور

جہان کے جتنے ہین شاہانِ نامی ۔ یہان آآکے کرتے ہین غلامی
جھکاتے ہین یہان سر کفر و ایمان ۔ ہین یکسان معتقد ہندو مسلمان
ہے پوشیدہ زمین مین عشق کا راز ۔ یہان آنکھین بچھاتے ہین نظر باز
یہان آتا ہے کیون چلکر وہ سر سے ۔ ذرا پوچھو کسی اہل نظر سے
اگرچہ ہے عظیم الشان دربار ۔ جمالی ہے مگر حضرت کی سرکار
نہین اس در پہ طالب کچھ گدا ہی ۔ مرادین مانگتے ہین اغنیا بھی
ہر اک آکر یہان پاتا ہے عزت ۔ ہر اک کو ملتی ہے اس در پہ راحت
روا ہوتی ہین ہر طالب کے حاجات ۔ چلے آتے ہین حاجتمند دن رات
یہ در طالب ہے اہل التجا کا ۔ اثر ہے منتظر اس جا دعا کا
بلا جب شہر مین آتی ہے اکثر ۔ یہین پاتا ہے ہر اک امن آکر
یہان آتا ہے ہر اک عافیت خواہ ۔ مریضون کا شفاخانہ ہے درگاہ
ہوا کچھ اتفاقِ حال ایسا ۔ جبین سائی کو پہنچا مین بھی اُس جا
ملی ہے ناصیہ سائی کی عزت ۔ ملی ہے آستان بوسی کی دولت
یہہ ہے اب عرض میری شیخ کامل ۔ تمھارے در پہ ہون مین آج سائل
تمھارا مین کرم سنتا تھا اکثر ۔ بہ اُمیدِ عطا آیا ہون در پر
اسیر حلقۂ آوارگی ہون ۔ شکار ناوکِ بیچارگی ہون
دلے با چشم و دامن جوش بر جوش ۔ سرے با گردِ وحشت دوش با دوش
ہزارون کے نکالے آپ نے کام ۔ ہوا حاضر مین سنکر آپ کا نام
کوئی کیسا ہی آجائے سوالی ۔ کبھی جاتا نہین اس در سے خالی

بھرے ہین چند معروضات شاہا
دعا فرمایئے حضرت بہرحال
رہون ایستادہ اس دربار مین مین
قضا جب آکے پکڑے میرا دامن
دعا کرنا یہ شیخِ پاک باطن ؎
ہون مجھ سے دین کے سب کام اچھے
مرا جب وقت آخر آئے حضرت
دمِ آخر مجھے ہوجائے اکبار
نگاہون مین جمالِ مصطفیٰ ہو
نہ حالت غیر ہو فرقت مین میری
ثباتِ دل پہ نکلے جسم سے جان ؎
جب آئے نزع مین ابلیس مکار
بہت بشاش نکلے جسم سے جان
نہو پھر قیامت کا مجھے ڈر ؎
خدا کے سامنے روزِ قیامت
جاون فردوس مین ہمراہ سرور
الٰہی ہے یہی مقصود میرا
ہے اس کے ضمن مین یہ التجا بھی
نشانِ ولایت کے ہو ٹکم شیر
انھین فرمایئے لشدید یرا ؎
مدینے کو پہنچ جاون مین اس سال
گدا ہو کر اس سرکار مین مین ؎
مدینے کی زمین ہو میرا مدفن
مدینے ہی سے اٹھون حشر کے دن
رہین خوشنود میرے پیر مجھ سے
رہے حاصل مجھے توبہ کی دولت
میسر دولت دیدار سرکار ؎
خدا کے نام ہی پر خاتمہ ہو
نظر آئے وہ جلوہ قبر مین بھی ؎
رہے ہر جا سلامت میرا ایمان
رہے لاحول کی قبضے مین تلوار
فشارِ قبر بھی ہوجائے آسان
رہے سر پر وہان بھی ظلِ سرور
مری سرکار فرمائین شفاعت
پیون سیراب ہو کر آب کوثر ؎
ملے فردوس مین دیدار تیرا
کہ حاصل ہون ہنائی مدعا بھی
ہو حاجت روائی ہیشہ مری دیر

مری کمسن ہے حضرت ایک دختر
ہے نام اس کا رشید نیک اختر

کوئی آفت نہ اس دختر پہ آئے
صد و سی سال کی یہ عمر پائے

ملے راہ ہدایت اس کو حضرت
رہے اچھی ہمیشہ اسکی صحت

خدا رکھے اسے خرم ہمیشا
نصیبا نیک ہو اے شاہ اسکا

میسر ہو اسے نیکون کی صحبت
رہے ہر وقت پابند شریعت

نگہبان اُس کی عزت کا خدا ہو
ہمیشہ اسپہ لطف مصطفےٰ ہو

بسر دنیا مین عزت سے کرے یہ
ہمیشہ جاہ و حشمت سے رہے یہ

ترقی پر رہے میخانۂ عیش
کبھی خالی نہو پیمانۂ عیش

کبھی یہ چہرۂ عسرت نہ دیکھے
کبھی یہ رنج کی صورت نہ دیکھے

ہوئین ختم التجائین تیری ساری
اب آگے فاتحہ گذران عاصی

ساقی نامہ

چلا ہے دل ذرا دیکھے بھالے ہوئے
عنان قلم کو سنبھالے ہوئے

یہہ میدان ہے سخت و مشکل گذار رہا
خبردار رہنا مرے شہسوار رہا

کہ شبدیز ٹھوکر نہ کھائے کہین
بہت راہ پیما گرے ہین یہین

تجھے میکدے مین ہے رکھنا ہی قدم
بناتے ہین میکش تجھے آج ہم

تجھے آج پینا ہے اُس مے کا جام
نہو ایک قطرہ بھی جس کا حرام

کرین یاد میکش نہ پھر بزم جم
دکھا میکدے مین وہ شان حرم

بہکنا نہ مستی مین تو ایک دم
رہین ہوش در دم نظر بر قدم

کھلا میکدے کا ہے باب قبول
اسی رنگ مین کچھ ہو ذکر رسول

ہوا اس رنگ سے ذکر سرکار کا
پکار اٹھے ہر جام صلِ علیٰ

ہوا اس طرح ساغرین مے کی نمود
کہ ہر خم سے نکلے صدائے درود

دکھا آج مستی کا اپنی وہ جوش
دل میکشان سے بھی نکلے خروش

دل گرم سے کھینچ وہ آہ سرد
کہ ہو جائے بیچین ہر اہل درد

اسے غور سے آپ سنئیے ذرا
مرے درد دل کا ہے یہہ ماجرا

گذر میرا اک میکدے مین ہوا
عیان جس سے تھی شان رب العلا

عمارت نہ تھی اس کی کعبے سے کم
ہر اک طاق تھا اسکا طاق حرم

ہر اک کنگرہ شان رب قدیر
ہر اک زینہ عرش برین کا نظیر

وہ میخانے کا ہر ستون بلند
بلندی مین تھا لامکان سے دوچند

فرشتون کی تھین اس کے در پر جبین
وہان جام بر کف تھے روح الامین

وہان دور جام مے سلسبیل
وہان بادہ پیما کلیم و خلیل

مبرا ز دام ہوا و ہوس
وہان تھا ہر اک رند عیسیٰ نفس

بڑے متقی زاہدان جلیل
در میکدہ پر تھے ابن السبیل

کوئی مست تھا کوئی مخمور تھا
کوئی نشۂ عشق مین چور تھا

ہر اک قصر عرفان کا مسند نشین
چڑھائے ہوئے جام عین الیقین

ہر اک بادہ کش شیخ وحدت پرست
ہر اک کیف جام انا الحق سے مست

کوئی غرض بجز مے ناب مین — کوئی بیخودی کے تھا گرداب مین

غرض میکدے مین جو میخوار تھے — شراب محبت سے سرشار تھے

مگر جو ذرا سا بھی ہشیار تھا — سو حیرت سے وہ نقش دیوار تھا

جو اس میکدے مین تھے خالی سبو — وہ تھے اہل تقوی کے ظرف وضو

جو ذرّون پہ تھے قطرہ ہائے شراب — زمین پر نظر آتے تھے آفتاب

صراحی کے تھے گرد یون جام مے — کہ گویا ستارون مین مہتاب ہے

دہان ابر رحمت کے چھائے ہوئے — چمن میکدے کو بنائے ہوئے

دہان بٹ رہی تھی کچھ ایسی شراب — اُٹھا دے جو دل سے دوئی کا حجاب

دکھاتی تھی جلوہ وہ بصد آب و تاب — مدینے کے شیشون مین مکی شراب

جو میخانہ ہے روضۂ پاک ہے — جو ساقی ہے وہ شاہِ لولاک ہے

وہ ختم رسل شاہِ امی لقب — وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب

وہ عالی نسب سید الانبیا ص — وہ سرتاجِ عالم شہ دوسرا

حسین ایسے یوسف تھے جن پر نثار — جمیل ایسے محبوب پروردگار

جبین سے تھا نورِ خدا جلوہ گر — ضیا کسب کرتے تھے شمس و قمر

حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز — کہ خود حسن ہو جسکے جلوے پہ ناز

وہ برج سعادت وہ بدر الدجے — وہ شمع ہدایت وہ شمس الضحی

وہی باعث خلق ہر دو جہان — وہی اصل مقصود کون و مکان

یہہ وہ دلبر و جان عشاق ہے — خدا جسکے جلوے کا مشتاق ہے

کیا اس کے جلوے نے کچھ ایسا کام — ہین بیہوش موسی علیہ السلام

وہ ہر اک کو بیخود بنائے ہوئے
وہ سرمہ تھا آنکھوں میں مازاغ کا
ثنا جس کی کرتا ہے رب العلا
وہ دوش مبارک پہ زلفیں دراز
وہ میم محمدؐ کی وہ ہری نقاب
تھا پردے میں ساقی کے اُسکا ظہور
کوئی حسن میں اُسکا ہو کیا شریک
وہ ساقی گلرو کا حسن و جمال
ہوا رعب دل پر مرے اس قدر
گرا ہو کے بیہوش میں ایکبار
ہوا بیخودی میں میں اپنی جو گم ؛
ذرا دیکھ تو اُٹھ کے اے دلفگار ؛
تو رہتا تھا جس کے لئے نوحہ گر
ترے سامنے ہے ترا گلعذار
بجا لا تو اب جلد شکر خدا
یہہ ساقی تو تیرا اہی محبوب ہی
جو کچھ عرض کرنی ہو وہ جلد کر
توجہہ جو ساقی کی ہوگی ذرا ؛
کھلی آنکھ میری ہوا ہوشیار

شراب محبت پلائے ہوئے
جو اللہ کو بھی پسند آ گیا
وہ کملی کی کاندھوں پہ ڈالی ردا
ہے پیچیدہ جنمیں خدائی کا راز
وہ راز احد رکھ کے اپنا حجاب
بشر کی تجلی خدائی کا نور ؛
حسینوں میں وہ وحدہٗ لا شریک
وہ میخانے کا اُس کے جاہ و جلال
کہ آنے لگا غش اسے دیکھ کر
فقرو ہوئے عقل و صبر و قرار ؛
تمنا گرفت استیم کرم
کہ مجھپر ہو افضل پرور دگار ؛
وہ محبوب ہے آج پیش نظر
تو رہتا تھا جن کے لیئے بیقرار ؛
کہ منزل پہ مقصود کی آ گیا
تو طالب تھا جس کا وہ مطلوب ہی
کہ ساقی کی رحمت ہے اب جوش پر
تو عاصی ترا کام بن جائے گا
کچھ آنے لگا دل کو میرے قرار

کھڑا ہو گیا آنکھ مل کر شتاب
ہوا دور دل کا مرے اضطراب

مری آنکھ ساقی سے جو لڑ گئی ؛
تو ساقی کی مجھپر نظر پڑ گئی ؛

ادب سے یہہ دی مینے بڑھ کر صدا
کہ اے ساقی مہروش مہ لقا

مرے روح افزا مرے دلربا ؛
دل و جان ہین قدمون پہ تیرے فدا

ادھر بھی ذرا اک نظر گلعذار
کرم کا ہون مین تیرے امیدوار

بہت دور سے آگے اے نازنین
رکھی ہے ترے در پہ مینے جبین

ترا نام دارو ہے درد جگر ؛
تری خاک پا میرا کحل البصر ؛

کرون حال دل کیا مین اپنا بیان
ترے ہجر نے کر دیا نیم جان

مرے حال کی شرح صورت مری
مرے دل کا اظہار حالت مری

مری چشم گریان سے سن ساقیا
مرے درد دل کا تو کچھ ماجرا

کہون کیا ہوئی کیسی میری بسر
ستاتا تھا دن رات درد جگر

بتاؤن کٹے کیسے فرقت کے دن
مصیبت کی راتین تھین آفت کے دن

کبھی نقش پا کو سے امید مین
کبھی چشم وا حسرت دید مین ؛

کبھی سہر د سر گرمی درد سے
کبھی گرم نالہ دم سرد سے

نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس ؛
فقط غربت و بیکسی ہے جلیس ؛

ترے ہجر نے ایسا لاغر کیا
کہ بستر سے اٹھنا بھی مشکل ہوا

فلک بر سر کین زمانہ عدو
زبان پر مگر ذکر لا تقنطو ؛

مقدر کی گردش ضعیفی کا دور
نہ جینے کی صورت نہ مرنے کا طور

غرض درد دل نے اٹھایا مجھے
ترے آستانے پہ لایا مجھے

علاجِ غم دور دنہان توئی
تمنائے امیدواران ہے تو ٭
مراد اہلِ خلوت پسندان توئی
تو ساقیِ میخانہ کائنات
کیا تیری فرقت نے یون خستہ حال
مین تشنہ جگر ہون بہت ساقیا
یہ ساری ہو کلفت مرے دل سے دور
پلا دے مجھے ساقیا ایسا جام
وہ مے دے جو دل کو مصفا کرے
وہ مے دے کہ جسمین ہو ایسا اثر
وہ مے جسمین لذت ملے دید کی
وہ مے جس سے دیوانہ تیرا بنون
وہ مے دے کہ غم جس سے ہو پایمال
خمارِ غمِ تیرا دائم رہے
وہ مے دیکہ تو ساقیِ جادو نظر ٭
وہ مے دے کہ آنکھون سے اٹھین حجاب
وہ مے دے کہ ساقی مین دیکھون جمال
وہ مے دے کہ ہو جائین طے سب مقام
وہ مے دے کہ مین محوِ حیرت رہون

دوائے دلِ دردمندان توئی
قرارِ دلِ بے قراران ہے تو
دعائے لبِ مستمندان توئی
جگر تشنہ گان را تو آبِ حیات
جگر کی خبر ہے نہ دل کا خیال
کوئی جام مے مجکو ایسا پلا ٭
مرا سینہ بن جائے دریائے نور
کہ حاصل مرے دل کے ہون سب مرام
وہ مے دے جو دل کو مجلا کرے
ہٹے دل سے رنگِ دوئی سربسر
کرون سیر مین باغِ توحید کی ٭
وہ مے جسمین تیرا ہی ہو کر رہون
کبھی آئے دلپر نہ گردِ ملال
کھٹکتا جگر مین یہہ دائم رہے
تری جلوہ گہہ ہو مری چشمِ تر
وہ مے دے کہ دل ہو مرا آشنا
ترا نور ہی نور آئے نظر ٭
مدارج ہون عرفان کے سارے تمام
وہ مے دے کہ آئینہ تیرا بنون ٭

وہ مے دے کہ دیدہ خدا بین بنے — نظر سے حجاب تعین اُٹھے

وہ مے دے جو ہو دلکش و دلکشا — وہ مے جسکا نشہ ہو مشکل کشا

وہ مے دے کہ ہو جاؤن تجھ مین فنا — ملے حشر تک بھی نہ میرا پتا

وہ مے جس سے یہہ آنکھ بینا بنے — ہر اک عضو چشم تمنا بنے

ہر اک آنکھ سے تجھکو دیکھا کرون — ترا ہی مین محو تماشا رہون

بنا مست و بیخود مٹا حُبِ غیر — کہ دیکھون مین اپنے ہی عالم کی سیر

مجھے مست کر دے تو پہونچا وہان — انا الحق کہے ذرہ ذرہ جہان

نہ چھوٹے مگر یہہ سلامت روی — کبھی کر اُبلتے ہین کم ظرف ہی

ہر اک راز کی پاسداری رہے — بہکنے مین بھی ہوشیاری رہے

نہ لغزش ہو کچھ خود پرستی مین بھی — قدم لڑکھڑائے نہ مستی مین بھی

مری مے پرستی کی وہ شان ہو — جہان خود پرستی کی ایمان ہو

وہ مے دے کہ مستی رہے ہر گھڑی — ہین مستانہ آون قیامت مین بھی

سُنا درد دل کا مرے ماجرا — تو ساقی کو بھی رحم کچھ آگیا

جو تھی صدق دل سے مری التجا — تو ساقی نے اُس کو پذیرا کیا

یہہ فرمایا ہنس کر نہو تو ملول — کہ عاصی ہوئی عرض تیری قبول

نہ کر درد دل کا تو اپنے گمان — بلایا ہے خود ہمنے تجھکو یہان

جسے چاہتے ہین بلاتے ہین ہم — شراب محبت پلاتے ہین ہم

نہ کر اپنی تدبیر کا تو خیال — یہان آئے بے اذن کس کی مجال

بلایا بلا کر مجھے اپنے پاس — شراب محبت کا بھر کر گلاس

ہوا ایسا کچھ دل کو میرے سرور
ہوے سارے اعیان آنکھون سے دور

دو عالم کے پردے ہین اُس کے سوا
نہ آیا نظر پھر کوئی دوسرا ۂ

ملا پھر نہ مجھکو بھی میرا پتا ۂ
ہوا ذات مین اُسکی ایسا فنا

ہوا انقلاب ایسا پھر ناگہان
چھٹا مجھسے افسوس وہ آستان

تڑپتا رہا ہائے مین بدنصیب
جدا ہوگیا مجھ سے میرا حبیب

مقدر یہان پھر لایا مجھے
پھر اس غمکدے مین پھنسایا مجھے

وہی بیکلی پھر وہی پیچ و تاب
وہی درد دل پھر وہی اضطراب

جگر نارِ فرقت سے جلنے لگا ۂ
لہو چشم تر سے اُبلنے لگا ۂ

وہی پھر نمودار سوزِ درون ۂ
روان پھر ہین آنکھون سے دریاے خون

وہی نالہ لب پر وہی ہائے ہائے
وہی یاد دلبر وہی ہائے ہائے

گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک
اُڑانے لگا پھر گلستان کی خاک

وہ میخانہ پھر یاد آنے لگا ۂ
مجھے شوقِ دل پھر ستانے لگا ۂ

خدائے جہان دار و جان آفرین
ہے قبضے مین تیرے زمان و زمین

پناہِ بلندی و پستی توئی ۂ
ہمہ نیست اند انچہ ہستی توئی

برآرندۂ کار امیدوار ۂ
تری ذات ہے میرے پروردگار

ہے توہی دو عالم کا رب اے کریم
توانا و قادر علیم و حکیم

غریبون کا آفت مین فریاد رس
دمِ یاس مظلوم کا دادرس

شفا بخشی تونے ہی ایوبؑ کو
ملایا ہے یوسفؑ سے یعقوبؑ کو

وہ تھا حکم تیرا اے ربِ جلیل
بچے نارِ نمرود سے جو خلیلؑ

دی یونس کو مچھلی سے تو نے نجات ۔ پلایا خضرؑ کو ہے آب حیات
ترے ہی اشارے سے رب جلیل ۔ بچے ذبح ہونے سے ابن خلیلؑ
الٰہی ہو میری دعا بھی قبول ۔ طفیلِ رسول اور آلِ رسول
ملا دے مجھے جلد حضرت سے تو ۔ بچا لے مجھے نارِ فرقت سے تو
مدینے پہونچ جاؤن ربِ غفور ۔ نہین بات یہہ تیری رحمت سے دور
کوئی شکل ایسی پھر آئے نکل ؛ مرے بخت بولین مدینے کو چل
مین تشنہ جگر ہون نہ ترسا مجھے ۔ پھر اُس میکدے مین تو پہونچا مجھے
خدایا بر آئے یہہ میری مراد ۔ مدینے مین حضرت کرین مجھکو یاد
وہ پھر ایسی مجھکو پلائین شراب ۔ نہ دیکھون کبھی پھر جدائی کا خواب
قدم میکدے مین جمائے رہون ۔ نظر سے نظر کو ملائے رہون
مین دیکھا کرون اُن کو شام و سحر ؛ مری آنکھ مین ہون وہ مثلِ نظر
رہے روز افزون مرا اشتیاق ۔ نہ لپٹے مجھے پھر بلائے فراق ؛
اگر جان جائے تو جائے وہان ۔ نہ برباد مٹی ہو میری یہان
جب آ جائے میری اجل کا پیام ۔ لبون پر رہے اُن کی الفت کا جام
دعا ہو گی مقبول یہہ بالیقین ؛ جو آمین دل سے کہین سامعین
مجھے شعر گوئی کا دعوے نہین ؛ ستائش مذمت کی پروا نہین

کہ ہے یہہ بھی اک طرزِ مدحِ رسول
یہی بس ہے کرلین اگر وہ قبول

السلام اے حضرتِ سکین شاہ ؛ آسمانِ فیض کے رخشندہ ماہ

السلام اے خادموں کے دستگیر ۔ السلام اے سالکِ روشن ضمیر
السلام اے کاملوں کے پیشوا ۔ السلام اے عارفوں کے رہنما
السلام اے نسلِ شاہِ نقشبند ۔ السلام اے صاحبِ عزلت پسند
السلام اے معدنِ اسرارِ حق ۔ السلام اے مخزنِ انوارِ حق
السلام اے منبعِ فیضِ خدا ۔ السلام اے محی الدین مصطفیٰ
السلام اے گنجِ عرفان السلام ۔ السلام اے قطبِ دوران السلام
السلام اے ہم غریبوں کے امیر ۔ آپ کے در پہ ہیں استادہ فقیر
اک نظر ہو فیض کی سب پر شہا ۔ اپنی بیماری سے تا پائیں شفا
حرصِ دنیا ہائے دامن گیر ہے ۔ مخلصی کی کچھ نہیں تدبیر ہے
نفسِ سرکش کا بہت ہے زور شور ۔ دیدۂ باطن ہوا جاتا ہے کور
بڑھ رہا ہے سر پہ بارِ معصیت ۔ اور ہمت نیک کاموں میں ہے پست
رابطہ کم ہو رہا ہے آپ کا ۔ ہو رہا ہے دخل شیطان پر بلا
چھٹ رہا ہے مجھ سے سارا شغل و ذکر ۔ بڑھ رہی ہے دولتِ دنیا کی فکر
روز و شب ہوں معصیت میں مبتلا ۔ وہ تجلیٔ دل کا سب جاتا رہا
آپ سے دولت جو تھی مجھکو ملی ۔ شامتِ اعمال سے جاتی رہی
اب ہوا مفلس ذلیل و خوار ہیں ۔ اپنی غفلت سے ہوا بیچارہ میں
آپ سے کیونکر کہوں یہ داستان ۔ منہ دکھانیکے ہوں قابل میں کہاں
نعمتِ عظمیٰ کو بالکل کھو دیا ۔ اب پشیمان ہوں کہ میں نے کیا کیا
ہائے میں شیطان کے دم میں آگیا ۔ اپنی نادانی سے دھوکا کھا گیا

اب پشیمان در پہ آیا ہے فقیر ؛ دستگیری کیجیے یا دستگیر

باز آمد بندۂ بگریختہ ؛ آبروے خود ز عصیان ریختہ

دام شیطان سے رہائی دیجیے ؛ دل کا آئینہ مصفا کیجیے

اے ولی بادشاہِ دو جہان ؛ الامان از دست شیطان الامان

آپ ہین بے شبہہ اللہ کے ولی ؛ رحم مجھ پر کیجیے بہر نبی

پھر تصور مین ہو صورت آپکی ؛ پھر ہمارا ذکر مین لگ جاے جی

پھر سے جاری سب لطائف ہون مرے ؛ اب نہ کرنا دور اپنے فیض سے

فکر دنیاے دنی ہو دل سے دور ؛ رات دن حاصل رہے مجھکو حضور

ذکر سے اک دم نہ مین غافل رہون ؛ طاعت حق کی طرف مائل رہون

دل مین آے پھر نہ عصیان خیال ؛ دور ہو جاے یہہ سب رنج وملال

شرع کے ارکان ہون مجھ سے ادا ؛ اور ہو مغلوب نفس بے حیا

نور ایمان سے منور قلب ہو ؛ اور مرض عصیان کا مجھ سے سلب ہو

وقت آخر آپ آنا چاہیے ؛ دام شیطان سے بچانا چاہیے

ہے دعا عاصی کی بہر مصطفےٰ ؛
خاتمہ بالخیر ہو یارب مرا ؛

وصال نامۂ ساقیِ سرمستانِ خمخانۂ وحدت حضرتِ تسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ فرزند دلبند وجانشین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین شیخِ جہان قطبِ زمان حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ

شیخ جہان حضرت تسکین شاہ ؛
قطبِ زمان حضرت تسکین شاہ

عارفِ حق سالک روشن ضمیر
چرخِ عبادت کے ماہِ منیر

پیشِ رو لشکر ارباب شوق
سرور و سرحلقۂ اصحاب ذوق

قبلۂ حاجات مناجاتیان
قافلہ سالارِ خراباتیان

ساقی میخانۂ عرفانِ حق
دل سے فدا جان سے قربان حق

دلبر و دلبستہ نقشبند ؛
گوشہ نشین خلوت و عزلت پسند ؛

باعث تسکین پریشان خیال
مرہم زخم دل آشفتہ حال ؛

پانچ جو یہ حرف ہین تسکین کے
پانچون سزاوار ہین تحسین کے

ت نے اُنھین صاحب تقوی کیا
دل ہوا تسلیم و رضا پر فدا ؛

س سے سینہ ہوا دریائے نور
موجِ کرم جن کی گئی دور دور

کعبہ ہوا سینے مین دل کاف سے
کوچۂ توحید کے رہبر ہوے

ی سے رہی یادِ الٰہی مدام ؛ ؛
اس کے سوا اور نہ تھا کوئی کام

ن نے دی فقر کی نعمت اُنہین
دولتِ دنیا سے تھی نفرت اُنہین ؛

گھر مین بچھا رہتا تھا گو بوریا ؛ ؛
ذوق مگر خاک نشینی سے تھا ؛

مٹی کے برتن سے بہت اُنس تھا
کھاتے اور پیتے تھے اُسی مین سدا

سونے کو توشک نہ بنائی کوئی
اُوڑھنے کو تھی نہ رضائی کوئی ؛

تختِ شکستہ پہ پڑے شوق سے
سوتے تھے وہ ہاتھ کو تکیہ کیے

گرچہ پہنتے تھے وہ کہنہ لباس
پر نہ کسی نے اُنہین دیکھا اداس

مملکتِ فقر کے تھے بادشاہ ؛
دولتِ دنیا کی نہ تھی اُنکو چاہ

خرم و خوش اپنی فقیری سے تھے
کام نہ کچھ ان کو امیرون سے تھا
شام و سحر تو جمالِ خدا
مشغلہ تھا سیرِ مقامات کا
سایہ تھا اُن سہ کا خدا کی قسم
ہر کوئی اس سہ کا خریدار تھا
جان ہر اک کرتا تھا اپنی نثار
شام و سحر پیتے تھے جامِ وصال
اُن سے ہی اس بزم کی تزئین تھی
سب کے لیے قبلۂ برحق تھے وہ
گرم سدا رہتا تھا بازارِ فیض
کیا کہوں میخانے کے در پر مُدام
نشۂ عرفان کے بہت بیخبر
جامِ مئے شوق کے قاسم تھے وہ
حضرتِ سکین کے وہ تھے یادگار
سب سے وہی لطف بھری بات تھی
چارہ گرِ دردِ نہانی تھے وہ
میکدۂ معرفت آباد تھا
کہتے تھے ساقی تو سلامت رہے

دور بہت شانِ امیری سے تھے
ربط اگر تھا تو فقیرون سے تھا
صبح و مسا ذاتِ نبیؐ مین فنا
لطف اُٹھاتے تھے عبادات کا
سر پہ غلامون کے سحابِ کرم
دامِ محبت مین گرفتار تھا
کرتا تھا اُس شمع پہ پروانہ وار
دیکھتے رہتے تھے سب اُنکا جمال
دل کو ہر اک شخص کے تسکین تھی
مسجدِ الماس کی رونق تھے وہ
کوسون سے آتے تھے خریدارِ فیض
رہتا تھا میخوارون کا اک اژدہام
در پہ پڑے رہتے تھے شام و سحر
مملکتِ عشق کے ناظم تھے وہ
خلق اُنھین کا تھا اُنھین کا شعار
سب پہ وہی چشمِ عنایات تھی
سب کے لئے عیسیِ ثانی تھے وہ
رند ہر اک مست تھا دلشاد تھا
ہم پہ تری چشمِ عنایت رہے

جام مئے فیض کا چلتا رہے
خم سے ترے بادہ ابلتا رہے

نعرۂ مستانہ کبھی شاد کے
زمزمے مستی میں وہ آباد کے

پیتا تھا جو جام مئے ناب دید
کہتا تھا ہر ایک کہ ہل من مزید

سب کو میسر جو تھی حضرت کی دید
راتیں شب قدر تھیں دن روز عید

کیا کہوں میں ہو گیا اُن کا وصال
دیکھ کے ہم جیتے تھے جن کا جمال

چھٹ گیا ہمسے وہ ہمارا حبیب
رہ گئے مُنھ دیکھتے ہم بے نصیب

اب سُنو تم رخصت حضرت کا حال
ہو گیا کسطرح سے اُنکا وصال

مرنے کا اپنے اُنھیں کچھ غم نہ تھا
مرنا بھی شادی سے اُنھیں کم نہ تھا

حُجرے کی تعمیر سے کھلتا ہے حال
قبر کا اپنی انھیں آیا خیال

موت کا دن بھی اُنھیں معلوم تھا
جانتے تھے خوب جو مرقوم تھا

توڑ کے حجرے کو جگھہ اُس کی لی
از سر نو حُجرے کی تعمیر کی

حجرے کی دیوار جو کچھ ہٹ گئی
تھا یہہ اشارہ ہے جگھہ قبر کی

ہستئ فانی سے سفر جب کریں
دفن کریں لوگ اسی جا ہمیں

زور جو تھا ان دنوں طاعون کا
کہتے تھے سب کیجیے تبدیل جا

بلدے میں رہنا تو مناسب نہیں
آپ ہوں جنگل میں اقامت گزیں

چلتی ہے ہر سمت سے بادِ اجل
آ گیا آرام میں سب کے خلل

ہر کوئی بلدے سے ہراساں ہے اب
دیکھو جسے غم سے پریشان ہے اب

تکیہ جو اللہ پہ حضرت کو تھا
کچھ نہ اثر کہنے کا دیگر ہوا

کہدیا سب سے کہ نہ جائیں گے ہم
ہم نہ ہٹائیں گے یہاں سے قدم

آئی اجل ہے تو ہلتی ہے کب
ہم کو دلاتین ہین حد ثین اُمید
ہوتی میسر ہے یہ دولت کسے
شائق عالم کی تو رحمت ہے یہہ
لوٹین گے فردوس مین جا کر مزے
اپنے لئے خلد کا در باز ہے
جام ہے وصل کا تیار ہے
ہاتھ اُٹھا کر یہہ کہا اَے خدا
ہونا ہو جو ہو وہی رب قدیر
ہوگئی مقبول یہہ اُن کی دعا
واقعہ ہے پندرہ تاریخ کا
عُرس کا سب کام جب آخر ہوا
جذب محبت نے دکھایا اثر
خوب ترقی پہ وہ شب بھر رہا
ہوگئی سب رات اسی مین بسر
حجرۂ مسجد مین وہ تنہا رہے
کر کے وضو پڑھ کے نماز سحر
شوق مین دیدار کے بھر سلام
ہونے لگا قدمون پہ کوئی فدا
ہوگا وہی جو کہ ہے منظور رب
جو مرے طاعون سے ہے وہ شہید
ملتی ہے دنیا مین شہادت کسے
مومنو کے واسطے نعمت ہے یہہ
خوب ہو گر ہم مرین طاعون سے
رہنے مین پوشیدہ کوئی راز ہے
کس کو یہان زندگی درکار ہے
تو ہی ہر اک راز کو ہے جانتا
ہے یہہ دل و جان سے حاضر فقیر
آگے سنو درد کا اَب ماجرا
عُرس کا دن حضرت مسکین کے تھا
شام سے حضرت کو بخار آ گیا
راز نہان کھُلنے لگا سر بسر
ایک شوچھ درجے پہ پارا ہوا
صبح تلک کی نہ کسی کو خبر
شاکر اللہ تعالے رہے
صحن مین وہ بیٹھ گئے حوض پر
سامنے حاضر ہوے سارے غلام
بوسہ کوئی ہاتھ پہ دینے لگا

اُن کو جو گرمی کا خیال آگیا　　ہاتھ سے رومال کو لپٹا لیا
تا نہ یہہ معلوم کسی کو یہہ حال　　گرمی سے کوئی نکرے کچھ خیال
ہوگیا جب جسم مین پورا اثر ؛　　پھر تو ہر اک کو ہوئی اس کی خبر ؛
لوگ پریشان ہوئے دوڑے تمام　　خلق کا ہونے لگا پھر اژدہام
سب نے کہا ل کے اب ہی ضرور　　لے چلیں تشریف مکان مین حضور
کہنے سے سب خادم احباب کے　　گھر مین گئے سعدِ الماس سے
آنے لگے پھر تو اطبا تمام　　دیکھ کے کرنے لگے سب یہہ کلام
زور مرض کا تو ہے پورا مگر　　قلب پہ ان کے نہین مطلق اثر
اس سے ہے اُمید کہ ہوگی شفا　　زور گھٹا دیگا مرض کا خدا
گرچہ معالج رہے احمد میان　　ہوش رہے ان کے ٹھکانے کہان
تھے جو غلام اُس در درگاہ کے　　فرطِ محبت سے تڑپنے لگے ؛
مشورہ کرتے تھے اطبا سے وہ　　جا کے دوا لاتے تھے ہر جا سے وہ
بڑھنے لگا جسم کا جب دم بخار　　جانے لگا سب کے دلون کا قرار
گلٹی بغل مین جو نمایان ہوئی　　عقل اطبا کی پریشان ہوئی
جونک لگانے کی ہوئی رائے جب　　ہنس کے یہہ فرمانے لگے آپ تب
ہونے کا جو کام تھا وہ ہوگیا　　ایسے تدابیر سے ہوتا ہے کیا
پھر جو وہ اصرار سے کہنے لگے　　خیر کرو یہہ کہا منھ پھیر کے ؛
جونک سے بھی کچھ نہ افاقہ ہوا　　طب کا نہ کام آیا کوئی قاعدا ؛
پھر جو طبیعت مین ہوا انقلاب　　عقلِ اطبا کو ہوا اضطراب

دیکھ کے پھر نبض کو کہنے لگے ٭
دل ابھی محفوظ ہے تاثیر سے

ہے یہ تعجب کہ مرض ہے شدید
قلب دلاتا ہے شفا کی اُمید

سمجھے نہ وہ کچھ کہ یہ کس کا ہے دل
ایسے مرض سے جو مبرا ہے دل

کس کی نظر اس گُلِ خنداں پہ ہے
کس کی نظر اس چمنستان پہ ہے

کون ہے اس خانۂ دل کا مکیں ٭
کون ہے اس خاتمِ دل کا نگیں

کس کی محبت سے یہ لبریز ہے
کس کی عنایت سے شکر ریز ہے

کس کی تجلی سے یہ معمور ہے
کس کی نگاہوں کا یہ منظور ہے

کون نگہبان ہے اس قلب کا ٭
کیوں نہ مرض سے متاثر ہوا ٭

دے دیا آخر کو ہر اک نے جواب
اب نہیں ہوتی ہے دوا کامیاب

گرچہ بہ ظاہر ہوئی حالت خراب
دل کو مگر اُن کے نہ تھا اضطراب

غنچۂ دل سینے میں خنداں رہا ٭
چہرۂ پُر نور درخشاں رہا

ہنس کے وہ کرتے تھے ہر اک سے کلام
دیتے تھے ہر اک کو جواب سلام

کرتے تھے دنیا کے بھی کچھ تذکرے
پند و نصیحت میں بھی مشغول تھے

ہوش میں آئی نہ کمی زینہار
عقل رہی اپنی جگہ برقرار

لینے لگے آخری سب کا سلام
خوش ہوئے آباد کا سنکر کلام

پھر جو وصیت سے بھی فارغ ہوئے
سوئے حرم دیکھ کے کہنے لگے

آتا ہے دربار میں اب یہ غلام
لیجیے سرکار اب اس کا سلام

وردِ زباں بھی جو یہی گفتگو
حضرت خضر بھی آئے ملاقات کو

صاحب ایقان و توکل گزیں
حضرت سعد اللہ کے مسند نشیں

حضرت خواجہ [illegible] حضرت شاہ صاحب چشتی درگاہ حضرت سلطان المشائخ ٭ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہا سلطان العارفین حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہا ٭٭٭٭

رہبر ارباب طریقت ہین جو ؛ خضر رہ کنہ حقیقت ہین جو

ان سے یہہ فرمایا دعا کیجیے ؛ اب ہین ارادے عدم آباد کے

جاتے ہین ہم جانب خیر الانام ؛ ہوگیا اب کام ہمارا اتمام

لو ہے لگی احمد مختار سے ؛ بند زبان ہوتی ہے گفتار سے

اپنے غلامون کی طرف دیکھ کے ؛ سب سے پھر اس طرح مخاطب ہوئے

سخت ہے یہہ معرکۂ امتحان ؛ بند جو ہو جائے ہماری زبان

تم مین سے نزدیک جو میرے رہے ؛ کلمۂ طیب پڑہے آواز سے

نطق کی اب سلب جو طاقت ہوئی ؛ روشنی چشم بھی رخصت ہوئی

غل جو اٹھا رونے کا پھر چارسو ؛ بھول گئے لوگ اس ارشاد کو

کلمۂ طیب نہ کسی نے پڑھا ؛ ہر کوئی مغموم و پریشان رہا

کلمہ کی آئی نہ صدا جب انھین ؛ ہوگئے بیچین اسی حال مین

کلمۂ طیب کو بڑے شوق سے ؛ ہاتھ پہ لکھ کر وہ بتانے لگے

اس سے بھی آیا نہ انھین جب قرار ؛ کھل گئی پھر اُن کی زبان ایکبار

تاکہ نہ سمجھے کوئی معذور ہین ؛ بات بھی کرنے سے یہہ مجبور ہین

کلمۂ طیب جو پڑھا تین بار ؛ بعد زبان ہوگئی بے اختیار

خلق سے جب آنکھ کو پردا ہوا ؛ روے نظر جانب یثرب رہا

جتنے لطیفے تھے وہ جاری رہے ؛ قلب پہ دروازے کھلے فیض کے

ہوگئے پھر محو جمال خدا ؛ دھیان نہ پھر ان کو ادھر کا رہا

آیا نظر جلوہ جو سرکار کا ؛ سینے مین دل اور تڑپنے لگا ؛

جھک گیا سر آپ کا تسلیم کو ٭
جب نہ اٹھیں اٹھنے کا یارا ہوا ٭
جلد اٹھائیں مجھے احباب سب
آنکھ یہہ کہتی تھی کہ آئے رسول
ہو گئے تھے گو کہ بہت ہی نزار
اُن کو کھڑے رہنے کی طاقت نہ تھی
ہو گئی سرکار سے کرسی عطا
بیٹھ گئے آنکھوں سے کر کے سلام
سوئے مدینہ جو سواری چلی ٭
آنکھوں سے جبدن یہہ چھپا پھر دین
جان سے جب جسم وہ خالی ہوا ٭
غل ہوا دنیا سے سفر کر گئے ٭
قلب پہ اتنا ہوا رنج و ملال ٭
لوٹتا تھا غم سے کوئی خاک پر ٭
درد مصیبت سے کوئی بیقرار
عصر کو حضرت کا بیالہ ہوا ٭ ٭
لوگوں نے حضرت کو نہایا کفن
چہرۂ پرنور جھپکنے لگا ٭ ٭
لب سے حضرت کے تبسم کناں

جوش سے اٹھنے لگے تعظیم کو ٭
ہاتوں سے یوں اپنے اشارا کیا
ہائے نہیں دل مرا قابو میں اب
خالق اکبر نے دعا کی قبول
اٹھ گئے خود ہو گئے بے اختیار
پاؤں میں لغزش جو ذرا آ گئی ٭
انکو سلیمان کا ملا مرتبا ٭
ورد زبان ہوگیا حضرت کا نام
روح بھی تسکین کی جلو میں گئی
تھی وہ ابھی ماہ کی اکتسویں ٭
گھر میں ہوئی ایک قیامت بپا
خستہ جگر خاک بسر کر گئے ٭
ہو گیا ہر ایک کو جینا وبال ٭
کوئی کھڑا روتا تھا تھامے جگر ٭
خنجر غم سے تھا کوئی دل فگار ٭
بعد عشا غسل ہوا آپ کا ٭ ٭
جامۂ آخر ہوا زیب بدن ٭
حسن رخ نیک دوبالا ہوا
دل پہ گرانے لگے وہ بجلیاں

قطرے پسینے کے جو چہرہ پہ تھے
شمع کے مانند تھا روشن بدن
کہتا تھا ہر ایک انہین دیکھ کے
چہرۂ خندان یہ دلاتا تھا یاد
شانِ فقیری سے جنازہ اُٹھا
اور ترقی ہوئی تسکین مین ؛
مرقدِ پر نور اُسی جا بنا
خلد مین آرام سے ہین وہ وہان
ڈھونڈھتی ہے آنکھ تو پاتی نہین
دردِ جدائی سے ہین نالان تمام
عاصیٔ محزون کا پریشان ہے حال
جلد خبر لیجیے ناشاد کی ؛؛
کہتا ہے دل مجھکو وہ بھولے ضرور
نالۂ من گر اثرے داشتے ؛
بودے اگر در دل او جائے من
دولت وصالش شدے روزی نصیب
دل جو شب ہجر مین گھبرا گیا
رو کے یہ کی عرض کہ ماہِ تمام
سنیے کہ مشتاق کی حالت خراب

تھمتے آتے تھے نظر نور کے
بنگیا تھا نور کی چادر کفن ؛ ؛
چادرِ رحمت مین ہین لپٹے ہوئے
سوئے خدا جاتے ہین یون شاد شاد
مسجد الماس مین داخل ہوا
دفن ہوے پہلوے سکین مین
حجرۂ جہان سے تھا ہٹا یا گیا
غم سے یہان ہوگئے ہم نیم جان
صورت زیبا نظر آتی نہین
یاد اُنہین کرتے ہین سب صبح و شام
دل سے نہین جاتا ہے اُسکو ملال
اُسکو ستاتی ہے بہت بیکسی ؛
ورنہ جمال اپنا دکھاتے حضور
یار بسویم نظرے داشتے ؛
بر سر خاکم گذرے داشتے
گر شب ہجرم سحرے داشتے
مرقدِ پر نور پہ حاضر ہوا ؛
ہجر مین روتا ہے کب تک غلام
تم کو گوارا ہوا کیونکر حجاب

روئے منور سے اُٹھا دو نقاب — سایہ نشین چند بُود آفتاب
کوفتہ شد سینۂ مجروح من — ہیچ نماند از من داز روح من
آنے لگی روضہ سے ٹھنڈی ہوا — دل کو جو تسکین ہوئی سو گیا
بخت نے یہہ خواب دکھایا مجھے — جلوۂ تسکین نظر آیا مجھے ؛
حُسنِ جبینِ رشکِ دہ آفتاب — نرگسِ مخمور سے عالم خراب
علّہ پر نور جنان در برش — رحمتِ حق سایہ کنان بر سرش
رحم سے فرمایا کہ اب عاصیا — ہمسے کہو دل کا ہے کیا مُدعا
بوسہ زدم از سر جرأت بخاک — گفتمش اے قدوۂ مردان پاک
بادۂ خوش در چمنم آرزوست — ساقی گل پیرہنم آرزوست
دل نہ کشاید ز حریفانِ تو — صحبت یار کہنم آرزوست
از گرہ موے سر زلفِ یار ؛ — نافۂ مشک ختنم آرزوست
سنبل پیچان چہ بگیرم بدست — زلفِ شکن در شکنم آرزوست
سبزۂ نوخیز ولب جوبہار — سرو قد و گل بدنم آرزوست
زیستنم بے تو میسر ہوا ؛ — بے تو اگر زیستنم آرزوست
ذرہ کزان صبح صفت جست تاب — خندہ کشا از لب آن آفتاب
ہنس کے یہہ فرمایا کدہر ہے نگہ — ہم تو ہین بیٹھے ہوئے اپنی جگہ
تو ہی مجھے دیکھنے آتا نہین ؛ — میری طرف آنکھ اُٹھاتا نہین
تو نے نہ دیکھا جو مجھے کیا ہوا ؛ — دیکھتا ہون تجکو مین صبح و مسا
خیر تجھے جلوہ دکھاتے ہین ہم ؛ — اب تجھے ہو گا نہ کبھی پھر الم

اے شدہ از دولتِ تا بہرہ مند
بنیش ما از نظرِ بے ریا ؎
ہو گئی اتنے ہین مری چشم وا ؎
جب سے مرے خواب مین آتے ہین وہ
حضرتِ تسکین کے بس لاکلام
خلق مین یہہ شہرۂ آفاق ہین
نفس کشی کرتے ہین شام و سحر
اہل ہمم صاحبِ جود و کرم ؎
یہہ اسی خورشید کی تنویر ہین
وارث ملکِ شہ تسکین بھی ہین
ہون نہ کہین سلکِ غلامی دور ؎
اب یہی قبلہ ہین مرادات کے
ان کو سلامت رکھے دائم خدا
تشنۂ دیدار نہ بیتاب ہون
عرض یہہ ہے اب مری غفار سے
اے ز تو پر دامن اُمید ما ؎
نامۂ اعمال ہین نیکی نہین ؎
کوئی عمل مجھ سے نہ اچھا ہوا
فخر کے قابل نہین روزہ نماز ؎

کشتہ سرت زین ور دولت بلند
کردمس قلب ترا کیمیا
نظروں سے جلوہ بھی وہ پنہان ہوا
جلوۂ دیدار دکھاتے ہین وہ ؎
حضرت تحسین ہوئے قائم مقام
فن تصوف مین بہت طاق ہین
ان کی توجہہ مین ہے اچھا اثر
باپ کے رکھتے ہین قدم پر قدم
حضرت تسکین کی یہ تصویر ہین ؎
مالکِ گنج شہ تسکین بھی ہین ؎
ان سے محبت بھی ہے سب کو ضرور
اب یہی ساقی ہین خرابات کے
فیض کا دریا ہے بہتا ہوا
سیکڑون اس آب سے سیراب ہون
مین ہون گنہگار مجھے بخشدے
وز کرمت نعمت جاوید ما ؎
اس لئے رہتا ہون مین اندوہ گین
اور ہوا بھی تو نہ تھا بے ریا ؎
ہے تو فقط تیرے کرم پر ہے ناز

یار شو ای مونس غم خوارگان ؛ چارہ کن اے چارہ بیچارگان

مین ہون جو بے مایہ تو تو ہے کریم مین ہون خطاکار تو تو ہے رحیم ؛

مین ترا مملوک تو سردار ہے مین ہون گنہگار تو غفار ہے

فرطِ گناہون سے پریشان ہو ئمین اپنی خطاؤن پہ پشیمان ہو ئمین

ناز تو حضرت کی شفاعت پہ ہے اور بھروسہ تیری رحمت پہ ہے

یار شو اے مونس غم خوارگان چارہ کن اے چارۂ بیچارگان

مجھ سے یہی اب ہے میری التجا خاتمہ بالخیر ہو یارب مرا

اور یہہ ہے عرض کہ اے ذوالجلال خاکِ مدینہ سے ہو میرا وصال

رویتِ حضرت ہو مجھے قبر مین اور مدینے سے اُٹھون حشر مین

مجکو ملے نزع مین بھی اے رحیم دولتِ دیدارِ رسولِ کریم ؛

شان رحیمی تو دکھا دے مجھے آتشِ دوزخ سے بچا دے مجھے

صدقے مین یارب میری سرکار کے جتنے مسلمان ہین اُنھین بخشدے

شاہِ دکن کو تو سدا شاد رکھ ان کے ممالک کو بھی آباد رکھ

عمر مین اقبال مین اولاد مین ؛ خوب ترقی ہو سلامت رہین

بحرِ عطا کانِ سخاوت ہین یہہ آئینۂ خلق و مروت ہین یہہ

داد و دہش مین نہین رکتا قلم دستِ سخا انکا ہے ابرِ کرم

ہین یہہ مسلمانون کے اب بادشاہ ہین یہی اسلام کے پشت و پناہ

دہر مین جبتک کہ مسلمان رہین بادشہ عثمان علیخان رہین

آخری ہے اے مرے رب العلا عاصیِ محزون کی یہی التجا

دہر مین جبتک کہ وہ زندہ رہے
رکھ تو اُسے عزت و توقیر سے

اور رہے اُسکی یہہ بڑی آرزو
حشر مین اُٹھے تو اٹھے سرخرو

قصہ یہان کرتا ہے عاشق تمام
بھیج محمد پہ درود و سلام

رحمت حق ہو شہ مسکین پر
فاتحہ پڑھے شہ مسکین پر

کلام جو بعد طبع دیوان کے تازہ ہوا

اے تیغ تو ابروے سرہا
وے زخم تو رونق جگرہا

اے زلف تو زینت شب تار
وے روے تو جلوۂ سحرہا

از بیش حسام غمزۂ تو
اندر خستہ دلبران سپرہا

اے خنجر ناز بے نیازت
از دل شدگان گرفتہ سرہا

اے ذات تو در وجود خاکی
سرمایۂ نازش بشرہا

یک چشم تو صد ہزار جادو
یک دید تو برق صد نظرہا

برسنگ در حریم پاکت
ارباب نظر نہادہ سرہا

دلہا ز بہار تو ز چشمت
قربان نگاہ تو جگرہا

عیسی نفسان ملک خوبی
وا ماندہ ہوا اسیر تو بسرہا

آشفتۂ زلف مشکسائیت
سرگشتۂ وادی خطرہا

عاصی تو بشو براہِ او زود ٭٭
آوارۂ غربت سفر با ٭ ٭٭

بزم ایجاد مین کونین کا سردار آیا | شاہ لولاک لما احمد مختار آیا
حسن اترائے نہ کیون عشق نہ کیون ناز کرے | جس پہ عاشق ہے خدا آج وہ دلدار آیا
ہوکے قربان حسینانِ جہان کہتے ہین | جسپہ صدقے ہے خدائی وہ طرحدار آیا
دیکھکر جسکو دو عالم کے حسین ہین حیران | محفلِ دہر مین وہ آئینہ رخسار آیا
جسکے مشتاق تھے سب جن و بشر حور و ملک | آج وہ ختم رسل سیدِ ابرار آیا
لن ترانی کی صدا طور پہ کل دی جسنے | آج خود جلوہ دکھانے سر بازار آیا
رحمت اکرام بہ بر تاج شفاعت بر سر | اپنے ہمراہ لئے رحمتِ غفار آیا
اب گنہگار نہ جائیگا جہنم مین کوئی | حشر مین امت عاصی کا خریدار آیا
جلوہ گر جب ہوا عالم مین وہ شمع خوبی | نکلے پروانہ ہراک طالب دیدار آیا ٭
آبرو خلق مین بڑھ جائیگی مسکینونکی | آج دنیا مین غریبون کا مددگار آیا
گرمی حشر گئی ہو گئی ٹھنڈی دوزخ | نام سرکار کا لیتا جو گنہگار آیا
چل گئے سیکڑون خنجر دل پر ارمان پر | جب مجھے یاد ترا ابروِ خمدار آیا
جب تصور ترا آیا تو مرے دل نے کہا | میرا مونس مرا ہمدم مرا غمخوار آیا
اے مسیحائے دو عالم پئے درمان طلبی | آج دروازے پہ تیرے ترا بیمار آیا
ہوکے آزاد غم ہر دو جہان سے آخر | تیرے در پر تری زلفونکا گرفتار آیا
دربدر خاک بسر ملک بملک مین پھر کر | آج میخانے مین تیرے ترا میخوار آیا
تونے جس مے سے کیا تھا مجھے بیخود پہلے | آج پھر نکلے اسی مے کا طلبگار آیا

ہان چھلکتا ہوا اک جام پلادے ساقی	جھومتا ابر بہاری لب کہسار آیا

شافع روز جزا بہر توجہ عاصی
ترے دربار مین بادیدہ خونبار آیا

اے رخ زیبائے تو قبلۂ ایمان ما	دے خم ابروے تو سجدہ گہ جان ما
لالۂ باغ جنان چہرۂ خندان تو	ابر بہاری بود دیدۂ گریان ما
جلوۂ تو جبین غازۂ روے سحر	عارض تابان تو مہر درخشان ما
شام ہدایت بود گیسوے مشکین تو	صبح قیامت بود چاک گریبان ما
زینت اسلام ما جلوۂ رخسار تو	کفر سر زلف تو رونق ایمان ما
عنبر سارائے ما خاک در پاک تو	خار و خس کوے تو سنبل و ریحان ما
گوہر دندان تو غیرت در عدن	ہر دو لب لعل تو لعل بدخشان ما
عکس بود ذات ما شخص بود ذات تو	آئنہ روے تو دیدۂ حیران ما
وعدۂ وصلت بود آب حیات امید	خنجر انکار تو قاتل ارمان ما
سنگ در پاک تو زینۂ قصر جنان	کوے دلآرائے تو روضۂ رضوان ما
رفتہ چو از چشم ما باز بدل آمدی	جان دگر یافتہ این تن بیجان ما
این دل پر شوق ما خاک قدم ہای تو	رشتۂ نعلین تو تار رگ جان ما
بہر شفاعت شہا پیش تو آوردہ ایم	دیدہ گریان ما سینہ بریان ما
از سر مژگان ما خون جگر میچکد	رشک گلستان شدہ گوشۂ دامان ما
وحشی دشت جنون راہ رو الفتیم	شور ظہور جہان گرد بیابان ما
بستر آرام ما خلوت کنز خفی	عالم امکان بود خواب پریشان ما

شکر خدا عاصیا شست دم آخری
دیدہ گریان ما دفتر عصیان ما

ذرے ذرے سے عیان ہے حسن جانانہ ترا
سارا عالم بنگیا ہے آئینہ خانہ ترا

برق افگن جب ہو چھپ کر حسن جانانہ ترا
کسکی طاقت جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا

ہوگئی مدہوش محفل چشم جانان آفرین
واہ کیا انداز ہے کیا رنگ مستانہ ترا

روی روشن ہی ترا وہ آتش افروز جمال
کہتے ہین یوسف جسے ہے ایک پروانہ ترا

بلبل گلشن ہی نہین ہین تیرے مدح خوان
پتے پتے کی زبان پر بھی ہے افسانہ ترا

تیری مسجد تیرا کعبہ تیری عابد تیرے شیخ
بت ہین تیرے برہمن تیری ہین بتخانہ ترا

سجدہ خوان مومن ہو یا ہو کافر زنار پوش
یہہ نہ بیگانہ ترا ہے وہ نہ بیگانہ ترا

جلوہ گاہ عشق مین وہ اور ہے مین اور ہون
قیس ہے لیلی کا عاشق مین ہون دیوانہ ترا

مین وہ وحشی ہون کہ بیلا دست وحشت اور ہے
ہو مبارک تجھکو ای مجنون یہہ ویرانہ ترا

وعدۂ دیدار پر آیا ہے تجھکو دیکھنے
حور لیکر کیا کرے جنت مین دیوانہ ترا

دیر سے در پر کھڑا ہون اک چھلکتا جام دے
حشر تک ساقی رہے آباد میخانہ ترا

فیض تیرے میکدے کا ساقیا کیا پوچھنا
دوسرون کے لاکھ خم اور ایک پیمانہ ترا

ہاتھ مین ہے جام مے خم سامنے ساقی قریب
ہو مبارک تجھکو عاصی رنگ رندانہ ترا

دل با شکنج طرۂ پیچان فروختیم
این لالہ را بسنبل رضوان فروختیم

دنگاہ غم ہمہ سامان فروختیم
یک دل بہ سینہ بود بجانان فروختیم

دل را بخط عارض جانان فروختیم
این صفحہ را بسورۂ قرآن فروختیم

جان را نہ تیغِ ابروِ جانان فروختیم — دل را بنوکِ خنجرِ مژگان فروختیم

دل با تبسمِ لبِ خندان فروختیم — این غنچہ با بہارِ گلستان فروختیم

تا سوزِ عشق از رُخِ جانان گرفتہ ایم — داغِ جگر بہ آتشِ سوزان فروختیم

اکنون کجا قرار دلِ بیقرار را — جمعیش بزلفِ پریشان فروختیم

منت کشِ علاجِ طبیبان نکرد بخت — ما داغ ہائے دل بہ نمکدان فروختیم

اکنون نہ ذوقِ دیدہ نہ شوقِ وصال ہست — این ارزد بدیدۂ حیران فروختیم

ضائع نکردہ ایم متاعِ دل و جگر — لولوئے آبدار بہ دامان فروختیم

با تارِ زلفِ یار دلِ خویش بستہ ایم — در دستِ کفر گوہرِ ایمان فروختیم

ناصح متاعِ صبر نماندہ بدستِ دل — این جنسِ خویش بغمزۂ جانان فروختیم

حسرت نصیبِ وحشتِ دل بود از جنون — چاکِ جگر چو چاکِ گریبان فروختیم

در بارگاہِ حسن رسائی نشد نصیب — گو ابروئے خویش بدربان فروختیم

صد داغِ عشق از پئے یک دل خریدہ ایم — سختِ جگر بدیدۂ گریان فروختیم

ما راز موجِ بحرِ ملامت ہراس نیست — کشتیِ نام و ننگ بطوفان فروختیم

عقل و خرد کہ بود متاعِ جہانِ ہوش — با یک نگاہِ ساقیِ مستان فروختیم

خاکِ رہش بتاجِ سکندر خریدہ ایم — خاشاک آن بہ تختِ سلیمان فروختیم

عاصی بہائے آن نبود غیرِ مغفرت
جنسِ عمل برحمتِ یزدان فروختیم

دل را بسوزِ الفتِ جانانہ سوختیم — اے عشق مژدہ باد کہ ما خانہ سوختیم

در حرم زدیم آتش و بیجانہ سوختیم — از سوزِ آہِ دل ہمہ میخانہ سوختیم

یک دل کہ با سینہ پر داغ داشتیم
سودائے آتش غم عشقش چو کردہ ایم
روشن بسد کہ صاحب ویر و حرم یکیست
کردیم نذر او ہمہ ساماں زندگی
بردیم نارِ ہجر تو با وحشت جنون
لذت نداشت جیب دریدن بہ عشق او
در جلوہ گاہِ حسن تو بیخود نہ گشتہ ایم
وادی چو بوسہ زلب لعل آتشین
ساغر بغیر دادی و فارغ ز حال ما
ہر دانہ اخگریست درین دام پر فسون

بر شمع عارضِ تو چو پروانہ سوختیم
جان عزیز خویش بہ پیمانہ سوختیم
چون شیخ کعبہ را بہ صنم خانہ سوختیم
یک دل بسوز عشقِ تو تنہا نہ سوختیم
از سوزِ آہِ دل ہمہ ویرانہ سوختیم
بر آتش جنون دل دیوانہ سوختیم
بر آتش جمال تو مردانہ سوختیم
این طرفہ تر بہ آتشِ شکرانہ سوختیم
کز غیرتش بہ بزم تو مردانہ سوختیم
ما از فریب سبحۂ بزم تو مردانہ سوختیم

مے خوردہ ایم و آتش عشقش بجان گرفت
عاصی ہزار شکر کہ رندانہ سوختیم

کس کا رخ سوئے در قبلۂ دارین نہیں
اس طرح بیٹھے ہیں دہ چشم تصور ہیں مری
شب معراج ہوا قرب تو آئی آواز
جان ہے قالب کونین کی بیشک یہ دل
خاک اس دل پہ پڑے برق گرے جل جائے
دین و دنیا میں طلب کیا کرے انکا عاشق
دل ہے دریائے محبت تو جگر قلزم عشق

کون ہے وہ جو فدائے شہ کونین نہیں
کوئی پردہ نہیں حائل کوئی مابین نہیں
عکس ہے ابرو خمدار کا قوسین نہیں
یہ مدینے میں مزارِ شہ کونین نہیں
عشق حضرت میں جو مضطر نہیں بیچین نہیں
عشق سرکار کا کیا نعمت دارین نہیں
خضر سینہ مرا کیا مجمع بحرین نہیں

مزہ لیتا ہوں انکو یاد کر کے دمبدم دل میں
پڑی کیا نظر جنت میں میری قد طوبی پر
اگرچہ ہند میں ہیں مبتلائے درد فرقت یا
کروں کیا دیکھے رضوان ہیں پھر قصر جنت کے
فضا کیا خاک بھائیگی مجھے جنت کی اے پیر
انہیں سے دونوں گھر آباد آتی ہیں نظر مجکو
نہ لیلی ہے نہ مجنوں ہے نہ شیریں ہے نہ خسرو ہے
کلیجا تھام لیتا ہوں جب انکی یاد آتی ہے
نہ روؤں یاد کر کے رات دن کیوں ان نگر کو

تری نازو ادا بیداد گر آنکھوں میں پھرتے ہیں
ستون روضۂ خیر البشر آنکھوں میں پھرتے ہیں
ترے روضہ کے نظارے مگر آنکھوں میں پھرتے ہیں
مدینے کے مکان دیوار و در آنکھوں میں پھرتے ہیں
ترے گلزار کے گلہائے تر آنکھوں میں پھرتے ہیں
ادہر تو دل میں بستے ہیں ادہر آنکھوں میں پھرتے ہیں
جہاں عشق کے سینا ہو ز آنکھوں میں پھرتے ہیں
عدم آباد کے اہل سفر آنکھوں میں پھرتے ہیں
وہ انکو اہل دل اہل نظر آنکھوں میں پھرتے ہیں

وہ مجھسے کہتے ہیں سیر گلستاں کیا کریں عاصی
کہ تیرے زخم دل داغ جگر آنکھوں میں پھرتے ہیں

تری چتون کا جو بسمل نہیں ہے
وفادار و نہیں وہ دل وہ دل نہیں ہے
ہو جو دل مثال شمع روشن
وہ بزم یار کے قابل نہیں ہے
یہ دل ہے جلوہ گاہ خاص تیرا
کسی مہ رو کی یہ منزل نہیں ہے
ترا کوچہ ہے بزم سرفروشاں
ہوس ناکوں کی یہ محفل نہیں ہے
ہزاروں حسرتوں کا ہے یہ مدفن
مرے سینے میں یہ دل دل نہیں ہے
دل ہشیار کہتے ہیں اسکو
جو تیری یاد سے غافل نہیں ہے
سفر گم گشتگی کا ہے بہت طول
کہیں اس راہ میں منزل نہیں ہے
یہ سرخی کیوں ہے میرے آنسوؤں میں
گراں ہیں خون دل شامل نہیں ہے

اسی مین سیر عالم دیکھتا ہون
بغل مین جام جم ہے دل نہین ہے

تمہارا وصل ہے دشوار لیکن
جو تم چاہو تو کچھ مشکل نہین ہے

دم قتل آنکھ سے لڑتی رہی آنکھ
تمنا اور کچھ قاتل نہین ہے

یہہ ہے اک قطرۂ خون تمنا
جسے سمجھے ہو دل تم دل نہین ہے

گیا ہے کون اس محفل سے یارب
کہ اب وہ رونق محفل نہین ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہین ہے

مثل غبار سوے در مصطفیٰ مجھے
لیچل اڑا کے ہند سے باد صبا مجھے

آنکھین ہین اشکبار زیارت کے شوق مین
یارب دکھا دے روضۂ خیر الورا مجھے

ملجاے پہر خاک مدینہ کی خاک مین
کرنا نہ خاک ہند کہین اے خدا مجھے

آیا ہون در پہ آپ کے بیمار درد مند
ملجاے تیرے در کی مولا دوا مجھے

اچھا مرض نہوگا مرا بس یہی کبھی
یثرب کی راس آئیگی آب و ہوا مجھے

خاک شفا مدینے کی میرا علاج ہے
درکار آپ کی نہین عیسی دوا مجھے

خلد برین کی سیر مبارک ہو تجھکو شیخ
ہے رشک خلد روضۂ خیر الورا مجھے

ملجائے مجھکو سایۂ دیوار مصطفیٰ
یارب نہین ہے خواہش ظل ہما مجھے

بس اب دکن سے دل میرا بیزار ہوگیا
بلوالو پھر مدینے مین یا مصطفیٰ مجھے

رضوان سے مین کہونگا کہ یثرب مین چھوڑ دے
بھاتی نہین ہے باغ کی تیری فضا مجھے

آئی ہے جھوم جھوم کے گلشن مین پھر گھٹا
بھر بھر پلادے جام کوئی ساقیا مجھے

مستی مین جھومتا ہوا یثرب کی راہ لون
دکھلائے کیف بادۂ نکہا ہر آبلا مجھے

صدقہ مین اپنی کاکل و زلف دراز کے
بند غم فراق سے کر دے رہا مجھے

آب بقائے خضر مبارک ہو خضر کو
تیرا لعاب پاک ہے آب بقا مجھے

آتی ہے گرد مدینہ کی گلشن سے اے صبا
بو گیسوئے حبیب خدا کی سنگھا مجھے

کہتی ہے اپنی آنکھ کہ سجدے تلک کرین
ملجائے مصطفیٰ کی اگر خاک پا مجھے

کہدونگا مین غلام ہون تیرے حبیب کا
پوچھے بلا کے حشر مین گر کبریا مجھے

روشن کیا ہے سینے ہی الفت کے نام کو
دیتے ہین حسن عشق ہمیشہ دعا مجھے

دل مین ہجوم حسرت و ارمان شوق ہے
یثرب کو لے چلا ہے یہی قافلا مجھے

جب حشر مین ہو پرسش اعمال یا رسول
اللہ کے عتاب سے لینا بچا مجھے

کوئی نہین ہے پوچھنے والا مرا وہان
ہے آپ ہی کے رحم کا اک آسرا مجھے

عاصی ہون درد مند ہون بیکس ہون پریشان
محشر مین بھولنا نہ شفیع الورا مجھے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہان سے کہان مجھے

رکھ کر سر نیاز اٹھاؤن نہ عمر بھر
اس مست ناز کا جو ملے آستان مجھے

دل ہوکے بیقرار رلاتا ہے آنکھ کو
بدنام کر رہا ہے مرا رازدان مجھے

مردون مین ہون شریک نہ زندون مین ہون شمار
رکھا ہے میرے ہجر نے یون نیم جان مجھے

دونون کو کھو دیا ہے کسی کی تلاش نے
مین دل کو ڈھونڈتا ہون دل ناتوان مجھے

جوش جنون دشت نوردی ہو کسطرح
دکھلا رہی ہے زلف تری بیڑیان مجھے

کھٹکا ہے کہ شوخ نگاہین غضب کی ہین
ڈر ہے چلا نہ دین کہین برچھیان مجھے

اب زندگی کا بوجھ اٹھانا محال ہے
دیتا ہے یہ جواب دل ناتوان مجھے

سنیے کہا کہ دیجئے کچھ بات کا جواب
کہتے ہین بات کرنیکی فرصت کہان مجھے

کرتا ہے یہہ وفا کہ دغا تیری بزم مین
منظور میرے دلکا ہے آج امتحان مجھے

بہلا رہا ہے دل مرا صیاد اسطرح
ظالم سنا رہا ہے مری داستان مجھے

کھینچو کمر سے تیغ کہ ہلکا ہو بوجھ کچھ
سر تن پہ میرے ہوگیا بار گران مجھے

کیونکے کرون نہ لطف سو دنیا کی سیر کا
اچھا ملا ہے توسن عمر روان مجھے

اللہ رے کمال جمال محمدی
مین کیا کہون گذرتے ہین کیا کیا گمان مجھے

کیونکر کہون نہ نعت رسول کریم کی
اس کام کیلئے تو ملی ہے زبان مجھے

مستی مین کیا چور رہون لغزش کا خوف ہے
ہان اب سنبھال لے مرے پیر مغان مجھے

مین آگیا ہون شاہ رسل کی پناہ مین
دیکھتے تو اب ستاکے ذرا آسمان مجھے

عاصی رہی نہ تاب و توان عقل و ہوش اب
آخر اکیلا چھوڑ گیا کاروان مجھے ۔

نظر آیا ہے جب سے مجھکو تیرا حسن جانانہ
تری صورت کا عاشق ہون تیری چتون کا دیوانہ

جلانا ہی اگر منظور ہے سوز محبت سے
تو اپنے شمع عارض کا بنالے مجھکو پروانہ

مجھے جو دیکھتا ہے زندان شیدا ترے رخ پر
وہ تجھکو شمع کہتا ہے مجھے کہتا ہے پروانہ

ادائین تیری دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرم آگین شوخ چتون حال مستانہ

کہین فردوس کی حورون نے اپنا دل لگاتا ہے
تری زلفون کا سودائی تری صورت کا دیوانہ

ہزارون تیری صورت کی نظر آتی ہین تصویرین
یہہ مرا دل ہے پہلو مین کہ تیرا آئینہ خانہ

کہین اپنی خودی مین ہو کوئی تجھکو پاتا ہے
یگانہ وہ نہوگا جو ہوا اپنے سے بیگانہ

ترا سودا نہو جس کو ترا مجنون نہو جس مین
نہ ایسا کوئی وحشی ہے نہ ایسا کوئی ویرانہ

وہ میکش ہو کہ جسنے پیتے پیتے جان دی اپنی
رہیگا لب پہ میخوارونکے برسون میرا افسانہ

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے مینہ برستا ہے
خمون مین مے بہری ہے رنگ پر ہے آج میخانہ

بکر نہ دیر اب ساقی جوانی کا تری صدقہ
شراب وصل کا بہر کر پلادے ایک پیمانہ

طلب کرنا مجھے زیبا عطا کرنا تجھے زیبا
مرا مشرب فقیرانہ ترا دربار شاہانہ

رہے بیہ شیفتہ دل جلوہ گر اس شوخ یکتائی
بنا دنیا کہین عاصی نہ اسکو تم پریخانہ

[illegible]

کیا بتاؤن رنج دمین کن خطا کارونمین ہون
جنکو رحمت ڈہونڈتی ہے ان گنہگارونمین ہون

عابدونمین سبحہ خوان ہون میکشونمین بادہ نوش
مست مین مستونمین ہون ہشیار ہشیارونمین ہون

تم کرو میرا مداوا تم ہو میرے طبیب
یہی سمجھے ہو مسیحا کس کی بیمارونمین ہون

ایکدل اپنا ادہر لاکھون کرشمے اسطرف
میرا واکہتی ہے انکی مین جفا کارونمین ہون

مین نہ جاؤنگا کہین صیاد تیرے دام سے
جنکو ہے شوق اسیری ان گرفتارونمین ہون

جب نظر آیا نہ دل کا کوئی ہمدم ہجر مین
درد نے اٹھکر کہا مین تیرے غمخوارونمین ہون

فیصلہ معلوم ہوگا روز حشر ظلم و جور کا
ہر کوئی کہتا ہے مین اسکے طرفدارونمین ہون

اپنے وعدے اٹھ چکے اب کیون جگاتا ہے مجھے
سونے والے محشر شب فرقت کے بیدارونمین ہون

جب نہ آیا رونے والا کوئی میری قبر پر
بیکسی بولی کہ مین تیرے عزادارونمین ہون

محفل اغیار مین کیا چین سے بیٹھے کوئی
دل یہ کہتا ہے کہ مین دوزخ کی انگارونمین ہون

مصر والون کو یہ دعوی ہے کہ یوسف ہے حسین
حسن کہتا ہے کہ مین تیرے بازارونمین ہون

کیا مزا آئیگا مجھکو پھر کسی کے جام مین
ہون نے مسکین سے تجھو دانکی سرشارونمین ہون

عاصی نادم نظر آیا جو بیکس حشر مین
مغفرت بولی کہ مین تیری خریدارونمین ہون

اس طرف طالب شفاعت اور رحمت اس طرف
ایک عاصی جسکے زاہد دو خریدار ہوئے ہین

جنکو ہے ناز تلمذ کا صبا وہ اور ہین
ہین جلیل نامور کے کفش بردار ہوئے ہین

چہری سے لئے جو اُڑو سے خشمگین رہی
تو چین جسکے قضا یار کی جبین مین رہی

شب وصال مین انکے حجاب سے مارا
قضا چہپی نگہ چشم شرمگین مین رہی

نگاہ شوق پلٹ کر کبہی نہین آئی
جو سیر رخ سے پہری زلف عنبرین مین رہی

ہوتو پوچہیے کہ محشر مین رنگ لائیگی
یہی حنا جو ترے دست نازنین مین رہی

شب وصال ہے خلوت مین آپ ہی ہم ہین
ہماری بات سمجھ لیجیے ہمین مین رہی

ترے جمال کو گلشن مین دیکہہ کر ای گل
نہ رنگ گل مین رہا بو نہ یاسمن مین رہی

رکہا فراق مین زندہ ترے تصور نے
قضا اگرچہ ہمیشہ مرے کمین مین رہی

ترے فراق مین سوز جگر کا کیا کہنا
سمٹ کے نار سقر آہ آتشین مین رہی

ہمارے دیدۂ گریان نے وہ بہائے اشک
کہ جذب کرنیکی طاقت نہ پہر زمین مین رہی

ہٹی یہ کسکے رخ آتشین سے آج نقاب
کہ تاب دید نہ باقی کسی حسین مین رہی

ترے لبون نے حلاوت کو اسقدر لوٹا
نہ قند مین رہی لذت نہ انگبین مین رہی

حسین حضرت یوسف بہی تہے بہت لیکن
خدا کو بہا گئی جو آن وہ تمہی مین رہی

ترے جمال کو ایسا بنایا آئینہ
تمیز تجہہ مین نہ پہر صورت آفرین مین رہی

سیاہی خال نبی کی بہی حسینون مین
تجلی جسکے فقط چشم حور عین مین رہی

خط بنا زاہد اور ادہر بقول امیر
کرشمہ جسنے شکن یار کی جبین مین رہی

اتر گیا نہ صبا بنت فیض صحبت کا
بہی مین بات جو تہی انکی جانشین مین رہی

کیا نگین سلیمان کو منفعل دل نے
تمہارے نام سے وہ آب اس نگین میں رہی

خدا کیواسطے صورت ذرا دکھا جانا
کہ اب نہ تاب جدائی دل حزین میں رہی

جو چین زیب جبین تھی اتر کے سر پر بنا
ہمارے جامۂ ہستی کے آستین میں رہی

دکن میں قالب عاصی جو آگیا خالی
تو جان روضۂ سلطان مرسلین میں رہی

عاشقوں کے دل سے وہ جاتا نہیں
فلسفی کے فہم میں آتا نہیں

کیا حیا ہے کیا حجاب ناز ہے
دل نشین ہوکر نظر آتا نہیں

خود وہ ملجائے تو ملجائے مگر
ڈہونڈنے والا اسے پاتا نہیں

ہر حسین ہے اسکے دام عشق میں
وہ کسی کے دام میں آتا نہیں

بیٹھے ہیں تیغ ادا کھینچے ہوئے
سامنے اونکے کوئی آتا نہیں

پاتے ہیں عشاق لطف زندگی
جان دیکر کوئے پچھتاتا نہیں

جو جلا ہو تیرے سوز عشق میں
آتش دوزخ سے گھبراتا نہیں

کیا تر و تازہ ہے زخموں کا چمن
کوئی غنچہ اسکا مرجہاتا نہیں

میرے آغوش تصور میں ہی وہ
شرم دیکھو بے نقاب آتا نہیں

ہے تعجب ہجر میں کیوں آنکھ سے
دل لہو ہوکر ٹپک جاتا نہیں

کونسا نالہ ہے جو شام فراق
عرش کی جاکر خبر لاتا نہیں

تیری شوخی بانکپن ناز و ادا
کون میرے دل کو تڑپاتا نہیں

دل اسیر زلف ہے بدظن نہو
یہہ کہیں آتا نہیں جاتا نہیں

کہتے ہیں محشر میں کشتے ناز کے
تیغ قاتل کا مزا جاتا نہیں

اٹھ نہ جائے بیچ سے جب تک حجاب | لطف خلوت کا کبھی آتا نہین
مین کہان پیغام وصل اسکا کہان | موت کا بھی اب پیام آتا نہین

قطعہ

ہجو مستان اور پھر مسجد مین شیخ | کیا تجھے خوف خدا آتا نہین
بیگنا ہون کو بھی خجلت ہے مگر | تو گنہ کر کے بھی شرماتا نہین
کون ہے آئینہ بنکر سامنے | لن ترانی حق جو فرماتا نہین
جس نے دیکھی ہے مدینہ کی فضا | گلشن جنت اسے بہاتا نہین
ناتوان ہون جان بلب ہون یا رسول | درد فرقت اب سہا جاتا نہین
سوز غم سے من زبان مین آبلے | حال دل تمسے کہا جاتا نہین
اپنے روضہ پر مجھے بلوائیے | اب دکن مین تو رہا جاتا نہین
کیون نہ بر آئے مرے دلکی مراد | آپ سا کوئی سخی داتا نہین
ذات انکی عاصیا بے مثل ہے | وہ کسی تمثیل مین آتا نہین

جب مرض جاتا نہین عاشق بیان
کیون مدینے کی ہوا کھاتا نہین

رباعی

دنیا سے سفر کرنے کا ہنگام آیا | پیری کا یہ نہین موت پیغام آیا
جو کام ہون کرنیکے وہ کرلے عاصی | اب عمر کا خورشید لب بام آیا

دیگر

عقبیٰ کا نہ کچھ تو نے سر انجام کیا | جو کام نہ کرنے کا تہا وہ کام کیا

قطعہ

پھر کے در در ترے دروازہ پہ عاصی آیا	اپنے عصیان پہ پشیمان مرے داور آیا
مغفرت اس کی کرے یا نہ کرے تو مختار	اب تو عاصی تجھے غفار سمجھ کر آیا

ایضاً

اول تو جھلک اپنی دکھا دیتی ہے اکثر	پھر خلق کو دیوانہ بنا دیتی ہے اکثر
ہم تم سے کہے دیتے ہیں دنیائے دنی پر	مغرور نہ ہو یہ دغا دیتی ہے اکثر

ایضاً

سو بلا دے کے وہ پھر دفع بلا دیتا ہے	بے کہی حاجت سے بھی وہ مجھکو سوا دیتا ہے
کیوں نہ امید رکھوں حشر میں اس سے عاصی	کہ کرم سے یہی یہاں رزق خدا دیتا ہے

ایضاً

کونین ہیچ ہے تری قدرت کے سامنے	سب سرفگندہ ہیں تری عظمت کے سامنے
تو ہے بڑا کریم و خطا بخش اے خدا	عاصی کے جرم کیا تری رحمت کے سامنے

ایضاً

ایمان اگرچہ شامل امید و بیم ہے	مایوس ہونا اس سے کہ کفر عظیم ہے
عاصی جو تو ہے سب سے زیادہ گنہگار	وہ بھی بڑا کریم و غفور الرحیم ہے

ایضاً

کچھ نہیں انسان کے بنائے کیا ہوتا ہے	نہ بھلا ہوتا ہے اس سے نہ برا ہوتا ہے
تم جو وسوسہ میں ہو بیجا ہے یہ اے عاصی	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایضاً

جو کوچہ حضرت کی ہوا کھاتے ہین
وہ گلشن جنت کی ہوا کھاتے ہین
عاصی در سرکار پہ ہین جبہ سے
ہم دامن رحمت کی ہوا کھاتے ہین

رباعی

مضطر ہون بہت رنج دکھن سے مولا
بلبل ہے بہت دور چمن سے مولا
اب جلد مدینہ مین بلا لو مجھکو
دل ہو گیا بیزار دکن سے مولا

ایضاً

اے صانع عالم تری صنعت دیکھی
ہر شے سے نمایا تری قدرت دیکھی
بندون پہ ترا قہر ہی نازل دیکھی
اور قہر سے بڑھکر تری رحمت دیکھی

ایضاً

گلزار مین سب اسکا ہی جلوا دیکھا
ہر شے سے نور اسکا چمکتا دیکھا
ہر غنچہ مین بو اس کی ہی پائی ہمنے
ہر پھول مین ہی رنگ اسی کا دیکھا

ایضاً

غیر حق سے کسی اور سے حاجت نہین رکھتے
بندو سے نہ طلب کرنے کی عادت نہین رکھتے
جو طالب دنیا ہے وہ ذاکر نہین جامی
مردان خدا زر کی محبت نہین رکھتے

ایضاً

عاشق ہین بیشمار مگر دلربا ہے ایک
آئینے دل کے لاکھ ہین جلوہ نما ہے ایک
احول جو ہے اسے نظر آتا ہے ایک دو
اچھی ہے آنکھ جسکی وہی دیکھتا ہے ایک

ایضاً

نفس بدکیش تو ہر حال مین شر کرتا ہے
درگذر اس سے خدا شام و سحر کرتا ہے

کیون نہ سو جان سے ہون اسکی چشمی پہ نثار　　بخشے عاصی پہ وہ رحمت کی نظر کرتے ہے

ایضاً

یار کا شام و سحر دل مین خیال اچھا ہے　　اس تصور کا بہر حال مآل اچھا ہے
گرچہ ہے حالت ہستی ہی غنیمت لیکن　　یار ہو پیش نظر جسمین وہ حال اچھا ہے

ایضاً

کوئی ہنستا کوئی با دیدۂ تر جاتا ہے　　مرنے والا جو ہے ہر حال مین مرجاتا ہے
دہر مین زندۂ جاوید وہی ہے عاصی　　کام کچھ کر کے جو دنیا سے گذر جاتا ہے

ایضاً

ہے آئینہ جہان مین جو خالق کی ذات کا　　مظہر ہر ایک ہے اسی عالی صفات کا
عاصی نہ چھوڑ رحمت خیر الانام کو　　تیرے لئے یہی ہے وسیلہ نجات کا

ایضاً

موسیٰ کلیم ہین تو یہہ معجز کلام ہین　　آدم ہین بوالبشر تو یہہ خیر الانام ہین
یوسف ہین گر حسین تو احمد ہین شاہ حسن　　تارے ہین سب نبی تو یہہ ماہ تمام ہین

ایضاً

بہت ہے ہجر مین بیمار یار رسول اللہ　　ہوا ہے جینے سے بیزار یا رسول اللہ
بلا لو روضۂ اقدس پہ جلد عاصی کو　　کہ حالت اسکی ہے اب زار یا رسول اللہ

ایضاً

چارۂ خستہ دلان خسرو خوبان تم ہو　　رشک جمشید ہو تم فخر سلیمان تم ہو
مست عاصی ہو کیون بزم مین پی پی کر　　رند وہ ساقی میخانۂ عرفان تم ہو

ایضاً

گل کو نہ کسی کے گل رخسار کو دیکھو | پھولو نگی کرو سیر نہ گلزار کو دیکھو
عاصی یہی آتی ہے صدا گلشن دل سے | طیبہ کو چلو روضۂ سرکار کو دیکھو

ایضاً

دن کا فریفتہ ہون نہ شیدا ہون شام کا | مشتاق مہر کا ہون نہ ماہ تمام کا
روتا ہون یاد عارض و گیسو مین آپ کی | دن رات مشغلہ ہے یہی اس غلام کا

ایضاً

مینا پہ ہون نثار نہ مے پر فدا ہون مین | خم کو نہ جانتا ہون نہ سبو آشنا ہون مین
رہتی ہے رات دن مجھے عاصی جو بیخودی | مست شراب عشق رسول خدا ہون مین

ایضاً

کوئی گردون جناب کہتا ہے | اور کوئی ماہتاب کہتا ہے
جو شرابی ہے وہ تجھے ساقی | غیرت آفتاب کہتا ہے

ایضاً

لے چل اے بخت رسا احمد مختار کے پاس | شافع روز جزا سید ابرار کے پاس
ہوگا اچھا نہ طبیبون سے دکن کے عاصی | ہے دوا میرے مرض کی میری سرکار کے پاس

ایضاً

کر دیا فرقت طیبہ نے بہت زار مجھے | [illegible] خستہ جگر [illegible] مجھے
جان آجاتی ہے لب پہ مری رو رو کر | یاد آجاتا ہے جب روضۂ سرکار مجھے

ایضاً

غفلت اس سے نہ خبردار کبھی عاصی ‖ کام آئیگی جو محشر مین تو آئیگی نماز

تاریخات و قطعات

قطعۂ تاریخ عقد مولوی غلام حسین عرف منجھلے میان صاحب خلف حضرت تسکین شاہ صاحب قبلے قدس سرہٗ برادر نسبتی مصنف

ہوئی عقد سے منجھلے میان کے ‖ عزیز احباب کو حاصل مسرت
مسرت کیون نہو دلدادہ ان کی ‖ کہ ہین یہ بھی تو شیدائے محبت
بڑے زاہد نہایت متقی ہین ‖ پہر اس پر نیک سیر نیک خصلت
یہہ ہین سر دفتر الفت گزینان ‖ یہہ ہین سرچشمۂ خلق و مروت
غلام ادنی حسین با صفا کے ‖ مگر ہین سرور اہل مودت
پسر ہین حضرت تسکین شاہ کے ‖ جو ہین سرتاج ارباب طریقت
یہ دولہا صاحب شرم و حیا ہے ‖ دولہن یہ مالک عصمت و عفت
یہ دونون غازہ رخسار تقوےٰ ‖ یہ دونون سرمۂ چشم شریعت
ہے سچ اچھا قران ماہ و خورشید ‖ یہ ہے پیوند اچھا فی الحقیقت
رہین دونون الٰہی شاد و خرم ‖ طفیل مصطفیٰ با جاہ و حشمت
پہلین پہولین جہان مین دونون یارب ‖ رہے اولاد ان کی تا قیامت
نہ دیکھین رنج کی صورت کبھی یہ ‖ رہے ہر وقت حاصل انکو فرحت
کہین دو قالبون مین ایک ہے جان ‖ رہے دونون مین یارب ایسی الفت

تو رکھ محفوظ ان کو ہر بلا سے
الٰہی اپنے الطاف و کرم سے
بجز تیرے نہ مانگیں یہ کسی سے
رہے ماں باپ کا سایۂ سلامت
ہو خالی کبھی میخانۂ عیش
رہے دائم بہار باغ آرام
بر آئے ان کی ہر امید یارب
جو مشکل آئے وہ آسان ہو جائے
رہے روشن چراغ اس خاندان کا
الٰہی جو ہیں اس محفل میں وہ بھی
ہوئی تاریخ کی جب فکر مجھکو

نہ آئے ان پہ یارب کوئی آفت
تو رکھ دونوں کو پابند شریعت
الٰہی ان کو دے تو ایسی دولت
کہ ہے آئینے ہی ان دونوں کی عزت
رہے ہر دم چھلکتا جام عشرت
رکھے سرسبز ان کو ابر رحمت
تو ہم چشموں میں رکھنا انکی عزت
بحق شاہ مردان ولایت
کریں امداد پیران طریقت
رہیں باآبرو دائم سلامت
کہا ہاتف نے باجوش مسرت

کہو کہ دولہا سے عاصی سال تاریخ
مبارک ہو عروس حور طلعت
۲۲ ۱۳۱۴

قطعہ تاریخ طبع دیوان استادی حضرت جلیل مد ظلہ العالی موسوم بہ جان سخن

قطعہ تاریخ

چھپ گیا دیوان اُس استاد عالیجاہ کا
آج سارے ہند میں جسکا نہیں کوئی بدیل

ہادی اہل زبان ہے رہنمائے اہل فن — اپنی جدت مین ہوا یہ آپ ہی اپنا مثیل
اصطلاح اہل سخن ہین اس سخن سے فیضیاب — نہر سے پاتا ہے جیسے نور ہر جرم ثقیل
دشمنون کے واسطے آتشکدہ نمرود کا — دوستون کیواسطے گویا ہے گلزار خلیل
ہے زبان کوثر سے شستہ روزمرہ صاف صاف — ہے تامل حرف حرف اس کا فصاحت کی دلیل
اس کی لہرین ہین کہ زلفین کھل گئی ہین حور کی — ہے بیاض صفحہ یا رخسار محبوب جمیل
ہین دو اثر اس کے یارب چھلکتے جام ہین — یا لگی ہے راہ مین جنت کے کوثر کی سبیل
یہ امیری ذی شرف کے جانشین کا ہے کلام — مانتے ہین جنکو سب استاد فن بے قال و قیل
یہ رہین دنیا مین باعز و شرف با آبرو — پائین یہ عالم مین یارب خضر سان عمر طویل

عرض کی عاصی نے تاریخ بہر افتخار
کام جان زیب بیان جان سخن فکر جلیل

۱۳۱۳

تاریخ دیوان شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر ولا سلمہ اللہ تعالیٰ موسوم بگنج سخن

قطعہ تاریخ

ہوا مطبوع وہ دیوان اردو — ہوئی جس سے دو بالا شان اردو
ہے ایسا افصح و ابلغ کہ اسکو — بجا ہے گر کہین فرقان اردو
ہین اس دیوان مین الفاظ جتنے — وہ ہین الماس و لعل کان اردو
سخن کے مشتری اب ہند سے آئین — دکن مین ہے کھلی دکان اردو
ولا کی آبیاری سے بلاشک — ہوا سرسبز پھر بستان اردو

ہے عاجز دلیران سخن است — ولا نے سر کیا میدان اُردو
دکن کا نام ہو کیون کر نہ روشن — ہوا طالع مہ تابان اُردو
ہوا مضبوط دیوان ولا سے — دکن مین پایۂ ایوان اُردو
نئی بندش ہے تازہ ہین مضامین — ہین ترکیبین بہی سب شایان اُردو
کرین تقلید دیوان ولا کی — یہ ہر شاعر کو ہے فرمان اُردو

لکہو تاریخ عاصی روح افزا
ہے نیرنگ سخن بہی جان اُردو

قطعہ تاریخ وفات شیخ محمد ابو سعید عمودی قاری و خطاط ابن طیبا برادر شیخ حضرت عمر عمودی نقشبندی خلیفہ سید الکاملین حضرت سکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ

وہ قاری قرأت سبعہ کے ماہر — جوان و کم سخن خوش خلق و دیندار
محمد نام تہا اس نیک خو کا — تہی کنیت ابو سعید ان کے سزاوار
عمودی خاندان مین نام آور — بنی طیبا رہین پاکیزہ اطوار
وہ خطاطی مین بہی استاد کامل — خطاب انکا تہا خطاط ابن طیبا
ہے لایق دیکہنے کے ان کی تحریر — شفیعہ ثلث نستعلیق گلزار

عزیز احباب کو غمگین کر کے — ہوئے وہ گلشن جنت کے پیارے
رسول پاک ہوں ان کے معاون — خدا کا رحم ہو ان کا مددگار
عرب کے شیخ تھے اجداد ان کے — وہ تھے بحر دکن کے درِ شہوار
عرب کے ہو زبان میں سال رحلت — تو پھر ہو جائے دونا لطف اشعار
خطاب ان کا ہو ظاہر مادہ میں — یہ سمجھے فکر کی عاصی تو یکبار

ورود ل سے سروش غیب نے یہ
صدا دی بات خطاط ابن طیار

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب مولوی حکیم انبیا حسین صاحب ابو العلائی المتخلص بہ واقف

چمکے نہ کیوں جہاں میں نور کلام واقف — ہر ایک شعر اس کا ہے آفتاب تاباں
کیا فکر کی ہے حاجت روشن ہے سب پہ عاصی — دلمعات مہر فطرت سن کہتے ہیں اہل عرفان

قطعۂ تاریخ سراپای سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر (ولا)

یہ سراپا شہ دو عالم کا — ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت

یون تو اورون نے ہی کیا ہے نظم
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی
ہے نئے طرز کا سراپا یہ
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہیں
استعارہ ہر ایک تازہ ہے

لیکن اس مین ولانے کی جدت
عاصی اردو پہ اس کی ہے منت
کیون ہنو شاعرون کو پھر حیرت
اور مضامین کی ہے کیا رفعت
اور دیکھو زبان کی قوت

فکر تاریخ تھی تو آئی ندا
کہ سراپا ہے آیت رحمت
۱۳

قطعات تاریخ طبع دیوان عاصی

از نتائج افکار گہربار فصیح جہان بلیغ زمان طوطی ہند حضرت مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی ناظم و معتمد امور مذہبی محکمہ مال

عاصی نکتہ سنج نے اختر
شعر ایسے کہے کہ عالم مین
دل لبھاتی ہے جان لیتی ہے
روح افزا ہر ایک بیت غزل
مصرع سال بے بہا نکلا

واہ وہی خوب تر زبانی کی
ہوگئی دہوم خوش بیانی کی
ہر ادا استاہ معانی کی
موج ہے آب زندگانی کی
خوب عاصی نے گلفشانی کی
۱۳

ریختهٔ قلم بلاغت رقم رشک طغرای ظهوری حضرت مولوی عبد الجبار خانصاحب منتظم دفتر معتمدی فخاص مبارک

باشد از عشق ازل شور و فغان عاصی — می تپد دل شنود هر که بیان عاصی

فصحای عجمش شیفتهٔ طرز بیان — هندیان عاشق شیدای زبان عاصی

دهلی و لکهنؤ امروز ز ملک دکن ست — کرد تسخیر جهان تیغ زبان عاصی

از امیرانه خیالش بدکن طنطنه ایست — از سخن دید توان شوکت و شان عاصی

داغ خورده بدل از لاله هر حرفش داغ — از سخن دیدهٔ اگر لاله ستان عاصی

سامعه را چو گل تازه دماغ آرائیست — از شمیم نفس عطر فشان عاصی

بادهٔ میکده اش هوش فزای ادراک — مست و هشیار همه باده کشان عاصی

معدن جوهر معنی است همانا دل او — لمعهٔ خورشید ازل ریخت بکان عاصی

در جهان سخن از شان علو دیوانش — علم افراشته از نام و نشان عاصی

صوفیان وجد نمایند و مستی رقصند — ذوق ساقیست پی باده کشان عاصی

لطف نگاری دیوان حقائق معدن — گرم بازار شد از جوهریان عاصی

از سخن همچو خضر آب حیاتے خوردست — زندگی ابدی یافته جان عاصی

زان گناهے که ز عشق سخنش کرد بیان — جوش زد رحمت باری ز فغان عاصی

آصفی بهر نظر بازی ارباب کمال
پیکر آراسته نقاش بیان عاصی

چکیدۂ قلم معجز رقم سر دفتر شعرائے زمان حضرت مولوی مرزا قاسم علی بیگ صاحب اخگر منتظم دفتر معتمدی مالگزاری سرکار عالی

زہے دیوان عاصی ندارت افزا	زہر لفظش عیان حسن بدایع
چو اخگر سال طبع او طلب کرد	طبیعت گفت مرغوب طبایع

ولہ

چہ خوش طبع گردید زیبا کلام	کہ ہر نقطہ او گہر سنج حسن
ز اخگر سن طبع جستم گفت	کہ دیوان عاصی خوشا گنج حسن

ریختۂ قلم فصاحت رقم حضرت مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائیکورٹ شاگرد رشید بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی

مرحبا دیوان عاصی طبع شد	چشم شوقم طالب دیدار گشت
ماہتاب چشمہائے دوستان	آفتاب دیدۂ اغیار گشت

سال طبعش گفتم اے آزاد دو
نظم رنگین بے بہا بسیار گشت
۱۳۰۵ ۱۳۰۵

چکیدۂ طبع ابر مطیر براعت سر امواج فصاحت عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب

انور مینائی خلف الرشید حضرت امیر مینائی

مدحت محبوب ہے کیا دلنشین صلی علیٰ
نور کے سانچے مین انور ڈھل گئی تاریخ بھی

مرحبا روحی فدا صد آفرین صلی علیٰ
نعت شاہ دو جہان سلطان دین صلی علیٰ
۱۳۲۵

چکیدۂ خلاق معانی سر فرقہ مہدانی سرمایۂ ناز سخن حضرت مولانا حافظ

جلیل حسن خان بہادر فصاحت جنگ جلیل

استاد مصنف

جلیل ایسا چھپا دیوان جو اک دفتر ہے عرفان کا
کھلے ہین وہ گل مضمون کہ بو ہے عشق یزدان کا
تعالی اللہ وہ آب و تاب ہے بیت روشن مین
ادھر تاریخ کی ہے فکر اودھر اہل معانی مین

مبارک تشنہ کامون کو یہ چشمہ آب حیوان کا
سخن کا ہر چمن پایا ہے بیخم گلستان کا
کہ مطلع جب سے پیدا ہو گیا مہر درخشان کا
یہ غل ہے خیر مقدم کیجئے عاصی کے دیوان کا
۱۳۴۰

ولہ

بارک اللہ کہے عاصی نے بھی کیا کیا اشعار
نعت کے رنگ مین اعلی ہے ہین اعلی اشعار

بسملون کیلئے مرہم ہے کلام شیرین
دردمندون کیلئے ہین دم عیسی اشعار

وہ اثر ہیکہ جو سن لے کوئی ایکبار انہین
دل مین سینہ مین کلیجے مین کرین جا اشعار

آفرین اسکی طبیعت کو دماغ و دل کو
جسکے افکار سے ایسے ہوئے پیدا اشعار

فیض ہے وصف نبی کا جو نظر آتے ہین
شان مین آن مین انداز مین یکتا اشعار

کہہ رہا ہے یہ عروسان معانی کا جمال
لوٹ جائیگا جو دیکھیگا زمانہ اشعار

خوب تاریخ ہوئی اس سخن تر کی جلیل
عشق احمد مین ہین ڈوبے ہوئے گویا اشعار
۱۳ ھ

از نتائج افکار گہر بار سخنور نامی حضرت مولوی میر کاظم علیصاحب شوکت بلگرامی شاگرد رشید حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

اعجاز بیان جناب عبد الرزاق
جن کا ہے کلام زندگی بخش جہان

چھپ کر نکلا ہے شان محبوبی سے
احباب کے دل نہ کسطرح ہون شادان

الفاظ فصیح و معانی نازک تر
دلکش مضمون شگفتہ و صاف بیان

شوکت دیوان کی یہی تاریخ
کہدو ہے نشاط روح عاصی کی فغان
۱۵

گل فشانی طبع بلبل خوشنوا مولوی سید محی الدین صاحب صبا

برادرزادہ مصنف

بر آئے دل کی نہ کیون تمنا کہ چھپ گیا ہے فغان عاصی
کہون سے بڑھکر کلام رنگین ہو شکر ہے میٹھی زبان عاصی
ادا کیے مضمون چست بندش نئی ہے طرز بیان عاصی
الٰہی قایم رہے ہمیشہ جہان مین نام و نشان عاصی

ضیا یہ تاریخ عرض کر دے
زہے ادائے فغان عاصی ۱۴

قطعہ تقریظ از نتیجہ افکار استاذ الاساتذہ افضل العلما افصح الفصحا کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی ابلغ البلغا حضرت مولانا نور الضیاء الدین صاحب ضیاء رکن عدالت العالیہ ریاست حیدرآباد دکن

شرح افسانۂ حالت فغان عاصی نسخۂ سحر حلالست فغان عاصی
عارفان را ہمہ تن گوش کند ذوق سماع دلکش ہر کمالست فغان عاصی
مونس خاطر غمناک و انیس محزون چارۂ رنج و ملالست فغان عاصی
بہ دل بیمار ز مسلمان گرد اخلاق آموز طرفہ نیرنگ خیالست فغان عاصی

شکر ریزی طوطی فصاحت سید عبد الرؤف عظمت

فرزند مصنف

لکھی نعت عاصی نے وہ دلنشین — جسے سن کے کہتے ہیں سب آفرین
کھلائے ہیں ایسے مضامین کے گل — بنی رشک گلشن غزل کی زمین
نشست اس طرح سے ہے الفاظ کی — کہ خاتم میں جیسے جڑے ہوں نگین

یہ تاریخ عظمت نے بھی عرض کی
ہے نعت شہنشاہ دنیا و دین
۱۳۱ ھ ۱۳

از طبع زاد شاعر جادو بیان بلبل ہندوستان حضرت مولوی غلام قادر صاحب قادر عرف فراشخانہ مبارک

رباعی

عاصی نے بیان کیا ہو جسنے مدحت — ہیں اس کیلئے شفیع اپنے حضرت
رحمت کیلئے ہوا ہے عاصی پیدا — عاصی کیلئے ہوئی ہے پیدا رحمت

قطعہ تاریخ

دل ہے شیدا فغان عاصی پر
آپ اپنا نظیر ہے یہہ کلام
نعت کی نعت ہے غزل کی غزل
ہے بلاغت مین بے نظیر کلام
ہین نیا رنگ اس مین پاتا ہون
صوفیانہ کلام ہے سارا
شعر اس مین نہین کوئی بے لطف
نظم عاصی کو غور سے دیکھو
گو بظاہر سلیس ہین اشعار
اک طرف اس مین عالمانہ کمال
جی مین آتا ہے جان نثار کرون
اس کے ہر شعار مین ہے رمز نیا
سارا سلجھا ہوا کلام اس کا
اس کی ستھری زبان ٹکسالی
وہ زمانہ مین ہے ادیب ایسا
کیون ہو عاشق رسول ہے وہ
چاہتا ہے نبی کی چاہ ہے
فرحت انگیز ہے کلام ایسا
اس سے دشمن ہوا شفیق دوست
اسکی انکھوات مین پیرے [illegible]
کرتا ہے وہ زیارت اُس کی

جس کی تاثیر ہمنے دیکھی عجب
مدح مین اس کی کیا مین کھولون لب
نظم عاصی مین بات ہر یہہ عجب
بلکہ اعجاز سے ہے وہ اقرب
دیکھتا ہون کلام عاصی جب
عشق کے درد سے ہے خالی کب
لفظ اس مین نہین کوئی بے ڈھب
نظر اس کی ہے شان رحمت رب
اور باطن مین ہے ادق مطلب
اک طرف صوفیانہ ہے مشرب
مین مصنف کو دیکھتا ہون جب
اس کی ہر گفتگو سلوک ہے سب
کہین الجھا ہوا نہین مطلب
اور نکھرا ہوا کلام ہے سب
جسکو سب جانتے ہین اہل ادب
گو بظاہر ہے عاصی اسکا لقب
کوئی الجھا ہوا نہین مطلب
[illegible] ہوا جس سے [illegible]
صوفیانہ ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

کیا صفت ہو جناب عاصی کی — روکتا ہوں زبان کو میں اب
ہے شعرا میں روشنی جب تک — رہیں یہ شعر پر ضیا یارب

طبع کا سال سنئے قادر سے
نظم عاصی ہے وجد افزا سب

ولہٗ

دیکھو کلام عاصی قادر حسین قادر — عاصی کی جو دعا ہے ہو مستجاب کہدو
کیوں فکر کر رہے ہو تاریخ طبع کی تم — کہہ دو کلام عاصی ہے انتخاب کہدو

از فکر طبع وقاد ناظم ملک سخن استاد فن حضرت نواب محمد علیخان

بہادر ناظم شاگرد رشید حضرت داغ مغفور

ہو گئی خوب کاٹ چھانٹ اسمیں — خاص مضمون زبان ہی خاصی ہے
لایق دید ہے یہ گلدستہ — انتخاب کلام عاصی ہے

قطعات تاریخی از نتیجہ فکر رنگین خاتم سخنوری اشک عزیز لکھنوی

شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر ولا

سکہ دیتا ہے عاصی ایکدن وہ آئیگا یہ عاصی — صلہ اس نعت اقدس کا تجھے ملجائیگا عاصی

ترا دیوان پسند آیا ٹھکانے لگ گئی محنت
سبھی کچھ ہو رہیگا دیکھ لینا ہیں جو کہتا ہوں
مسلم ہے خدا ہی پاک کی جب شان غفاری
ملیگی تجھکو بخشش کی سند دیوان محشر سے
مزار پاک کی تجھکو زیارت ہو چکی جا کل
اگر ملجائے گی جنت طفیل نعت سرور مین
گنہگاران امت را است ممدوح تو پشتیبان
یہہ نسخہ خوب ہاتھ آیا سخن سنجی کے سند مین
یہہ میری ہے دعا مقبول عالم ہو ترا دیوان
ندا آئی ولا دیوان کی تاریخ اشاعت مین

جزا تو اپنی محنت کی یقیناً پائیگا عاصی
اگر زندہ رہا عاصی تجھے دکھلائیگا عاصی
تو پھر بخشش سے کیون محروم رکھا جائیگا عاصی
یہی دیوان تجھکو فردوس مین پہنچائیگا عاصی
قدم بوسی کا موقع بھی کبھی ہاتھ آئیگا عاصی
تو کیا تیرا دعا گو بھی وہان پائیگا عاصی
کرم سے جس کے تو زاہد کا تحفہ پائیگا عاصی
ہر اک زاہد فغان کرتا ہوا پچھتائیگا عاصی
تمنا سے دلی اپنی خدا برلائیگا عاصی
جزاے نعت مین مالک سے بخشا جائیگا عاصی
۶ ۱۹ ۲۱

ولہ

چھپا جو دیوان نعت سرور طاہبین یہ کرم ہے پیمبر
کتاب کیا آئی ہے سند پرور شفیع عفو ساتھ لائی
یہی ہے فکر رسا کی خوبی یہی ہے تعریف تہنیی کی
نشان عاصی ولا کو پہنچی تو اسکو تاریخ ہاتھ آئی
۱۳۰۳ ۰ ۶ ۳ ۲۹ ۱۳ھ

ولہ

عشق تو افسردۂ عشقی است
فکر عاصی بہتو تو عاشق ہا

عاشقت برگزیدۂ عشقی است
کو ندا است گشیدہ العشقی ۱

وه چه نظم خوشی به نعت رسول — حاصل او عقیدهٔ عشقی است

حسن مضمون تراود از سخنش — لطف معنی چکیدهٔ عشقی است

نعت پاک است منتخب سخن — لطف اشعار چیدهٔ عشقی است

می گریزد ز رہنش تشبیب — این دعای قصیدهٔ عشقی است

در غزلها قصائد نعتی — بو العجب این جریدهٔ عشقی است

بهر سالش نگاهداشت کلک ولا — حسن دیوان قصیدهٔ عشقی است

وله

زهی کلام خجسته مضمون که شد به نعت رسول موزون

به بارگاه خدای بیچون رسید و صیتش ز عرش بالا

بلند شد طالع مصنف که جبرائیل امینش وصفت

بخرق عادت رساند ها نقش فشان عاصی به حق تعالی

۹۱۹ ۱۳۰۲ ۶۱۹ ۲۱

وله

عاصی به طفیل نعت احمد — گردید بحسن نظم ماجور

از خامهٔ شاعر سخن سنج — شد نعت نبی به نظم مذکور

نظمی که به نظمهای عالم — یکتاست باتفاق جمهور

نقشی که ز خواندن نکاتش — دلهای سخنوران مسرور

نظمی که به چار دانگ عالم — در شش جهت زمانه مشهور

نظمی بہ تجلی معانی تو — در حسن فروغ غیرت طور

نظمی کہ مرکبات نقطش — صد حرف بند نظیرۂ حور

نظمی کہ معانیش بہ لفظ — در روز چو کوکبست مستور

نظمی کہ بیاض صفحۂ او — پرتو فگند بشمع کافور

نظمی کہ مثلث نقاطش — صد خوشہ کشد بشاخ انگور

نظمی کہ نگار رخط لب — بر مسطر سر نگینت مسطور

نظمی کہ بر آسمان فکرت — چون نظم کواکبست مامور

یارا سے سخن نماند زین پیش — فکرم بہ حد عروج معذور

بنوشت ولا تجستہ سالش
در ہر غزلے قصیدۂ نور
۲۱ ۱۹ع

ولہ

زبان رساند بگوشم فغان عاصی را — فغان نشاند بدل داستان عاصی را

علو مرتبہ اش بین بہ بین بفضل رسول — جزاے خلد برین مدح خوان عاصی را

کلام اوست دعائی کہ خواندش ادب — جزاے خیر دہد دہندگان عاصی را

سیادتش سبب فخر خانوادۂ او — شد افتخار شرفی دودمان عاصی را

زہے خجستہ کلامش بہ نعت پیغمبر — کہ جبرئیل ہمی بوسد زبان عاصی را

زہے بلندی فکرش کہ از عروج خیال — سپہر بوسہ زند آستان عاصی را

ہنروران سخنگو بدل پسند کنند — زبان عاصی و حسن بیان عاصی را

اجابت از در حق چون تمنا زد استبقا — دعاے عفو گناہ زبان عاصی را

خیالِ عشقِ گل و بلبل است ز ادبی — بگوشِ ہوش شنو داستان عاصی را

بحسنِ مقبلیہ تاریخ با بدان عساند — کہ درنقش پسر ندحبان عاصی را

طفیلِ نعت بہ دیوان حشر است شرف

کہ مرحبا زند از دل فغان عاصی را

(۱۹۶) (۶۲۰) (۱۳)

ولہ

النظم القدوس فیہ نعت وخلوص — بشرٰی للھند یا للسان المخصوص

قلنا بلا اھانۃ لہٗ تاریخًا — ما احسن ذالک الکلام المنصوص

تقریظ وقطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مسیح دوران شاعر ہمہ دان سحر بیان حضرت مولانا حکیم امتیاز حسین صاحب جناب واقف حضرت والدہ صاحبہ مقدسہ سلطان زمان

تقریظ یکی میرے صادق دوست جناب مولوی عبدالرزاق صاحب عاصی تخلص محبوب رب العالمین شفیع المذنبین حامی روز جزا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے عاشق ہیں انکا کلام نعتیہ سے اندازہ عشق ہویدا گو یا دل کی زبانی ہے عشق کی کہانی ہے ہر قصیدہ مین رنگ آرزو ہے ہر مضمون مین عشق کی خوشبو ہے ہر بیت حریم محبت ہے ہر مصرعہ رحمت ہے اس باغ

دلکشا ہیں بہار طیبہ روح افزا ہے اس چمن پر فضا میں روضۂ پاک کی ہوا ہے
یہ وہ کلام ہے جو برگزیدۂ بارگاہ خیر الانام ہے پسندیدۂ خاطر خاص و عام ہے یعنی
فغان عاصی ہے کہ عاصی کے لئے نامہ برات ہے وثیقۂ نجات ہے۔
واقف ابوالعلائی نے اس کے طبع کی تاریخ اس طرح عرض کی ہے۔

قطعہ تاریخ

مست جامم فغان عاصی کرد — گلستان ہست نعت پاک نبی
چون بہ بینم درود می خوانم — خوش بیان ہست نعت پاک نبی
مردہ را تازہ زندگی بخشد — ہمہ جان ہست نعت پاک نبی
شد دل اہل انجمن مسرور — بر زبان ہست نعت پاک نبی

گفت تاریخ طبع او واقف
حرز جان ہست نعت پاک نبی

تقریظ خاص دیوان چکیدۂ قلم اعجاز رقم حضرت مولوی مرزا محمد قاسم علی بیگ صاحب اختر متخلص قیصر اکبرآبادی

تعالی اللہ زہے دیوان عاصی — زہے گفتار خوش عنوان عاصی

بنام ایزد زہے سخن و زہے سخنور کہ فہمیدہ نشان عالم معانی را بہ شیوا بیانی این قدسی بیان عجب لذت وجدانی و ذوقی روحانی حاصل است کہ خیال را یارائے اظہار و لسان را مجال گفتار نیست چگونہ این مجموعہ برگزیدہ پسندیدۂ عالم و عالمیان نگردد کہ نعت فخر کائنات و اشرف مخلوقات در ان درج است و گوہر عقیدت در وی مدرج ہر بیتش مطلع انوار بیت اللہ و ہر شعرش مستطلع آثار صحف اللہ ... این مجموعہ کلام کہ کلیم طور سینائے سخن است [illegible]

نخل وادی ایمن است که ایمن از ہر عیب است و از غیب مظہر لمعات لاریب این قدسی نہال چمنستان صداقت که برگ برگش به نضارت فیوضات رحمانی معطر است و از ثمر و برگزیدہ خزان و برگ ہراست ہمانا از دو شخنش بے سخن اردو سے معلی است و فارسی کلامش لا کلام چون کلام اہل زبان سنجیدہ و مصفاست شاعر رقیق مشاعر دقیقہ شناس معنی پنہان و عقدہ کشا سے رموز عرفان فروغ بخش بزم یکتائی روشنی افزا سے انجمن دلکشا سے دیدہ دانش و ضیا سے بینش در ہر فنے طاق۔ مولانا مولوی محمد عبدالرزاق و ہو شہیر بین الادانی والاقاصی متخلصا بالعاصی۔ دانش برگزیدہ انفس و آفاق و صفاتش پسندیدہ نظر اشتیاق۔ الحمد اللہ این گنجینہ معانی که جہان بدو مشتاق بود بدست آرزو افتاد و فلک بدامن امید ما بنہاد این گزیدہ نتیجہ افکار که سرمایہ حیات جاویدانی و پیرا یہ زینت دو جہانیست بقبول خاطر آگاہان بینش دستگاہست و گرانمایگیش پسندیدہ ہر پسندیدہ نگاہ ہر حرفش خزینہ معانی و ہر نقطہ اش نکتہ ریز نازک بیانی من که مدتے در انتظار این شاہد غیبی و طورہ لاریبی بودم اکنون نظر مشتاقم بر جمال باکمال او کشادہ

بے اختیار زمزمہ نظیری بر لبم افتاد

ز فرق تا بقدم ہر کجا که مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد که جا اینجاست

یارب این گران ارز جواہر را آرایش گوش قدردانان کن و ببرکت نعت نبوی و صفات مصطفوی جناب عاصی را از جملہ برگزیدگان عالم ساز و عمر و دولت و اولاد اورا در حیط امن و امان دار بحق سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ الی یوم القرار فقط

نوٹ چونکہ یہ تاریخین بعد طبع دیوان وصول ہوئین لہذا آخر مین درج کیجاتی ہیں

بقیہ قطعات تاریخی

فکر گلزار معانی بلبلِ شیوہ بیانی جناب مولوی انیس احمد صاحب انیس خلف الصدق استادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

کیا زبان ہے کیا بیان ہے کیا سخن ہے کیا کلام
بے بدل ہر شعر ہے لاریب لاشک لاکلام
حرف زائد سے بری تاریخ بھی فکر انیس
مرحبا ہے اک سند رحمت کی عاصی کا کلام
۱۳ ۴۰

رقم زدہ نقاد سخن ماہر ہر فن صاحب فضل و ہنر جناب مولوی صدیق احمد صاحب اثر ناظم عدالت ضلع اورنگ آباد فرزند رشید استادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

وہ مئے معنی کھینچی جس پہ فدا ہے بادہ خوار	خوش اثر خوش فکر خوش الفاظ خوش رنگ خوشبو خوشگوار

شہسوار میدان جادو بیانی جناب مولوی نثار احمد صاحب نثار

برادر زادہ حضرت جلیل مدظلہ

اے خوشا نعت رسول پاک فخر کائنات
یہ وہ نسخہ ہے جو عاصی کو دلاتا ہے نجات
سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہ کہہ دے نثار
ہے کلام عاصی شیوا بیان عالی صفات
۱۳۴۹ھ

سخنور باکمال جناب مولوی نہال احمد صاحب نہال

اسپیشل مجسٹریٹ فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ

وہ گل نعت کھلے ہیں کہ مہک جنکی نہال
دامن حور کو فردوس میں جا چھو آتی ہے
دی صدا بلبل سدرہ نے جو دیوان نکلا
چمن خلد کی ان پھولوں سے بو آتی ہے
۱۳۴۹ھ

گلزار شاعری رنگین بیان جناب مولوی مونس احمد صاحب مونس

فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ

ہم نے نوس وہ سخن کا چمنستان دیکھا — جسکے ہر پھول مین رنگ گل خندان دیکھا
فکر تاریخ جو کی غیب سے آئی آواز — ترجمانِ دلِ عشاق یہ دیوان دیکھا

چکیدۂ خامہ فیض شمامہ شاعر نازک خیال مولوی غلام دستگیر صاحب ساقیؔ

طبع شد دیوان عاصی مرحبا — تا کند مقبول عام اورا خدا
فکر در تاریخ او ساقی چو کرد — از سروش غیب آمد این ندا
از سر ہیبت بگو این مصرعہ — طبع شد دیوانِ عاصی حبذا

۱۳ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۴۰

دیگر ایضاً

کلام عاصی سے تا قیامت — رہے گا نام و نشانِ عاصی
یہ کہہ سے تاریخ طبع ساقی — کہ اب چھپا ہے فغانِ عاصی

۱۳۴۰ھ

تمام شد

غلط نامہ دیوان حضرت عاصی

مرتبہ قادر حسین قادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	میرے	مرے	۱۴	۱۴	تیرے	تیرگی
″	۶	اسکے	اسکی	″	۱۶	تیرے	تیرگی
۳	۱۰	تیری	تری	″	۱۶	اسکے	اسکی
۴	۲	میرے	مرے	۱۳	۷	میرا	مرا
۵	۱۱	تیرے	تری	″	۹	میرا	مرا
″	۱۳	تیرے	ترے	۱۴	۱	میرا	مرا
″	۱۶	مری	میری	″	۵	تیرے	ترے
۶	۱۳	میرا	مرا	″	۹	اسپے	اپنی
″	۱۶	تیری	تری	۱۵	۱	کہے	سنبھے
″	۱۸	تیری	تری	″	۴	سطرح	اسطرح
۸	۶	میرے	مرے	″	۱۶	تیرے	ترے
″	۸	تیرے	ترے	۱۶	۵	شیریں سخنی	شیرین سخنی
″	۹	تیری	تری	″	۶	نکہت	نکہت
۹	۱	میرا	مرا	″	۱۸	سبحہ صدداللہ	سبحہ صدداللہ
″	۹	میرے	مری	۱۸	۱۳	او غفور	او غفور رہ
″	۱۱	میرا	مرا	۱۸	۱۶	تیرے	ترے
۱۰	۱	پار ہاے	پارہ ہاے	۲۰	۱	تیرا	ترا
″	۴	تیرا	ترا	″	۴	تیری	تری
″	۹	تیرے	ترے	″	۸	میرا	مرا
″	۱۱	تیری	تری	″	۹	تیرا	ترا
″	۱۴	تیری	تری	″	۱۶	میرے	مرے
۱۱	۴	تیرا	ترا	″	۱۸	میرے	مری
۱۲	۳	اوسکے	اوسکی	۲۱	۱۶	بہرتے بہرتی	بہرتی بہرتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۱	۱۹	میرے سے	مرے سے	۷۷	۱۴	تیرے سے	ترے سے
"	"	میرے سے	مرے سے	۷۸	۲	میرے سے	مرے سے
۶۲	۶	میرے	مرے	"	۱۵	تیرے	ترے
۶۳	۱۲	دیکھا تو کو	دیکھ دیکھے	"	۱۱	تیری	تری
"	۱۹	میری	مری	۸۱	۳	آدمی ہین	آدمی ہین
۶۴	۱	بیخ و فراق	بیخ فراق	"	۹	گشتہ	سرگشتہ
"	۳	تیرے	ترے	"	۱۳	میرے	میری
۶۵	۵	محشر مین نہ ہو	محشر مین نہون	"	۱۴	تیغ تیغ	یا تیغ تیغ
"	۱۳	تیرا دل	ترا دل	۸۳	۸	آلائش	آلائشیں
"	۱۳	"	"	"	۱۸	داغ و دل و جگر	داغ دل و جگر
۶۶	۵	تیرے	ترے	۸۵	۳	تیرے	ترے
"	۶	"	"	۸۶	۱۹	تیرے	ترے
"	۹	آنکھین تیرے	آنکھین تری	"	۱۷	عقل پر اپنے	عقل پر اپنی
"	۱۷	تیری	تری	۸۸	۱۰	مہبط	مہبط
۶۸	۴	حضر کے رہبر	خضر کے رہبر	"	۱۳	بہر خدا	بہر خدا
۶۹		تیری	تری	۸۹	۱۸	نسیم	نسیم
۷۱	۳	من بودم	من دارم	۹۱	۲	نکہت	نکہت
"	۱۱	ابرو سے	آبرو سے	"	۱۱	میرے	مرے
۷۳	۷	وارا سے	وارا سے	"	۱۳	مقبل سے اوکے	مقبل سے اوکی
"	۹	بسطے	بسطے	"	۱۳	ہاتون سے	ہاتھ سے
۷۵	۸	گنج	گنج	۹۴	۶	منہ کو بشش	منہ گردش
۷۶	۳	تیرا	ترا	۹۵	۳	تیرے	ترے
۷۷	۱۳	تیری	تری	"	۳	میرے	مرے

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	تیرے	ترے	۱۲۶	۲	آنکھین میرے	آنکھین مری
۹	ہمارے	ہماری	۱۲۷	۶	میرا	مرا
۴	رنگین مین	رنگین ہین	″	″	بزم مین اونکے	بزم مین اونکی
۷	اوسکے	اوسکی	″	۱۷	میرے	مرے
۹	سے	ہین	″	۱۹	تیری	تری
۱۲	کسکے نگاہونکو	کسکی نگاہونکو	۱۲۸	۱	تیرے	ترے
۲	کے	کی	″	۴	ہنسی کو ہمارے	ہنسی کو ہماری
۴	میری	مری	″	۵	تیرے	ترے
۴	بستی مین	ہستی مینا	″	۷	تیرے	ترے
۱۰	آنکھونمین میرے	آنکھونمین میری	۱۳۰	۳	تیری	تری
۲	جگر مین	جگر ہین	″	۹	گہبرا ہین	گہبرائین
۵	آنکھون کا اسپنے	آنکھونگا اپنی	″	۷	ترپ ہوا کر	تڑپکر
۱۰	تیری	تری	″	۸	گیسوے	گیسوے
۳	میرے	مرے	۱۳۱	۹	میری	مری
۱۰	میرے	مرے	″	″	راہبری	راہ بر
۹	میرے	مرے	″	۱۰	تیرا	ترا
″	″	″	″	۱۲	اقد بالا سے	ترے قد بالا سے
۴	کا	کی	″	۱۵	تیرے زلف	تری زلف
۱۴	میرے	مری	۱۳۳	۶	تیری	تری
۴	تیرے	ترے	″	۱۱	ہلا داغ	ملا داغ
۱۰	بلاسکے جبین	بلاکی سوجبین	″	۱۶	دشتار	دستار
۱۸	میرا	مرا	۱۳۴	۱۷	نہ پرستش	نہ پرسش
۲	جتنے	جتنا	″	۱۹	کھاسکے مٹی	کبہی نہ کہائیگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۹	۱۹	زصحابت	زصحابہ سے	۲۹۱	۴	تہی کفیت	کیفیت
۲۸۰	۱	اس مکن میں	اس نگیں میں	″	۱۲	عرب کے ہو زبانمیں	عرب کی ہو زبانمیں
″	۲	دیکھا جانہ	دکھا جاتا	۲۹۴	۱۳	نداوت	ندرت
″	۱۴	میرے آغوش	میری آغوش	۲۹۵	۱۲	سرباۂ ناز	سرمایۂ ناز
″	″	بہی وہ	بہی وہ	۲۹۶	۴	ہر بیت روشن	ہر بیت روشن
″	۱۷	تری	تیری	۲۹۷	۱۲	دلکش ہیں	دلکش اہل کمال
۲۸۱	۳	بلوچستان	بیوستاں	۲۹۹	۸	پاک آواتہ	پاک آواز
″	۱۵	سوت پیغام	موت کا پیغام	۳۰۰	۹	غلام قادر	نادر حسین
۲۸۲	۱	کیان	کیوں	″	۱۱	عاصی کے بیان	عاصی کی بیان
۲۸۳	۱۰	تم ہروسہ	تم بہروسہ	۳۰۱	۸	قطعہ	نظم
۲۸۴	۷	نمایاں تری	نمایاں تری	″	۲	ہر شعار	ہر شعر
″	۸	نازل دیکھیں	نازل دیکھا	″	۱۴	سہری	ستری
″	۱۰	ہر شئے ہے	ہر شئے سے ہے	″	۱۹	دوست ہیں شا	دوست ہیں شاد
″	۱۲	فیر حق کے	بجز حق کے	۳۰۴	۴	منیش	زہینش
۲۸۵	۱	کرہے	کرتا ہے	″	۴	نگہداشت کرنے والا	نگاہداشت والا
″	۱۳	ماہ کام ہیں	ماہ تمام ہیں	۳۰۵	۴	مہر تمکینت	سنمگین
۲۸۶	۵	شعید ہوں	شہید ہوں	″	۱۵	استیبال	استقبال
″	″	ماتم تمام	ماہ تمام	۳۰۶	۱۴	زبانتے	زبانی
۲۸۷	۴	اہل درکر	اہل دردکر	″	″	آرزرزو	آرزو
۲۸۸	۵	ہوئی عقیدت	ہوئی ہے عقیدت	۳۰۷	۸	زندکی	زندگی
″	۶	باصف کے	باصفا کے	″	۱۸	بہایا	بہانا
″	۱۳	قرآن	قران	۳۰۸	۴	آفاق	آفاق
″	۱۴	جاہ وحشت	جاہ وحشمت	″	۱۰	حزینہ	خزینہ
				″	۱۵	دبرکت	وبرکت

تمت بالخیر